سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2007

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2007

بدھ28، جمعرات،29-مارچ2007
(یوم الاربعاء8، یوم الخمیس9-ربیع الاول1428ھ)

چودھویں اسمبلی: انتیسواں اجلاس

جلد29 : شمارہ جات 1تا2

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

انتیسواں اجلاس

بدھ،28۔مارچ2007

جلد 29:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ ------------	1
2۔	ایجنڈا ------------	3
3۔	ایوان کے عہدیدار ------------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	11
5۔	چیئر مینوں کا پینل ------------	12
6۔	ڈی پی او اوکاڑہ کی جانب سے جناب محمد اشرف خان سوہنا ایم پی اے	

	کی گرفتاری کی اطلاع ------------	13

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
7۔	اپوزیشن کی جانب سے دی گئی ریکوزیشن کو جعلی قرار دینا ------------	14
	سوالات (محکمہ خوراک اور امداد باہمی)	
8۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	40
9۔	کورم کی نشاندہی ------------	61
10۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (۔۔۔جاری) ------------	61
11۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	70
	تحاریک استحقاق	
12۔	وکلاء کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے پر لاہور پولیس کا معزز ممبران سے ناروا سلوک ------------	98
13۔	ایس ایچ او تھانہ صدر جہلم اور ایس ایس پی جہلم کی جانب سے معزز رکن اسمبلی کے خلاف جھوٹے مقدمہ کا اندراج ------------	99
14۔	ڈی او کالجز راولپنڈی اور پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین واہ کینٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ ------------	100
15۔	جمخانہ مال روڈ لاہور کی انتظامیہ کا معزز رکن اسمبلی کو کلب کے اندر جانے سے روکنا ------------	105
16۔	ڈی او (آر) اوکاڑہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ (۔۔۔جاری) ------------	106
	تحاریک التوائے کار	
17۔	لوہاری گیٹ لاہور کی میڈیکل مارکیٹ میں سرکاری ہسپتال سے چوری ہونے والی ادویات کی برآمدگی ------------	109

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
116	چائلڈ لیبر کے خلاف قانون سازی اور انہیں ماہانہ مالی امداد دینے کا مطالبہ -----------	18۔
117	لاہور اور راولپنڈی کی فیکٹریوں کا دریائے راوی اور نالہ لئی میں ہزاروں ٹن مضر صحت waste کا پھینکنا -----------	19۔
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
118	حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-1999 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	20۔
	رپورٹیں (توسیع)	
119	تحاریک استحقاق نمبر 71,72/2004، 2,32,33,34,37,51/06 اور 3,5/2007 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	21۔
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
120	تحاریک استحقاق نمبر 38-58/05 اور 1,9,11,28,29,30,41,43,44,46/06 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	22۔
	رپورٹیں (توسیع)	
121	نشان زدہ سوال نمبر 8671 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	23۔
122	تحاریک استحقاق نمبر 6/06 کے بارے میں سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	24۔
	مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2006	25۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	123
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
26۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی اسمبلی پنجاب (اراکین کی تنخواہیں، الاؤنسز اور مراعات) مصدرہ 2007	124
	جمعرات، 29۔مارچ 2007	
	جلد 29: شمارہ 2	
27۔	ایجنڈا	127
28۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	129
	پوائنٹ آف آرڈر	
29۔	حکومت کے ایماء پر اوکاڑہ پولیس کا معزز رکن اسمبلی کو جھوٹے مقدمہ میں گرفتار کرنا	130
	سوالات (محکمہ زراعت)	
30۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	140
31۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	166
	توجہ دلاؤ نوٹس	
32۔	فیروزوالا میں محنت کش کے تین سالہ بیٹے کا اغواء اور قتل	192
	پوائنٹ آف آرڈر	
33۔	مولانا شبیر ہاشمی پر ناجائز مقدمات ختم اور انہیں رہا کرنے کا مطالبہ	193
	تحاریک استحقاق	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
34۔	وکلاء کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے پر لاہور پولیس کا معزز اراکین اسمبلی سے ناروا سلوک (۔۔۔جاری)	196

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
35۔	تھانہ وارث خان (راولپنڈی) پولیس کا معزز رکن اسمبلی کے دفتر پر ناجائز چھاپہ	203
36۔	مجسٹریٹ (اوکاڑہ) کا بلاوارنٹ گرفتاری معزز رکن اسمبلی کو گرفتار کرنا	204
37۔	اجلاس بلانے کے لئے اپوزیشن کی ریکوزیشن پر رولنگ محفوظ ہونے کے باوجود وزیر قانون کا کانفرنس منعقد کرنا	206
	تحاریک التوائے کار	
38۔	تھیٹر ڈراموں میں ذو معنی جملے اور فحاشی	212
39۔	چائلڈ لیبر کے خلاف قانون سازی اور انہیں ماہانہ مالی امداد دینے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	216
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
40۔	مسودہ قانون (ترمیم)(انضباط) فروخت اراضی بذریعہ ترقیاتی ادارہ جات مصدرہ 2007	219
41۔	کورم کی نشاندہی	222
42۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	224
43۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(112)/2007/905. 21st March, 2007. The following Order, made by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Ch Muhammad Afzal Sahi**, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Wednesday, 28 March 2007, at 3:00 p.m. in the Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore the **MUHAMMAD AFZAL**
SAHI
21st March 2007 **SPEAKER"**

3

ایجنڈا
برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب
منعقدہ، 28۔مارچ 2007

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سوالات

(محکمہ خوراک اور امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی اسمبلی پنجاب (اراکین کی تنخواہیں، الاؤنسز اور مراعات) مصدرہ 2007

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدیدار

1۔	جناب سپیکر	:	چودھری محمد افضل ساہی
2۔	جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شوکت حسین مزاری
3۔	قائد ایوان	:	چودھری پرویزالٰہی
4۔	قائد حزب اختلاف	:	جناب قاسم ضیاء

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	ملک نذر فرید کھوکھر	:	ایم پی اے، پی پی۔192
2۔	چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ)	:	ایم پی اے، پی پی۔228
3۔	ملک جلال دین ڈھکو	:	ایم پی اے، پی پی۔222
4۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	ایم پی اے، ڈبلیو۔338

6

3۔ کابینہ

(1)	گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی	:	وزیر مینجمنٹ وپیشہ ورانہ ترقی
(2)	کرنل (ر) شجاع خانزادہ	:	وزیر سی۔ایم۔آئی۔ٹی امپلی مینٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن
(3)	کرنل (ر) ملک محمد انور	:	وزیر کوآپریٹو
(4)	جناب مناظر حسین رانجھا	:	وزیر کالونیز
(5)	چودھری عامر سلطان چیمہ	:	وزیر آبپاشی
(6)	جناب گل حمید خان روکھڑی	:	وزیر ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن
(7)	جناب محمد سبطین خان	:	وزیر کانکنی ومعدنیات
(8)	جناب سعید اکبر خان	:	وزیر جیل خانہ جات
(9)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	:	وزیر خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
(10)	چودھری ظہیر الدین خان	:	وزیر مواصلات وتعمیرات / انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ*
(11)	ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن	:	وزیر جنگلات
(12)	محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ	:	وزیر ترقی خواتین
(13)	چودھری محمد اقبال	:	وزیر صحت / ایس اینڈ جی اے ڈی*
(14)	ڈاکٹر سہیل ظفر چیمہ	:	تجارت وسرمایہ کاری
(15)	رانا شمشاد احمد خان	:	وزیر آبکاری ومحصولات
(16)	چودھری شوکت علی بھٹی	:	وزیر ثقافت وامور نوجوانان
(17)	جناب محمد بشارت راجہ	:	وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی / انسانی وسائل اضافی چارج قانون وپارلیمانی امور داخلہ / جنگلی

حیات*

(18)	میاں عمران مسعود	:	وزیر تعلیم

(19)	جناب محمد اجمل چیمہ	:	وزیر صنعت
(20)	سید اختر حسین رضوی	:	وزیر زرعی مارکیٹنگ
(21)	جناب ارمغان سبحانی	:	وزیر قوت برقی

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9-جنوری2005 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر
محکمہ جات برائے اجلاس (28تا29-مارچ2007)تفویض کئے گئے۔

7

(22)	سید سعید الحسن	:	وزیر اوقاف و مذہبی امور
(23)	ڈاکٹر طاہر علی جاوید	:	وزیر خصوصی تعلیم
(24)	جناب عبدالعلیم خان	:	وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی
(25)	میاں محمد اسلم اقبال	:	وزیر سیاحت
(26)	سردار حسن اختر موکل	:	وزیر پبلک ہیلتھ انجنیئر نگ
(27)	سید رضا علی گیلانی	:	وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی
(28)	جناب محمد معین الدین ریاض قریشی	:	وزیر سپورٹس
(29)	رانا محمد قاسم نون	:	وزیر محنت و انسانی وسائل
(30)	جناب حسین جہانیاں گردیزی	:	وزیر خوراک
(31)	جناب محمد ارشد خان لودھی	:	وزیر زراعت
(32)	جناب غلام محی الدین چشتی	:	وزیر / چیف وھپ / ٹرانسپورٹ
(33)	سردار حسنین بہادر دریشک	:	وزیر خزانہ
(34)	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(35)	میاں خادم حسین وٹو المعروف محمد اختر خادم	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
(36)	جناب محمد اعجاز شفیع	:	وزیر بیت المال
(37)	مخدوم اشفاق احمد	:	وزیر انسانی حقوق

(38) سردار محمد درعیہ خان فیاض : وزیر ماہی پروری
(39) محترمہ نسیم لودھی : وزیر بہبود آبادی
(40) ڈاکٹر انجم امجد : وزیر تحفظ ماحولیات
(41) محترمہ جوئس روفین جولیس : وزیر اقلیتی امور

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر
محکمہ جات برائے اجلاس (28تا29۔مارچ 2007) تفویض کئے گئے۔

8

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

(1) چودھری محمد کامران علی خان : مال
(2) راجہ راشد حفیظ : مقامی حکومت و دیہی ترقی
(3) جناب اعجاز حسین فرحت : ہاؤسنگ، شہری ترقی
(4) سید محمد تقلید رضا*
(5) چودھری نذر حسین گوندل : تعلیم
(6) ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ *
(7) ملک محمد آصف بھا : بیت المال
(8) جناب محمد وارث کلو : کالونیز
(9) چودھری خالد محمود (ایڈووکیٹ) : لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(10) جناب محمد قمر حیات کاٹھیا* :

(11)	بریگیڈیر(ر)جاوید اکرم(ستارہ امتیاز)	:	صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی
(12)	حاجی مدثر قیوم نہرا	:	ماہی پروری
(13)	چودھری خالد اصغر گھرال	:	سپورٹس
(14)	چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ	:	قانون
(15)	مس حمیدہ وحید الدین	:	خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
(16)	جناب محمد عارف گوندل چھوآنہ	:	ایس اینڈ جی اے ڈی
(17)	لیفٹیننٹ کرنل(ر)محمد عباس	:	مواصلات و تعمیرات
(18)	بیگم ریحانہ جمیل*		
(19)	جناب محمد شعیب صدیقی	:	انفارمیشن
(20)	جناب اعجاز احمد سیہول	:	آبکاری و محصولات
(21)	جناب جاوید منظور گل	:	کانکنی و معدنیات
(22)	آغا علی حیدر	:	ثقافت و امور نوجوانان
(23)	ملک احمد سعید خان(ایڈووکیٹ)	:	اشتمال

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

(24)	ملک محمد احمد خان(ایڈووکیٹ)	:	پارلیمانی امور
(25)	دیوان اخلاق احمد	:	آبپاشی
(26)	رائے منصب علی	:	کوآپریٹوز
(27)	جناب محمد عامر اقبال شاہ	:	محنت و انسانی وسائل
(28)	جناب طاہر حسین خان ملیزئی	:	خصوصی تعلیم
(29)	ملک محمد اجمل جوئیہ	:	پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن
(30)	جناب ولایت شاہ کھگہ	:	زراعت

(31) جناب آفتاب احمد خان : ایگریکلچرل مارکیٹنگ

(32) چودھری وحید اصغر ڈوگر : پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

(33) جناب جاوید اقبال خان کھچی : جنگلات

(34) سردار میر بادشاہ خان قیصرانی : صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری

(35) جناب طارق احمد گورمانی : جنگلی حیات

(36) ملک جواد کامران کھر *

(37) میاں امتیاز علیم قریشی : زکوٰۃ و عشر

(38) ملک احمد کریم قسور لنگڑیال : سی۔ایم۔آئی۔ٹی، آئی اینڈ سی

(39) جناب اللہ وسایا عرف چنوں خان لغاری : سیاحت اور ترقی تفریحی

(40) سید محمد قائم علی شاہ : مذہبی امور و اوقاف

(41) ملک اللہ بخش سمتیہ : ٹرانسپورٹ

(42) مہر فضل حسین سُمرا : جیل خانہ جات

(43) جناب احمد نواز : ریلیف

(44) ڈاکٹر محمد افضل *

(45) سید نذر محمود شاہ* :

(46) جناب محمود احمد : خوراک

(47) بیگم زینت خان : ترقی خواتین

(48) ڈاکٹر فرزانہ نذیر : صحت

---

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

10

(49) محترمہ لبنیٰ طارق : سیاحت

(50) سیدہ بشریٰ نواز گردیزی : امور داخلہ

(51) محترمہ شہلا راٹھور : سماجی بہبود

(52)	محترمہ سعدیہ ہمایوں	:	تحفظ ماحولیات
(53)	محترمہ روبینہ نذر سلہری (ایڈووکیٹ)	:	ٹیوٹا (TEVTA)
(54)	محترمہ زاہدہ سرفراز	:	بہبود آبادی
(55)	مس نگہت سلیم خان	:	ہائر ایجوکیشن
(56)	مس شگفتہ انور	:	انٹی کرپشن
(57)	مسز نیئر مرتضٰی لون	:	قوت برقی
(58)	جناب پیٹرک جیکب گل	:	اقلیتی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

ایم آفتاب اقبال چودھری

6۔ ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری اسمبلی	:	جناب سعید احمد
(2)	ایڈیشنل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ
(3)	ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن)	:	جناب عنایت اللہ لک
(4)	ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)	:	مقصود احمد ملک

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا انتیسواں اجلاس

بدھ، 28-مارچ2007

(یوم الاربعاء، 8-ربیع الاول1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر3بج کر10منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ
فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ
الْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا
سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

سورة إبراهيم آيات32 تا34

اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے۔ اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں۔ اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا (32) اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں۔ اور رات اور دن کو بھی تمہاری خاطر کام میں لگا دیا (33) اور جو کچھ تم نے مانگا سب میں سے تم کو عنایت کیا۔ اور اگر اللہ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو۔ (مگر لوگ نعمتوں کا شکر نہیں کرتے) کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے (34)

وما علینا الا البلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	ملک نذر فرید کھوکھر، ایم پی اے	پی پی۔192
2۔	چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے	پی پی۔228
3۔	ملک جلال دین ڈھکو، ایم پی اے	پی پی۔222
4۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، ایم پی اے	ڈبلیو۔338

شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ ہمارے معزز ایم پی اے، محمد اشرف خان سوہنا، جن کا تعلق اوکاڑہ سے ہے، وہ Arrest ہوئے ہیں۔ میں ان کے Arrest Order پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رولز کے مطابق ہمارے پاس اس حوالے سے جو اطلاع آئی ہے، آرڈر آئے ہیں وہ میں نے ہاؤس میں پڑھنے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وہ تین مرتبہ گرفتار ہوئے ہیں لہذا آپ تینوں آرڈر پڑھ دیں۔

ڈی پی او اوکاڑہ کی جانب سے جناب محمد اشرف خان سوہنا ایم پی اے کی گرفتاری کی اطلاع

جناب سپیکر: رانا صاحب! پہلا آرڈر میں نے پڑھ دیا تھا، اس روز آپ واک آؤٹ کر گئے تھے۔

DPO Okara, vide his letter No. 4709, dated 27-3-2007, has communicated intimation about arrest of Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, MPA(PP-190), as required under rule 77 of Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997. The intimation is read as under:-

> I have the honour to inform you that I have found it my duty, in the exercise of my powers under section 54 of the Criminal Procedure Code 1898 to direct Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Member of the Provincial Assembly, Punjab be arrested in case FIR No.64 dated 13-2-2007 under section 506 PPC PS A division, Okara.
>
> Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Member of the Provincial Assembly of the Punjab was accordingly arrested at 08:00 PM (time) on 25-03-2007 and is at present lodged in the Central Jail District Sahiwal.

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے بنچوں کی طرف سے شیم شیم کے نعرے لگائے گئے)

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قاسم ضیاء صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، فرمائیے!

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے آرڈر پڑھا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اشرف سوہنا صاحب کو یہ تیسری دفعہ گرفتار کیا گیا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

اپوزیشن کی جانب سے دی گئی ریکوزیشن کو جعلی قرار دینا

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف صاحب سے معذرت چاہتے ہوئے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ان کا خطاب سر آنکھوں پر، وہ بات کریں گے ہم بالکل انشاء اللہ تعالیٰ اطمینان سے سنیں گے لیکن یہ ایک technical معاملہ ہے جس پر میں اس وقت بات کرنا چاہتا ہوں۔ جب قائد حزب اختلاف بات کریں تو کم از کم اس ہاؤس کو in order ہونا چاہئے۔ اگر یہ ہاؤس in order نہ ہو تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری بات irrelevant ہو جاتی ہے، پھر ان کے بات کرنے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ میں irrelevant اس حوالے سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ موجودہ اجلاس اپوزیشن کی ریکوزیشن پر طلب کیا گیا ہے اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ یہ اپوزیشن کا حق بنتا ہے۔ وہ جب چاہیں اجلاس ریکوزیشن کریں اس کے لئے مطلوبہ تعداد کو پورا کریں اور اجلاس بلائیں۔ آج یہاں میں سب سے پہلے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اپوزیشن کی طرف سے genuinely requisition آئے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے حکومتی بنچوں کے ممبران ان کے کورم کو پورا کریں گے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ہمارا کورم پورا ہے، آپ چیک کروالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب! میں تو کورم کی بات ہی نہیں کر رہا۔ میں تو یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اگر کورم نہ بھی ہو تو ہم پورا کروائیں گے لیکن میرا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ جو ریکوزیشن اس اجلاس کے لئے دی گئی ہے وہ جعلی ہے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اپنے الفاظ دہرانا چاہتا ہوں کہ جو ریکوزیشن دی گئی ہے وہ جعلی ہے۔ میں پھر تیسری دفعہ دہرانا چاہتا ہوں کہ جو ریکوزیشن دی گئی ہے وہ جعلی ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جھوٹ، جھوٹ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ ریکوزیشن میرے ہاتھ میں ہے۔ اب میں جب جعلی کہہ رہا ہوں تو میں کسی بنیاد پر ہی اسے جعلی کہہ رہا ہوں۔ میں کوئی زبانی بات نہیں کر رہا۔ میں قواعد و

ضوابط کے مطابق، باقاعدہ ایک document کی بنیاد پر یہ بات کر رہا ہوں۔ میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے صرف ایک لمحے کے لئے کہوں گا۔ چونکہ ارشد بگو صاحب بات کرنا چاہتے ہیں وہ ضرور بات کریں لیکن میں یہ شرط رکھنا چاہتا ہوں کہ اگر اپوزیشن اس بات کو چیلنج کرتی ہے کہ یہ جعلی نہیں ہے تو یہ پہلے اسے چیلنج کریں میں پھر اسے جعلی ثابت کرتا ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: ثابت کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ بات کریں میں پھر ثابت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ اس اسمبلی کی ساڑھے چار سالہ تاریخ ملاحظہ فرمالیں۔ راجہ بشارت صاحب ہمارے بڑے قابل احترام اور محترم بھائی ہیں لیکن میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اسمبلی کے پہلے دن سے لے کر آج تک [******]

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہم نے سیکرٹری کو ریکوزیشن دی ہے اور جناب نے اس ریکوزیشن پر اجلاس طلب کیا ہے۔ اگر وہ دستخط جعلی تھے یا وہاں پر کوئی ایسی بات تھی تو انھیں آپ کے علم میں لانا چاہئے تھا۔ راجہ صاحب!۔۔۔ ذرا گل سن لو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے تو دستخطوں کے الفاظ بھی استعمال نہیں کئے۔ میں تو یہ گستاخی کر ہی نہیں سکتا۔ میں تو ایک گنہگار انسان ہوں اور آپ پرہیزگار ہیں اور میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ میں قطعی طور پر نہیں کہہ رہا کہ آپ جعل سازی کر سکتے ہیں۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ یہ جعلی ہے۔ میں نے دستخط جعلی ہونے کی تو بات ہی نہیں کی۔

معزز ممبران: کیا جعلی ہے؟

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں بتادوں؟

جناب سپیکر: راناصاحب!پلیز سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!اس ریکوزیشن پر ایسے شخص کے دستخط موجود ہیں جو اس ایوان کا ممبر نہیں ہے۔ رانا تجمل نام کا شخص اس ایوان کا ممبر ہے؟

معزز ممبران حزب اقتدار: جی،No

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!رانا تجمل کے اس ریکوزیشن پر دستخط موجود ہیں۔ یہ جعلی نہیں تو اور کیا ہے؟ میں نے یہ ایک مثال دی ہے۔ آج میں چاہوں گا کہ اس ہاؤس کی کمیٹی بنے اور ہم جعلی سازی کرنے والوں کے خلاف ریفرنس لے کر آئیں گے۔ ریکوزیشن میرے ہاتھ میں ہے آئیں بات کریں۔ اس پر میرے ساتھ بات کریں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!ہم راجہ صاحب کا یہ چیلنج قبول کرتے ہیں۔ انھوں نے جو فرمایا ہے کہ یہ جعلی دستخط ہوئے ہیں ہم یہ چیلنج بھی قبول کرتے ہیں اور ہم یہ چیلنج بھی قبول کرتے ہیں کہ راجہ صاحب نے اس اسمبلی میں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ!پلیز تشریف رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!چودھری صبغت اللہ صاحب اور دوسرے سارے ہمارے بھائی ہیں یہ ذرا بڑے ٹھنڈے دل سے سن لیں۔

جناب سپیکر: پلیز سن لیں۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ رانا تجمل نامی شخص کے دستخط اس ریکوزیشن پر موجود ہیں۔ ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس کی کمیٹی بننی چاہئے اور انکوائری ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! لیکن اس issue پر ہی نہیں بلکہ آج تک اس ہاؤس میں جتنے جھوٹ اور غلط بیانیاں ہوئی ہیں ان پر بھی انکوائری ہونی چاہئے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ حکومت صبر کے ساتھ ہماری بات سنتی۔۔۔

جناب فیاض الحسن چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔ (نعرے بازی)

جناب سپیکر: جی، چوہان صاحب! آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ (نعرے بازی)

جناب فیاض الحسن چوہان: جناب سپیکر! اگر ان میں ذرا بھی جمہوری راویات ہیں تو یہ میری بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ نے تو مجھے موقع دیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو بھی موقع دیتا ہوں۔ آرڈر پلیز۔ جی، بات سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ تو کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ کون جھوٹا ہے؟ میں تو ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ آج اپنے گریبان میں منہ ڈالیں تو آپ کو ڈوب مرنا چاہئے، ڈوب مرنا چاہئے، ڈوب مرنا چاہئے۔ میں اس معزز ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ میں نے ایک قانونی نکتہ اٹھایا ہے۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: یہ غلط ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: غلط ہے تو اسے آپ نے غلط ثابت کرنا ہے میں نے نہیں۔ یہ جو document میرے پاس ہے یہ میرا ذاتی نہیں ہے بلکہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے authentic document مجھے ملا ہے۔ میں نے اس بنیاد پر بات کی ہے۔ کیا یہ بھی جھوٹ ہے؟ اب میں دوسری بات کرتا ہوں کہ رانا آفتاب صاحب میرے انتہائی قابل احترام بھائی ہیں وہ بہت بااصول انسان ہیں بعض اوقات بہت آئین اور قانون کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ وہ حلفاً بتا دیں کہ اس document پر ان کے دستخط موجود ہیں؟ نہیں ہیں، نہیں ہیں، نہیں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں صرف اتنا پوچھتا ہوں کہ آپ کے دستخط موجود ہیں؟ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں کہتا ہوں کہ جھوٹ ہے۔ آپ کہیں کہ جھوٹ ہے تو میں تسلیم کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ مجھے موقع ہی نہیں دے رہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جھوٹ کو کیا موقع دیں۔ آپ کے دستخط نہیں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I am on a point of personal clarification.

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I am on a point of personal clarification جب یہ ریکوزیشن دی گئی ہے تو میں نے اس وقت دستخط کئے ہیں اور میں خود رانا ثناء اللہ خان اور قاسم ضیاء صاحب کے ساتھ سیکرٹری صاحب کے پاس گیا ہوں۔ اس سے بڑی کیا بات ہوتی ہے، کیا میں نے دستخط نہیں کئے ہوں گے؟ انھوں نے دوسری بات کی ہے کہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں on oath کہتا ہوں کہ انھوں نے دستخط نہیں کئے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے on oath کہا ہے کہ جب ریکوزیشن دی گئی ہے اس وقت میں ساتھ تھا اور دستخط کر کے گیا ہوں اور after Press Conference گیا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں on oath کہتا ہوں کہ ان کے دستخط موجود نہیں ہیں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کے دستخط موجود نہیں ہیں۔ رانا صاحب! کیوں جھوٹ بولتے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: راجہ صاحب! آپ بنک آفیسر نہیں ہیں کہ آپ میرے دستخط چیک کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ میرے دستخط ہیں؟ How can you say? کہ یہ میرے دستخط نہیں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بات ختم ہو گئی۔ یہ فیصلہ ہو گیا۔ رانا آفتاب صاحب کا کہنا یہ ہے کہ انھوں نے دستخط کئے ہیں اور میں کون ہوتا ہوں دستخط چیک کرنے والا؟ میں کہتا ہوں کہ دستخط ہیں ہی نہیں۔ ہیں ہی نہیں۔ انھوں نے دستخط کئے ہی نہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انھوں نے eraze کر دیئے ہیں۔ میں نے تو کئے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب تشریف رکھیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں، میں آپ کو موقع دوں گا۔ شیخ صاحب! آپ بھی ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بھی موقع دوں گا آپ پہلے میری بات تو سن لیں۔ رانا صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ رانا صاحب وزیر قانون صاحب یہ نہیں کہہ رہے کہ آپ کے دستخط نہیں ہیں اور کسی اور نے آپ کے دستخط کئے ہیں۔ جو ریکوزیشن اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے اس میں آپ کے نام کے آگے کسی کے بھی دستخط نہیں ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جب آپ نے یہ ریکوزیشن جمع کروائی اس وقت سیکرٹری کے آفس میں آپ تشریف لے کر گئے تھے۔ سیکرٹری اسمبلی نے مجھے بتایا تھا لیکن اسی وقت سیکرٹری اسمبلی نے مجھے آکر بتایا اور وہ ریکوزیشن بھی دکھائی جس پر آپ سب کے دستخط ہیں میں نے خود دیکھا کہ اس میں آپ کے نام کے آگے بالکل خالی جگہ تھی اور وہاں پر دستخط نہیں تھے۔ وہ یہ چیلنج نہیں کر رہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ رانا صاحب آرڈر پلیز۔۔۔(قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں اور میں آپ کی بھی اور محترم وزیر قانون صاحب کی بھی اس بارے میں توجہ چاہوں گا۔ معاملہ یہ ہے کہ یہ آپ کا استحقاق ہے آپ کے آفس کا استحقاق ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے اندر جو معاملات بھی ہوتے ہیں ان کے متعلق اگر کسی نے بات کرنی ہو تو

وہ آپ کے چیمبر میں جا کر بات کرے۔یعنی اسمبلی سیکرٹریٹ کے متعلق ہاؤس میں بات کرنے کی روایت نہیں ہے۔یہ ایکprivilegeاورhonourہے جوآپ کے آفس کے ساتھ attachہے مجھے انتہائی افسوس ہے کہ وزیر قانون نے جو معاملہ آپ کے سیکرٹریٹ سے متعلقہ ہے اور اس معاملے کو انہوں نے یہاں ہاؤس میںdiscussکرنا شروع کیا۔بات یہ ہے کہ ریکوزیشن اپوزیشن نے جمع کروادی۔جمع کروانے کے بعد اس کے اوپر دستخط کس کے ہیں یہ اسمبلی سیکرٹریٹ اور آپ کے آفس نےdetermineکرنا ہے کہ کتنے دستخط ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے۔رولز کے مطابقrequirementہے اور اس کے مطابق جب آپ کے آفس نے اس ریکوزیشن کواس قابل سمجھااور انہوں نے آپ کو اس بات کیadviceبھیجی کہ آپ اس پر اجلاسsummonکریں اور آپ نے اجلاسsummonکر لیااور اگر اس معاملے کوانہوں نے اٹھانا ہی تھا تو یہ آپ کے چیمبر میں اٹھاتے۔یہ ایک وزیر قانون کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اس طرح سے رولز کیviolationکرتے ہوئےChairکےconductکواس ہاؤس میںdiscussکرے۔

آپ اس پر مجھے رولنگ دیں کہ یہ معاملہin House discussہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر:چودھری اقبال صاحب!۔۔۔(قطع کلامیاں)

وزیر صحت:جناب سپیکر!میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر دو اعتراضات اٹھائے ہیں اور دونوں قانون اور ضابطے کے مطابق اٹھائے ہیں کہ ایک تو وہ صاحب ہیں جو اسمبلی کے ممبر ہی نہیں ہیں اور ان کے دستخط ہو گئے ہیں اور دوسرا اعتراض انہوں نے رانا آفتاب احمد خان صاحب کے بارے میں اٹھایا ہے کہ ان کے دستخط موجود نہیں ہیں۔دو چیزیں ریکارڈ کے مطابق آپ نے دیکھنی ہیں اور .You are the best judge sir

خاص طور پر اسمبلی کا ایک ممبر اڑھائی تین لاکھ کا نمائندہ ہے اور اتنے ووٹ لے کر اسمبلی کے اندر وہ آتا ہے اور اس کا ایکcharacterہوتا ہے اور خود اس کی ایک ذات ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ ایکresponsibleآدمی سمجھا جاتا ہے لیکن ایک ممبر کا اتناirresponsible attitudeکا میں نہایت افسوس کے ساتھ عرض کروں گا کہ اور ممبر بھی رانا آفتاب احمد خان صاحب کے قد،بت کا ہو تو اس کو یہ زیب نہیں دیتا ایک تو میرا یہ اعتراض ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ ایک بندہ جو اسمبلی کا ممبر ہی نہیں ہے اس کے دستخط کر کے ریکوزیشن دے دینا اور پھر رانا ثناء اللہ خان صاحب کا اس کو defendکرنا یہ دونوں باتیں سمجھ

سے باہر ہیں اور دونوں بڑے افسوسناک واقعات ہیں۔اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: شکریہ۔جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آج اصل مسئلہ جو ہمارا ہے۔چیف جسٹس صاحب کو جو غیر فعال کیا گیا ہے اس پر بات کرنا چاہتے ہیں اور راجہ بشارت صاحب نے بڑی فنکاری کے ساتھ سارے ہاؤس کا رخ اور طرف موڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں 94 آدمی چاہئیں ہمارے دستخط 99 ممبران کے تھے اور اس وقت بھی ہمارے 95 یا 96 ممبران ایوان میں موجود ہیں۔جب ہمارا کورم پورا ہے تو ان کے پاس اس بات کا کوئی جواز نہیں رہ جاتا کہ فلاں کے دستخط تھے اور فلاں کے نہیں تھے ہمارا اگر کورم پورا نہیں ہے تو آپ اجلاس نہ کریں اور جو اصل ایجنڈا ہے جو آپ نے [******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

راجہ ریاض احمد: ہم تو اس پر بات کرنا چاہتے ہیں اور آج راجہ بشارت صاحب ایک ایسے issue پر جو کوئی بات ہی نہیں ہے اس پر بات کر رہے ہیں اور [******] (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن اراکین نے گو مشرف گو کے نعرے لگائے)

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔رانا مشہود احمد خان صاحب!۔۔(قطع کلامیاں)

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آج جب سے اسمبلی کی proceeding start ہوئی ہے میں نے ایک انتہائی عجیب چیز دیکھی ہے اس اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے اخباروں میں حکومت کا مؤقف آ رہا تھا کہ جی ہم لوگ آئیں گے اور لابی میں بیٹھ کر دیکھیں گے اگر اپوزیشن کی تعداد پوری نہ ہوئی تو ہم ہاؤس کو نہیں چلنے دیں گے اور وہیں سے باہر کو چلے جائیں گے اور اس سلسلے میں منسٹرز کا باقاعدہ اخبارات میں quote کیا گیا تھا۔ آج جو اس اجلاس کے اندر ہوا ہے یعنی کھسیانی بلی کھمبا نوچے والے محاورے کے مترادف ہے کہ آج جب یہاں پر ہم نے ہاؤس کے اندر اپنی تعداد پوری کر کے دکھا دی ہے تو اس طرح کے اعتراضات اٹھائے جا رہے ہیں جو سکولوں میں بھی نہیں اٹھائے جاتے جو سکولوں کے بچے آپس میں اعتراضات نہیں اٹھاتے۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر!ایک ممبر کااستحقاق اس سے زیادہ کیا مجروح ہو گا کہ جب دستخط کئے ہوئے ہیں اور یہاں پر بیٹھ کر پوری تعداد میں گواہی دی جارہی ہے کہ اس ہاؤس کے بلانے میں convene کرنے میں ان تمام ساتھیوں کے دستخط موجود ہیں۔یہ تو ہمارااس ایوان کے اندر استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!میں اس کے علاوہ ایک اور بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔شیخ اعجاز صاحب!

رانامشہوداحمد خان: جناب والا!میں یہاں پر ایک بات اور کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: شیخ اعجاز احمد صاحب!

رانامشہوداحمد خان: جناب سپیکر!میری بات توپوری ہونے دیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب!سن لیا ہے۔

رانامشہوداحمد خان: جناب سپیکر!میرا انتہائی اہم پوائنٹ ہے۔میری بات مکمل ہولینے دیں۔

جناب سپیکر: سن لیا ہے۔

رانامشہوداحمد خان: جناب سپیکر!صرف دومنٹ اور لوں گا۔صرف دومنٹ کی بات ہے۔بات صرف اتنی سی ہے کہ اس ہاؤس کے سامنے میں یہ بات بھی کرنا چاہوں گا۔اسلام آباد راولپنڈی کے اندر جوانہوں نے ایک ناکام فلاپ شو کیا ہے۔اخبارات کے اندر آیا ہے کہ اس شو کو کرنے کے لئے حکومت کا22کروڑ روپے ایک محتاط اندازے کے مطابق خرچہ آیا ہے جو کہ کم از کم 80منٹ ہے اور فی منٹ لاگت 10لاکھ روپے اور ایک آدمی-/3600روپے میں پڑا ہے۔یہ حکومت بوکھلا گئی ہے اور چیف جسٹس کے معاملے میں ناکام ہو گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔میں نے آپ کے لیڈر کو ٹائم دیا ہے۔قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: جناب!اجلاس تو اپوزیشن نے requisite کیا تھا جیسا کہ راجہ ریاض صاحب نے کہا کہ پچھلی دفعہ اجلاس میں حکومتی بنچوں والے لاء اینڈ آرڈر کی بحث سے بھاگ گئے تھے۔ہماری تو کوشش تھی کہ

عوام کو آج کے حالات کا پتا چلے لیکن اس اجلاس سے لے کر آج تک جو کچھ ہوا آپ کو پتا ہے۔ جس طرح پر امن احتجاج کو روکنے کے لئے اس حکومت پنجاب نے مرد تو مرد خواتین کو بھی رات کے اندھیرے میں میانوالی جیل تک بھیجا گیا۔

جناب سپیکر! ساجدہ میر ہماری پارٹی کی لاہور کی صدر ہیں جس کو رات کے اندھیرے میں، یہ چودھریوں کی رواداری ہے، چودھری کہتے ہیں کہ پنجاب میں رواداری کی سیاست کرتے ہیں۔ یہ رواداری کی سیاست ہے کہ کارکنوں کو جیلوں میں بند کیا جائے جبکہ سپریم کورٹ بھی اب اس کا نوٹس لے رہا ہے کہ جب پُر امن احتجاج ہو تو عوام اور شہریوں کا حق بنتا ہے کہ وہ پُر امن احتجاج کر سکیں۔

جناب سپیکر! آپ نے اشرف سوہنا کا ایک آرڈر تو پڑھ دیا لیکن پہلے اس کو detain کیا گیا، بہاولپور جیل لے جایا گیا۔ جب ہم نے اس پر شور ڈالا، جب باقی کیسوں میں اس کی ضمانت ہوئی تو اسے جیل سے پھر قید کیا گیا اور اس پر ایک ناجائز اسلحے کا پرچہ کاٹا گیا۔ ان چودھریوں کی یہ کہاں کی رواداری ہے جو اپنے آپ کو کہتے ہیں کہ ہم بہت بڑے چودھری ہیں اور پنجاب میں چودھراہٹ قائم کرنے آئے ہیں۔ جس طرح ابھی مشہود نے کہا کہ جنرل مشرف کے کل کے جلسے پر اس حکومت پنجاب کے خزانے سے آپ کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں اور وہ بھوک اور افلاس سے مرنے والی اس قوم کا پیسا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ وہاں ایک ایک آدمی کتنے ہزاروں میں پڑا ہے۔ ایک طرف کہتے ہیں کہ عوام ان کے ساتھ ہے۔ عوام ساتھ ہوتی تو یہ جو وکلاء کا کنونشن بلانا چاہتے ہیں ان کے ساتھ ایک وکیل نہیں کھڑا۔ آج تمام کے تمام وکیل، پورا پاکستان، پورے عوام، چیف جسٹس اور عدلیہ کی بحالی کے لئے باہر نکل آئے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ان کو اتنا دکھ ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ عوام ان کے ساتھ ہیں تو ہمارے کارکنوں کو کیوں گرفتار کرتے ہیں، اشرف سوہنا کو کیوں گرفتار کرتے ہیں، کیوں ایم پی ایز کو روکتے ہیں۔ ایم پی ایز کو آنے دیں۔ ہمارا آج چونکہ کورم پورا ہے اس لئے شاید یہ چپ کر کے بیٹھے ہیں۔

وزیر زراعت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! پہلے یہ تو فیصلہ کر لیں کہ یہ اجلاس بھی ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ آپ نے اجازت دی ہے یا نہیں دی ہے۔ ایک غیر ممبر دستخط کر کے اس اجلاس کو بلائے، Is it an Ijlaas? یہ باضابطہ اجلاس ہے؟

اس پر بولنے کی اجازت کس نے دی ہے، پہلے اجلاس کا فیصلہ کریں کہ یہ اجلاس legal ہے یا illegal ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! قاسم ضیاء صاحب جتنی مرضی بات کریں میں ان کی بات سنوں گا لیکن میری گزارش سن لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! جیسے رانا صاحب نے کہا کہ یہ معاملہ آپ کا تھا، سپیکر کے آفس کا تھا کہ آپ ریکوزیشن کرتے ہیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی غلطی تھی یا آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی ایسی بات تھی تو آپ ہم سے کہتے یا آپ کئی دفعہ ہماری قرار دادیں واپس کر دیتے ہیں۔ اس کو بھی واپس کرتے اور کہتے کہ اسے in order کر کے لائیے وہ ایک اور بات ہوتی۔ ہم اس پر اپنا عملدرآمد کرتے لیکن آج لاء منسٹر صاحب کو ہماری ریکوزیشن اٹھا کر لانی یاد رہی لیکن اپنے جنرل مشرف کا وہ خط نہیں لا سکے جو پچھلی بار میں نے دکھایا تھا اور جس پر انہوں نے اپنے وزراء کو کہا تھا کہ استعفے دیں۔ ایک چیف جسٹس کو suspend کر دیا ہے لیکن وزیر یہاں بیٹھے ہیں۔ جوئے خانے اور شراب خانے کے اڈے لاہور میں چل رہے ہیں تو انہیں وہ خط لانا تو یاد نہیں رہا جو جنرل مشرف نے انہیں لکھا ہے۔ اس میں بھی کہیں کہ اس پر جعلی دستخط ہیں وہ اس لئے نہیں لائے کیونکہ وہ ایوان صدر سے آیا تھا۔ آج تک اس پر تو کوئی معاملہ نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس پر عمل کریں گے اور ان کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ آج مجھے ہاؤس میں کھڑے ہو کر بتائیں کہ اس میں جن لوگوں کے نام تھے ان کے خلاف انہوں نے کیا ایکشن لیا ہے؟ کوئی وکیل ایک خط لکھ دیتا ہے تو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو suspend کر دیا جاتا ہے لیکن ان کے بقول صدر پاکستان، ہمارا تو صدر نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ غیر آئینی صدر ہے اور آج بھی وردی میں بیٹھا ہے۔ اس وردی والے کے حق میں بھی یہاں پر قرار دادیں پیش کرتے ہیں لیکن وہ جو خط بھیجتا ہے اس پر عملدرآمد نہیں کرتے۔ میں آج لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ یہاں پر وضاحتیں کر رہے ہیں بتائیں کہ آج تک اس خط کا انہوں نے کیا کیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے خیال میں اس معزز ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔آپ لاء منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔اپوزیشن لیڈر نے بات کی ہے۔لاء منسٹر کی بات بھی سن لیں۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے تو یہ گزارش کی ہے کہ جس documentکی بنیاد پر یہ اجلاس بلایا گیا ہے وہ ایک فحش document ہے۔میں نے جو کچھ کہا ہے ایک بات تو رانا آفتاب صاحب کی آپ کے سامنے ثابت ہو گئی۔دوسرا رانا تجمل صاحب ہیں ان کو یہ لے آئیں جن سے انہوں نے دستخط کروائے ہیں۔میں نے تو نہیں کئے۔میرا مطالبہ یہ ہے کہ آپ انکوائری کروائیں اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ جیسے رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ یہ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔رانا تجمل کا نام کس نے لکھا ہے،رانا تجمل کے دستخط کس نے کئے ہیں؟آپ اس شخص کے خلاف پرچہ کروائیں۔میں کہتا ہوں کہ جب تک اس معزز ایوان کے ساتھ جعل سازی کرنے والے کی نشاندہی نہیں ہو جاتی،جب تک اس شخص کے خلاف کارروائی نہیں ہوتی میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کا فرض بنتا ہے کہ انکوائری کروائیں،پرچہ درج کروائیں اور اس میں یہ حلفاً بتائیں کہ انہوں نے یہ ریکوزیشن کیسے تیار کی ہے۔ان تمام ممبران کے خلاف پرچہ ہوتا ہے جو ریکوزیشن جمع کروانے کے لئے آئے تھے جس میں میرے بھائی رانا آفتاب کے دستخط تھے پھر بھی پھنسیں گے،دستخط نہیں کئے پھر بھی پھنسیں گے کیونکہ جعل سازی کی ہے۔میں یہ کہتا ہوں کہ جب تک یہ معاملہ طے نہیں ہو جاتا اس وقت تک یہ ہاؤس نہیں چل سکتا۔یہ نئی ریکوزیشن دیں اجلاس بلائیں ہم ان کی باتیں سنیں گے لیکن جعلی کارروائی کی بنیاد پر خدا کے لئے اجلاس نہ بلائیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہاں پر ہمیشہ قواعد و ضوابط کے امین رہے ہیں اور اس پر عملدرآمد کروایا ہے۔آج جناب لاء منسٹر نے یہاں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر نشاندہی کی ہے اس سے بہت سے سوالات اٹھتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ اپوزیشن کے لوگ کوئی documentدینے میں کتنے seriousہوتے ہیں انہوں نے اس کو پڑھا،انہوں نے غور سے دیکھا۔

میں جعل سازی کالفظ بھی استعمال کرتا ہوں، اس میں جعل سازی بھی ہے اور اس کی non-seriousness بھی ہے۔ ان کی جعل سازی اس قدر ہے کہ ایک شخص جو اس ہاؤس کا ممبر نہیں ہے اس سے بھی دستخط کروائے گئے اور یہاں پر لے کر آئے۔ میرے فاضل دوست ارشد بگو صاحب جو یہاں پر تشریف فرما ہیں آج انہوں نے سویٹر بھی مسلم لیگ کے رنگ کا پہنا ہوا ہے اور اکثر کہتے ہیں کہ میں کسی حوالے سے سچی بات کرتا ہوں۔ کل کی بات ہے کہ بے نظیر بھٹو نے ان کی ہڑتال کے بارے میں کہا تھا کہ ایم ایم اے والوں سے دور رہیں جیسے کہ شاید ان میں سے کسی کو اچھوت کی بیماری ہے۔ یہ ان کی غلط بات کی بھی تائید کر رہے ہیں۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس پر رولنگ دیں۔ جعلی document دے کر اجلاس کو جاری رکھنا، یہ پھر ایک رسم پڑ جائے گی۔ اگر ان کے پاس بندے ہیں انہیں بٹھانا چاہتے ہیں تو دوبارہ دیں، سہ بارہ دیں، چوتھی بار دیں لیکن جعلی document کی بنیاد پر ایسا نہ کریں۔ میں لاء منسٹر صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہاں پر ایک جعل سازی کی نشاندہی کی۔

جناب سپیکر: سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جس issue پر یہ ساری بحث ہو رہی ہے۔ میں تو مختصر رانا ثناء اللہ صاحب کی بات دہراؤں گا کہ انہوں نے جو نکتہ اٹھایا اور آپ کی رولنگ چاہی کہ یہاں پر جو معاملہ discuss ہو رہا ہے کیا یہ آپ کے چیمبر میں discuss ہونا چاہئے تھا۔ یہ روایت آج سے قائم کی جائے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ اور آپ کے چیمبر میں discuss ہونے والے جو معاملات ہیں آئندہ سے اس ہاؤس میں ہوں گے۔ میں اس کی صرف ایک مثال دوں گا کہ اکبر بگٹی کے قتل پر میں نے ایک resolution دی۔ وہ سیکرٹریٹ نے ایک ایسی دفعہ لگائی جس کا رولز میں کوئی وجود نہیں تھا، لگا کر انہوں نے مجھے واپس کر دی۔ میں نے اپنے سینئر رانا آفتاب صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب سے پوچھا کہ یہ resolution واپس کی گئی ہے اور جس رول کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اس پوری بک میں موجود نہیں ہے تو ان دونوں صاحبان نے مجھے کہا کہ آپ یہ معاملہ اس ہاؤس میں مت لے کر آئیں چونکہ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا مسئلہ ہے۔ یہ آپ سیکرٹری اسمبلی سے discuss کریں یا جناب سپیکر کے چیمبر میں کریں۔ بات یہ ہے کہ بہت بحث ہو گئی ہے۔ ہم جیسے نئے لوگ روزانہ کوئی نہ کوئی بات سیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں آپ کی رولنگ ضرور چاہئے کہ لاء منسٹر صاحب یہاں جو معاملہ take up کر رہے ہیں میں تو بالکل یہ نہیں کہتا کہ نام ہیں، نہیں ہیں، sign ہیں نہیں ہیں یعنی اب لاء منسٹر پہلے تو یہاں اس

ہاؤس میں سی ایم کے اختیار استعمال کرتے ہیں۔ معذرت کے ساتھ آج ایسے لگ رہا ہے کہ لاء منسٹر سپیکر کے اختیار بھی استعمال کرنے لگ گئے ہیں۔ میں کہتا ہوں فرض کریں کہ انہوں نے کہا ہے کہ راناآ فتاب کے خلاف ایف آئی آر درج کریں۔انہوں نے کہا کہ جی ریفرنس لے کے آئیں گے۔یہ آپ نکلوالیں۔یہ سارا کچھ تو آپ کا حق ہے۔راجہ بشارت صاحب بڑے سینئر ہیں یہ سی ایم کے اختیارات استعمال کریں یہ ان کی پارٹی کا معاملہ ہے لیکن یہ چیئر جتنی ان کی ہے اتنی ہی ہماری ہے۔ ہم اس کے اختیار کسی صورت راجہ بشارت کو استعمال نہیں کرنے دیں گے اور میں کہتا ہوں کہ جیسے بھی ہے یہ ہاؤس آپ نےcall کیاہے یعنی رولز کے تحت جیسے راناثناء اللہ صاحب نے فرمایاہے۔(قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کے حوالے سے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جوbusiness conduct ہوتا ہے اور آپ کی چیئر کے جو معاملات ہیں ان کو اگر اس طرح ہاؤس میںdiscuss کرنے کی اجازت دی گئی اگر آپ نے آج اس بارے میں رولنگ نہ دی تو اس دن پھر ان کے پاس کیاجواب ہوگا۔یہ پھر اس دن کس گریبان میں جھانکیں گے جب ہم وہ معاملہ discuss کریں گے کہ ایک گن مین پانچویں گریڈ سے پچھلے آٹھ سال میں 20ویں گریڈ میں پہنچ گیاہے اور سپیشل سیکرٹری اسمبلی بن گیاہے۔پھر اسمبلی سیکرٹریٹ میں ہونے والی باقی جعل سازیاں جوانہوں نے کروائی ہیں تو پھر اس دن یہ کس گریبان میں جھانکیں گےاس لئے آپ رولنگ دیں کہ آیایہdiscuss ہو سکتاہے یانہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!میں کس طرح ان لوگوں کو سمجھاؤں۔ میرا صرف یہ استدلال ہے کہ راناثناء اللہ صاحب جو کہ پاکستان مسلم لیگ(ن) کے پارلیمانی لیڈر ہیں۔انھوں نے اپنی پارٹی کے دستخط کئے ہیں۔یہ میرے بھائی ہیں، یہ میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انھوں نے دستخط کر کے دیئے ہیں۔ میں بات ختم کرناچاہتاہوں اور صرف اتناعرض کرناچاہتاہوں کہ آپ ان کو مہلت دیں کہ یہ رانا تجمل کو لے آئیں۔یہ ثابت نہ کریں کیونکہ یہ تو معزز لوگ ہیں یہ تو جھوٹ بولتے ہی نہیں۔رانا تجمل آپ کے سامنے یہ ثابت کرے کہ جس تاریخ کو انھوں نے یہ ریکوزیشن دی ہے۔اس تاریخ کو وہ اسمبلی کے ممبر تھے یانہیں تھے۔اگر وہ ممبر تھے تو آپ یہ اجلاس چلائیں اس لئے ہم آپ کو ٹائم دیناچاہتے ہیں کہ آپ انکوائری کریں اور اس کے بعد اجلاس چلائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شکریہ

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب چونکہ اس معاملے میں بہت زیادہ تکلیف میں مبتلا ہیں۔ میں ان کی آسانی کے لئے عرض کر دوں کہ رانا تجمل یا شیخ امجد عزیز جو لوگ ظلم کا شکار ہوئے اور جن کو انھوں نے خلاف قانون اور خلاف آئین deceit کیا۔ میں ان کو آج بھی اپنے پارلیمانی گروپ کا ممبر سمجھتا ہوں۔ میں انھیں اپنی پارلیمانی میٹنگز میں بلاتا ہوں اور وہ حاضری sign کرتے ہیں۔ میں نے صرف ان لوگوں کو خارج کیا ہے جن لوگوں نے ضمیر بیچا ہے اور لوٹے بن کر ان کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج آپ کے سامنے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلی دفعہ جب اجلاس چل رہا تھا اور وکلاء پر تشدد کیا گیا، اس تشدد پر ہم نے یہاں پر صدائے احتجاج بلند کی۔ اس صدائے احتجاج بلند کرنے کے بعد ہم وکلاء کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے کے لئے مال روڈ سے ہوتے ہوئے ہائی کورٹ کی بلڈنگ میں پہنچے ہیں۔ اس وقت جب حکومت کو پتا چلا کہ اگر یہ اجلاس چلا تو یہ جو ہمارے سیاہ کارنامے ہیں تو اپوزیشن اس کو expose کرتی رہے گی۔ [******]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اصل مسئلہ یہ ہے کہ آج شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار بننے کا شوق اس وقت یہاں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے اندر پنپ رہا ہے اور راجہ بشارت صاحب جس طرح نمک حلالی میں اتنا آگے جا چکے ہیں کہ انھوں نے آج اسمبلی کی تمام روایات کو، اسمبلی کی تمام کارروائی کو ایک نیا رخ دینے کے لئے یہاں پر ایک نیا ڈرامہ رچایا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج یہاں پر جو ماحول پیدا کیا گیا ہے وہ صرف اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ جنرل مشرف موجودہ حکمرانوں کو طول دینے کے لئے جس تگ و دو میں لگا ہوا ہے۔ ان کو پتا ہے کہ اگر یہ اسمبلیاں functional رہیں اور اپوزیشن نے بات کی تو وہ بات میڈیا نے، میں یہاں پر میڈیا کو بالخصوص خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس کو گرانے کے لئے انھوں نے میڈیا پر حملہ کیا۔ اگر حیات خان کے بازو پیچھے باندھ کر پشاور میں گولیاں مار دی گئیں لیکن اس کی جو روایات ہیں۔۔۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، چوہدری اقبال صاحب!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ دنیا میں دستور رہا ہے اور ہر آدمی سے غلطی ہو سکتی ہے۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں، آپ نے اس ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے اور آپ اس ہاؤس کے محافظ ہیں۔ سب سے زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ آپ کے آفس کو دھوکا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ آپ اس ہاؤس کی روایات دیکھ لیں کہ جب سے یہ ہاؤس بنا ہے، آج تک ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ سپیکر کے آفس کو disgrace کرنے کی کوشش کی جائے یا سپیکر کے آفس کو derail کیا جائے یا سپیکر کے آفس کو غلط بیانی کی جائے۔

جناب سپیکر! نہایت افسوسناک بات ہے اور میں نہایت افسوس سے یہ بات کر رہا ہوں کہ اتنے اتنے پرانے پارلیمنٹیرین اور اچھا بولنے والے بندے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے نہایت ہی محترم رانا ثناء اللہ صاحب نے confession کی ہے کہ وہ لوگ جو قانون کے ضابطے میں اس ہاؤس کے ممبر نہیں رہے، وہ آج بھی ان کو ممبر سمجھتے ہیں۔ یہ ان کے دستخط کروا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کو ہاؤس کے اندر لائیں گے۔ اگر ان کو ہاؤس کے اندر غیر قانونی طور پر لا کر ہاؤس کو چلانا ہے تو پھر ہم اس کارروائی کا حصہ نہیں بننا چاہتے۔ آپ لائیں، چلائیں اور جس طرح آپ کی مرضی ہے ویسے کریں۔ ہم نے ایوان کو قانون اور ضابطے کے مطابق چلانا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اس سے بڑی افسوسناک بات اس ہاؤس کی پوری روایات میں نہیں ہو سکتی، یہ بڑا serious معاملہ ہے، آپ اس کا serious notice لیں اور اس پر آپ کا باقاعدہ action اور ruling آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، چوہدری اصغر علی گجر صاحب!

چوہدری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! گورنمنٹ بنچوں کی طرف سے بڑی اچھی روایات کا آغاز کیا گیا ہے کہ ایک نشاندہی کی گئی ہے کہ یہاں پر جھوٹ بولا گیا ہے، یہاں پر جعل سازی کی گئی ہے اس کی نشاندہی ہونی چاہئے اور اس کی انکوائری ہونی چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ ہر باضمیر شخص کی یہ آواز ہونی چاہئے اور کسی باضمیر ایوان کے اندر اس کی پاسداری بھی ہونی چاہئے۔ یہ ہمارا آپ کا اور ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ ہم اس بات کو ضرور دیکھیں کہ کون لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور ان کا محاسبہ ہونا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی اس بات کو بھی لیا

جائے۔آج ابھی جو آرڈر پڑھ کر سنایا گیا جو آپ کو اشرف سوہنا کے متعلق ملا ہے۔اس پر بھی یہ دیکھا جائے کہ اس پر کس کس نے جھوٹ بولا ہے۔آپ کو جو تحریر ملی ہے اس میں کتنا جھوٹ تھا،اس کی بھی انکوائری کی جائے۔اس کے بعد یہ بھی دیکھا جائے کہ اس ایوان کے اندر [***]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر: اچھا۔ جن لوگوں نے ایک بھلائی اور اچھائی کی خاطر اپنی جماعت کو چھوڑ کر دوسری جماعت میں چلے گئے ہیں۔ایک اچھے ضمیر کا مظاہرہ کیا ہے۔ان لوگوں نے جنھوں نے بہترین ضمیر کا مظاہرہ کیا۔ان کے پارلیمانی لیڈروں نے لکھ کر دیا کہ ان کا ریفرنس پیش کیا جائے ان کے ریفرنس نہ بھیجے گئے۔اس کے اندر کس شخص نے جھوٹ بولا ہے، کن کن لوگوں نے جھوٹی شہادتیں دی ہیں ان کا ریفرنس آج تک نہ بھیجا گیا ہے۔اس ایوان کے اندر اس بات کا بھی تعین کیا جائے کہ اس ملک کا سب سے بڑا جھوٹا شخص کون ہے۔یہ ہمارا، آپ کا اور سب کا فرض بنتا ہے کہ ہم نے اس بات کو تلاش کرنا ہے۔یہ اس پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔آج اس ایوان کے اندر اس بات کو تلاش کیا جائے کہ اس ملک کے اندر سب سے بڑا جھوٹ کس شخص نے بولا ہے۔اس ملک کے اندر ٹی وی پر، ایوان کے اندر، ریڈیو پر کس شخص نے جھوٹ بولا ہے۔اس شخص کو تلاش کیا جائے۔ میں اس کا نام نہیں لیتا۔آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ وہ شخص کون ہے اس کو بھی سزا ملنی چاہئے۔وہ کون اور کس ضمیر کا آدمی تھا۔اس کے متعلق بھی انھیں کہنا چاہئے تھا۔انھیں کہنا چاہئے کہ جس شخص نے قوم کے آگے جھوٹ بولا وہ بھی اس ملک کا سب سے بڑا بے ضمیر شخص ہے۔ان کو یہ بات کہنی چاہئے ہم ان کے ساتھ ہیں اور ہم انشاء اللہ ان کے ساتھ چلیں گے۔اگر یہ جھوٹ سے پردہ اٹھاتے ہیں جو ٹی وی پر جھوٹ بولا گیا، قوم کے سامنے جھوٹ بولا گیا اور پوری دنیا کے سامنے جھوٹ بولا گیا کسی کے ماتھے پر کوئی سلوٹ نہیں آئی۔یہ سب کچھ کیوں ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ چودھری ظہیر صاحب سے اگر یہ پوچھا جائے کہ جعل سازی کیا ہوتی ہے، اس کے معنی کیا ہوتے ہیں، اس کی definition کون سی ہے، ضابطہ فوجداری میں کن چیزوں سے

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

مل کر جعل سازی ہوتی ہے تو وہ یہ نہیں بتا سکیں گے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ پوری دنیا میں، پورے پاکستان میں لوگ ماتم کر رہے ہیں، لوگ رو رہے ہیں کہ ہماری عدلیہ ۔۔۔

(اوئے اوئے کی آوازیں)

یہ جو اوئے اوئے کر رہے ہیں۔ ان کو شرم آنی چاہئے کہ عدلیہ کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ آج پورے پاکستان میں ستون گرائے جا رہے ہیں اور ہم یہاں بیٹھ کر hooting کر رہے ہیں۔ ہم کیا message دے رہے ہیں کہ یہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کی سب سے بڑی اسمبلی ہے۔

جناب سپیکر! جب روم میں آگ لگی تھی تو نیرو بانسری بجا رہا تھا آج وہی صورتحال ہے۔ اگر جعل سازی ہوئی ہے تو ان سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایف آئی آر درج کروائیں۔ جعلسازی کا اختیار جناب کے پاس نہیں ہے لیکن اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کے کسٹوڈین آپ ہیں، کل آپ کو بھی گرایا جائے گا جس طرح چیف جسٹس پر حملہ کیا گیا، جس طرح صدر پاکستان پر حملے کئے گئے ۔۔۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ اس چیز کو سنجیدگی سے لیجئے۔ پوری دنیا میں جگ ہنسائی ہو رہی ہے جس بھونڈے طریقے سے چیف جسٹس کو کبھی غیر فعال کیا گیا، کبھی اسے معطل کیا گیا اور ایک ہفتے کے بعد اسے جبری رخصت پر بھیج دیا گیا۔ اگر جعلسازی ہوئی ہے تو مقدمہ درج کرائیں۔ راجہ بشارت صاحب کو یہ اخلاقی جرأت ہونی چاہئے کہ ضابطہ فوجداری کے تحت مقدمہ درج کروائیں، ان کی پولیس انکوائری کرے گی۔ آپ کو یا راجہ بشارت صاحب کو یا ظہیر صاحب کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ جعلسازی کے حوالے سے اس طرح بات کریں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! شکریہ۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے اور رولنگ مانگی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ یہ تقریباً چالیس پینتالیس منٹ سے جو بحث ہو رہی تھی دو چیزیں سامنے آئی ہیں جس پر میں سمجھتا ہوں کہ پورے ہاؤس کو اتفاق ہے۔ ایک تو یہ کہ اپوزیشن کی طرف سے ارشد محمود بگو صاحب نے کہا اور جو پوائنٹ لاء منسٹر صاحب نے raise کیا کہ جو ریکوزیشن پیش ہوئی ہے اس میں ایک sign ایسے ہوئے ہیں جو کہ اس معزز ایوان کے ممبر ہی نہیں ہیں تو اس پر پورے ایوان نے حکومتی پارٹی نے بھی اور اپوزیشن نے بھی رولنگ چاہی ہے۔ دوسرا یہ کہ اس پر پورے ایوان کا اتفاق ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو پورے معاملات کی انکوائری کرے۔ ایک تو میں معزز ممبران کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ میں in detail رولنگ بعد میں دے دوں گا جسے میں ابھی reserve رکھتا ہوں لیکن اتنا میں ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر جب raise کیا جاتا ہے، رانا صاحب کا یہ سوال تھا کہ یہ اسمبلی کا معاملہ تھا اور اگر کسی کو اعتراض تھا تو وہ سپیکر چیمبر میں جا کر سپیکر سے بات کر لے۔ میں رانا صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی تحریک اسمبلی سے ہو کر ہی ہاؤس میں put ہوتی ہے مثال کے طور پر تحریک استحقاق ہے یا تحریک التوائے کار ہے سپیکر صرف اجازت دیتا ہے کہ یہ تحریک ہاؤس میں put کر دیں یا نہ کریں۔ ہاؤس میں put کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ جو بھی تحریک آئے گی وہ منظور ہو جائے گی۔ ادھر discussion ہونی ہے محرک نے بولنا ہے، حکومتی پارٹی کی طرف سے جواب آنا ہے پھر سپیکر نے decide کرنا ہے کہ اس کو in order یا out of order قرار دینا ہے۔ اس لحاظ سے آپ کی ریکوزیشن آ گئی اور آپ کا یہ کہنا کہ یہ چیمبر میں بات کرتے اور کئی دوستوں نے کہا ہے کہ یہ اجلاس بلانا ہی نہیں چاہئے تھا۔ ایک تو میں یہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اجلاس بلانے کے لئے 93 ممبرز چاہئیں اور یہ دو ممبر اگر minus بھی کر لیں، جیسے رانا آفتاب کے دستخط نہیں ہوئے اور دوسرے کے بوگس دستخط ہوئے ہیں اس کے باوجود بھی 93 سے زائد بنتے تھے اور میں نے اس لئے یہ سیشن summon کیا ہے۔

دوسرا میرے ذہن میں یہ بھی تھا کیونکہ حکومت چاہتی تھی کہ اجلاس ہونا چاہئے پچھلا جو سیشن ہوا ہے اس میں، میں نے بھی اور حکومتی پارٹی نے بھی کوشش کی کہ اجلاس کو چلنے دیا جائے اور آپ کے واک آؤٹ کے باوجود آپ کا بزنس میں نے pending کیا تھا dispose of نہیں کیا تھا اس لئے کہ شاید آپ واپس آئیں تو یہ کارروائی چل سکے اور اس دن ویسے ایجنڈا ہی آپ کا تھا تو میں نے کہا کہ چلو یہ بات کرنا چاہیں گے تو کر لیں گے لیکن اس پر جیسے میں نے کہا کہ in detail رولنگ تو میں بعد میں دوں گا۔ اجلاس بلانے کی وجہ یہ تھی

کہ اپوزیشن کا مؤقف سننا حکومت بھی چاہتی ہے اور یہ بھی چاہتی ہے کہ روزمرہ کے بزنس کو بھی چلنے دیا جائے۔ اس میں قطعاً نہ مجھے کسی نے کہا ہے کہ اجلاس سے avoid کیا جائے اور نہ کوئی خدانخواستہ as such میری نیت تھی کہ اجلاس سے avoid کیا جائے۔ اس دن بھی آپ ہی کے واک آؤٹ کر جانے کی وجہ سے اجلاس نہ چل سکا۔ بہر حال آپ نے جو ریکوزیشن دی ہے یہ ایک علیحدہ issue ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ کم از کم یہ تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ جو آدمی اس ایوان کا رکن نہیں ہے اس کے sign ہوئے ہیں، وہ دستخط تو کسی دوست نے ہی کئے ہوں گے، یہ تو ہمیں تہہ تک پہنچنا چاہئے کہ وہ کس دوست نے دستخط کئے ہیں۔ بعد میں معاملہ آیا جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ایف آئی آر درج ہونی چاہئے تو اس کا فیصلہ کمیٹی کرے گی۔ کمیٹی کا چونکہ حکومتی پارٹی کی طرف سے بھی کہا گیا ہے اور ارشد بگو صاحب کی طرف سے بھی کہا گیا ہے تو میں سات رکنی کمیٹی تشکیل دیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے کہا تھا کہ اس پر کمیٹی بنائی جائے لیکن ساتھ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ان چار سالوں میں جتنے یہاں پر جھوٹ بولے گئے ہیں اس پر بھی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔

جناب سپیکر: لیکن ابھی جو سر دست معاملہ ہے اس کو تو کر لینے دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ نے 13 تاریخ کو اجلاس ملتوی کیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ آپ کے احتجاج پر اجلاس 13 کو ملتوی کیا گیا۔ احتجاج تو ہم پہلے دن سے کر رہے ہیں اور آپ ہمارا احتجاج بڑے صبر و تحمل سے سن رہے تھے اور اسی طرح ہم نعرے بھی لگاتے تھے اور احتجاج بھی کرتے تھے لیکن آپ نے ہاؤس کے اجلاس کو ختم نہیں کیا۔ چونکہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونی تھی اور ہمیں پتا تھا کہ حکومت لاء اینڈ آرڈر پر 14 اور 15 تاریخ کو بحث نہیں کروانا چاہتی اور یہ اجلاس کو حقیقتاً ختم کریں گے، یہ ہمارے خدشات تھے۔ آپ ریکارڈ نکال لیں میں نے کہا تھا کہ حکومت لاء اینڈ آرڈر پر بحث نہیں کروانا چاہتی اسی لئے 13 تاریخ کو جان بوجھ کر اور ایک سازش کے تحت اس ہاؤس کا اجلاس ختم کیا گیا۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! ایسی بات نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں آپ کو اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا۔ میری گزارش ہے کہ اس پر کمیٹی بنی چاہئے لیکن یہ کمیٹی کو تھوڑا سا وسیع کر لیں کہ یہاں پر جتنے جھوٹ اور جتنی غلط بیانیاں کی گئی ہیں اس پر بھی کمیٹی فیصلہ کرے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس میں ایک پوائنٹ اور شامل کرنا چاہتا ہوں کہ جناب کا یہ فرمانا کہ کمیٹی بنائی جائے میں اس میں باقاعدہ ایک چیز اور شامل کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن یہ ریکوزیشن فائل کی گئی تھی، پھر میں ریکارڈ پیش کروں گا کہ اس دن ظاہری بات ہے کہ آپ نے دستخط valid وہی قرار دینے ہیں کہ جس دن ریکوزیشن پیش کی گئی ہے کہ اس دن ممبر ملک میں ہیں کہ نہیں؟ میں لاہور کی بات نہیں کرتا بلکہ میں ملک کی بات کرتا ہوں کہ کچھ ممبر ز ایسے ہیں کہ جس دن ریکوزیشن پیش کی گئی اس تاریخ کو وہ ملک میں ہی موجود نہیں تھے۔ یہ پہلے سے تو نہیں طے ہوتا کہ جب وہ پیدا ہوئے تو آپ نے ریکوزیشن تیار کروالی۔ یہ بھی میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس دن وہ ملک میں ہی موجود نہیں تھے، یہ جھوٹ جھوٹ کی بات کرتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: بگو صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بگو صاحب! اگر آپ معاف فرمائیں اور غصہ نہ کریں تو اس قوم کے ساتھ سب سے بڑا جھوٹ تو آپ لوگوں نے بولا ہے، دیں استعفیٰ اور جائیں باہر۔ میرے لئے سب قابل احترام ہیں۔ اصغر چودھری صاحب کہہ رہے تھے کہ سب سے بڑا جھوٹا کون ہے اور پھر اگر پیچھے سے آواز آئی تو پھر آپ بیٹھ جائیں گے۔ آپ لوگوں نے پوری قوم کے ساتھ مذاق بنایا ہوا ہے۔ وہ آپ کو دھکے دیتے ہیں کہ نکلیں اور جہاں آپ بیٹھیں گے وہ وہاں بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور آپ پھر بھی ان کی گود میں جاتے ہیں۔ کوئی خدا کا خوف کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد معظم!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! Law Minister کی باتیں سن کر میرا جی چاہتا ہے کہ پنجاب میں بھی ایک عہدہ نکالا جائے جس کا نام ہو "دا۔لا۔منسٹر" رکھا جائے۔ جس دن یہ اجلاس آپ نے prorogue کیا تھا اسی دن اپوزیشن نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم اگلے اجلاس کے لئے ریکوزیشن بھیجیں گے اور ہم سے باری باری دستخط کروائے گئے۔ جس دن رانا آفتاب صاحب نے یا باقی اپوزیشن لیڈران نے ریکوزیشن سیکرٹری اسمبلی کو جمع کروائی اس دن یہ تین لوگ ہی لاہور میں موجود تھے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ رولز آف پروسیجر میں یہ بات کہاں موجود ہے کہ جس دن ریکوزیشن جمع ہو اسی دن یہ دستخط کرائے جائیں۔ کیا راجہ بشارت صاحب اس کو explain کریں گے۔ یہ بتائیں کہ یہ کہاں موجود ہے؟ جناب! ان کا کام صرف "دا" لگانا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری بھی ایک گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ یہ اجلاس اپوزیشن کی ریکوزیشن پر طلب کیا گیا ہے اور اس کا ایک ایجنڈا بھی ہم نے لکھ کر دیا تھا لیکن آج جو ایجنڈا تقسیم کیا گیا ہے اس میں اس ایجنڈا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس کی بجائے یہ کوئی ٹرانسپورٹ کے ذریعے سے خوراک دینے کے لئے کچھ ممبران کو راضی کرنے کے لئے، ان کے پیسے بڑھانے کے چکر کا ایک ایجنڈا تقسیم کر دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اس بارے میں بھی رہنمائی فرمائیں کہ جو اجلاس ریکوزٹ کیا جائے اس کا جو ساتھ ایجنڈا دیا جائے کیا وہ ایجنڈا آج تقسیم ہونا چاہئے تھا یا نہیں؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ایجنڈا حکومت کی طرف سے ہوتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ہم نے بھی ریکوزیشن کے ساتھ ایجنڈا دیا تھا۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ راجہ صاحب ہم سے ناراض ہیں اور یہ فرما رہے ہیں کہ اصل میں کل راولپنڈی میں نالہ لئی ایکسپریس کا جو نام رکھا گیا ہے وہ شیخ رشید صاحب کے نام پر رکھا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنرل مشرف نے یہ بہت اچھا کام کیا ہے کیونکہ نالہ لئی میں اور شیخ رشید میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ جس طرح کا گندا نالہ ہے اسی طرح کا شیخ رشید ہے۔ راجہ صاحب شاید اس لئے ناراض ہیں کہ اس سڑک کا نام راجہ صاحب پر کیوں نہیں رکھا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ اچھا کیا کہ ان کے نام پر نہیں رکھا۔ یہ نالہ لئی سے تھوڑے سے بہتر ہیں شیخ رشید بالکل نالہ لئی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔تشریف رکھیں۔ایک تو کمیٹی کے نام سن لیں میں اس کا اعلان کر رہا ہوں۔نام یہ ہیں۔ چودھری ظہیر الدین صاحب اس کو convene کریں گے۔اس کے علاوہ عظیم نوری گھمن صاحب، وارث کلو صاحب، گوندل صاحب، آجاسم شریف صاحب، جناب محمد ریاض شاہد اور ارشد محمود بگو صاحب۔یہ سات ممبران پر مشتمل کمیٹی ہو گی اور چودھری ظہیر الدین اس کو convene کریں گے اور یہ پورے معاملے کی چھان بین کریں گے کہ وہ دستخط کس نے کئے، ایسا کیوں ہوا اور آگے ان کے خلاف کیا ایکشن لینا چاہئے ؟

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو میں جو آپ نے یہ کمیٹی تشکیل دی ہے میں اس کو oppose کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل لاحاصل ہے۔میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں اپنے پارلیمانی گروپ کے جتنے بھی اجلاس بلاتا ہوں ان میں، میں ان ممبرز کو بلاتا ہوں اور یہ باقاعدہ حاضری لگاتے ہیں۔یہ جو لسٹ دی ہے اس کے اوپر دستخط رانا تجمل کے ہیں اور رانا تجمل اس پارلیمانی گروپ کے اجلاس میں موجود تھا آگے بات ہے آپ کی کہ جب آپ کو ہم نے دستخط کر کے ریکوزیشن دی ہے۔مجھے یہ پتا تھا کہ آپ اس دستخط کو reject کر دیں گے اور آپ اس کو ممبر کی حیثیت سے نہیں لیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک آدمی کے ساتھ ظلم ہوا ہے، اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، اسے de-seat کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ دستخط نہیں کر سکتا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس بات کو own کر رہا ہوں اب کمیٹی کیا کرے گی۔

جناب سپیکر: اس کا نام کیسے آگیا۔

رانا ثناء اللہ خان: میں کہتا ہوں کہ کمیٹی کیا کرے گی میں تو کہتا ہوں کہ اس نے دستخط کئے ہیں اور یہ sign میں نے لگائے ہیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں اور میں رانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔رانا ثناء اللہ صاحب خود یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ انہوں نے وہ دستخط کر کے آپ کو بھیجے۔جب آپ کو بھیجے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ on the basis of that

strength جو آپ کے پاس آئی ہے آپ ہاؤس کا اجلاس ریکوزیشن کریں۔ دوسرا میں سمجھتا ہوں اور رانا صاحب کو آج پڑھالکھ کہتے ہوئے مجھے تھوڑی سی شرم آ رہی ہے۔(قہقہے)

جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ پارلیمانی روایات ہیں، ڈیال صاحب یہاں پر موجود ہیں جس دن انہوں نے حلف لیا اس معزز ایوان میں رانا صاحب موجود تھے اور ان کی موجودگی میں جب legally, constitutionally ایک شخص نے حلف اٹھایا اس کے مدمقابل جو کہ ممبر نہیں ہے اس کو رانا صاحب کہتے ہیں کہ وہ اس کے دستخط کر کے آپ کو بھیجتے ہیں اس سے بڑھ کر زیادتی کیا ہو سکتی ہے۔ ایک اور بات یہ کہ رانا صاحب نے اسی سیٹ پر سے ایک شخص کو ٹکٹ دیا اور اس کی campaign کی اور آج کہتے ہیں کہ میں رانا تجمل کو ممبر سمجھتا ہوں۔ یار خدا کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس اجلاس کو ملتوی کیا جائے اور جب تک کمیٹی کی رپورٹ نہیں آتی میں تو کہتا ہوں ان کی ریکوزیشن رہنے دیں لیکن کم از کم جب تک جھوٹ اور سچ کا نتارا نہ ہو جائے آپ یہ جعلی اجلاس مت چلائیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو گزارش یہ ہے کہ راجہ صاحب نے جو بات کی ہے کہ اس میں ایک کمیٹی کی اور انکوائری کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس بات کو own کرتا ہوں۔ اس میں بہت سارے issues ہیں، میری پولیٹیکل conviction ہے کہ میں ایک بات کو جائز سمجھتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست ہے۔ اگر جنرل مشرف کو میں صدر نہیں سمجھتا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ غیر آئینی صدر ہے تو یہ میری پولیٹیکل conviction ہے اس سے راجہ صاحب کے ان کو صدر سمجھنے میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب میری اپنی ایک conviction ہے کہ وہ آدمی میری پارلیمانی گروپ کا ممبر ہے اور اس کے ساتھ جو کیا گیا ہے وہ غیر قانونی اور غیر آئینی یہ میری پولیٹیکل conviction ہے۔ اب بات یہ ہے کہ میں نے یہ بات تسلیم کر لی کہ میں نے جو دستخط اپنی پارلیمانی پارٹی کے دیئے ہیں ان میں رانا تجمل کے دستخط شامل تھے۔ اب آپ نے ان دستخطوں کو دیکھا اور آپ نے ان میں سے دو دستخط رانا تجمل اور آفتاب صاحب کے نکال دیئے اور اس کے بعد آپ نے کہا کہ یہ 91 سے اوپر ہیں اس لئے آپ نے 93 سے اوپر ممبرز کے دستخط کو درست تسلیم کرتے ہوئے آج کا ہاؤس بلایا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ راجہ صاحب کس طرح کہہ رہے ہیں کہ یہ اجلاس illegal ہے کبھی اجلاس کو بلانے کا آرڈر بھی illegal ہو سکتا ہے۔ یہ اجلاس legal ہے، feed کرنا چاہئے اور باقی مجھے اس بات

پر فخر ہے کہ آج میں نے کوئی ایسی بات کی ہے جس پر راجہ صاحب کو بھی شرم آ رہی ہے۔(قطع کلامیاں)

وزیر صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!۔۔۔آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔جی۔(قطع کلامیاں)

وزیر صحت: جناب والا! میں پھر نہایت افسوس کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ بات یہاں نہیں رکے گی۔ رانا صاحب کی اپنی conviction ہے، اپنی سوچ ہے میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن میں پھر آپ کو یاد کرواؤں گا کہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں، آپ نے اس ہاؤس کو رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق چلانا ہے ،آپ بتائیں کہ رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق میں کل کو ایک گاؤں کے بندے کا نام لکھ کر یا ممبر دار کا نام لکھ کر لے آتا ہوں کہ ریکوزیشن ہونی چاہئے اور اجلاس بلایا جائے۔رانا صاحب آپ اجلاس بلا لیں گے۔آپ ممبران کی ریکوزیشن پر اجلاس بلائیں گے۔اس وقت وہ بندہ ممبر ہے یا نہیں ہے یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ان ممبران کی خواہش کے مطابق کیونکہ this is the question of sanctity of the House کہ ہاؤس کا ممبر ہونا ضروری ہے وہ اس ریکوزیشن کو sign کر سکتا ہے اور رانا صاحب اس کے اوپر ایسے ہی اڑے ہوئے ہیں اور انہوں نے یہ بات غلط کی ہے اور اس کو تسلیم کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔یہ دوبارہ ریکوزیشن دے دیں اور دوبارہ اجلاس بلا لیں کیونکہ اس پر اڑے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور بات عرض کروں کہ یہ attitude ہاؤس کے اندر بالکل tolerable نہیں ہونا چاہئے کہ آپ ایک رولنگ دے رہے ہیں we are here to assist you پورے ہاؤس نے Custodian کو assist کرنا ہوتا ہے۔آپ ایک رولنگ دے رہے ہوں تو میں اٹھ کر کھڑا ہو کر یہ کہہ دوں کہ میں آپ کی رولنگ کو نہیں مانتا۔یہ طریقہ ہاؤس کے اندر نہیں چلتا۔ very kind of you, sir!

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر ریکوزیشن پر 93 دستخط ہوتے اور 93ویں دستخط رانا تجمل کے ہوتے تو پھر چودھری اقبال صاحب کی بات بالکل درست ہے لیکن جب 93 دستخط اس کے علاوہ موجود ہیں تو اجلاس بالکل قانونی طور پر بلایا ہے۔

رانا مشہود احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پچھلی دفعہ بھی جب اجلاس ختم کیا گیا تھا تو صرف اس بات پر کیا گیا تھا کہ اپوزیشن امن وامان پر بات کرنا چاہتی تھی اور آج بھی حکومت جو ٹائم ضائع کر رہی ہے تو ---

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس پر بات بڑی تفصیل کے ساتھ ہو چکی ہے۔

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! آپ پہلے ہی ہاؤس میں رولنگ دے چکے۔ آپ نے فرمایا کہ 93 کے دستخط ہونے چاہئیں۔

وزیر انسانی حقوق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے signature recognize کر کے ان کو reject کر دیا ہے۔ اگر آپ سے خدانخواستہ غلطی ہو جاتی تو کل یہ court میں جاتے کہ جناب سپیکر نے تو اس کو ممبر مان لیا ہے۔ اب یہ کیسے نہیں مانتے۔ تو یہ ہاؤس کا مذاق ہے اور سپیکر سے مذاق ہے۔

جناب سپیکر: میں معزز اراکین اسمبلی کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایک تو میں نے جو سات رکنی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ ان کا فیصلہ آنے پر، میں نے جو کہا ہے کہ in detail رولنگ آئے گی تو وہ in detail رولنگ بھی دوں گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے چونکہ اجلاس summon کیا ہے اور یہ اجلاس آج چلے گا۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن بنچوں سے نعرہ ہائے تحسین اور راجہ ریاض احمد
نے جناب سپیکر زندہ باد کے نعرے لگائے)

رانا صاحب کا یہ سوال کہ 93بندے ہمارے تھے تو آپ نے اجلاس summon کیا اور اجلاس چلنا چاہئے تو اس حد تک تو ان کی بات ٹھیک ہے لیکن ان کا یہ کہنا کہ کمیٹی کا فائدہ کوئی نہیں تو کمیٹی کا فائدہ یہ ہے کہ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ جو آدمی اس معزز ایوان کا رکن نہیں ہے اور اسے اس معزز ایوان کا رکن ظاہر کیا گیا ہے وہ کون لوگ ہیں اور کمیٹی نے یہ بھی decide کرنا ہے کہ ان کے خلاف کیا ایکشن لیا جائے اس لئے میں نے کمیٹی تشکیل دی ہے۔

سوالات

(محکمہ خوراک اور امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب ہم Question Hour شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ خوراک اور امداد باہمی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جواب دیئے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! گزشتہ اجلاس میں بھی یہ بات آپ کے چیمبر میں آپ کے روبرو decide ہوئی تھی کہ دو دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے رکھے جائیں گے۔ ہم چاہتے تھے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ذرا پہلے دن رکھے جائیں لیکن راجہ صاحب نے یقین دہانی کروائی کہ آپ اس بات کی فکر نہ کریں اور کسی قیمت پر بھی اجلاس prorogue نہیں ہوگا اور ہم لاء اینڈ آرڈر پر بحث کریں گے۔ اب لاء اینڈ آرڈر پر بحث سے ایک دن پہلے اجلاس prorogue ہو گیا۔ ہم نے ریکوزیشن اس لئے دی تھی کہ ہم لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں تو میری آپ سے یہ گزارش ہے اور لاء منسٹر صاحب کی بھی خدمت میں یہ عرض کروں گا اور میرا خیال ہے کہ وہ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ آپ آج باقی بزنس کو مؤخر فرمادیں اور آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا آغاز کیا جائے اور اپوزیشن لیڈر قاسم ضیاء صاحب اس کا آغاز کریں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! گزارش یہ ہے کہ آپ ماشاء اللہ بڑے پرانے اور منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں تو کیا

ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کی آپ سب دوستوں کو اطلاع تھی؟

رانا ثناء اللہ خان: نہیں۔ جناب سپیکر! آج ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کی ہمیں اطلاع نہیں تھی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ملک صاحب کہہ رہے ہیں کہ تحریری بھی اور ٹیلی فون پر بھی اطلاع کی گئی تھی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! نہیں۔ ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کی اطلاع بالکل نہیں تھی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ باتیں تو ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں ہونی تھیں اور میں انتظار کرتا رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آج ضروری نہیں تو کل کر لیں گے یا اس سے اگلے دن ہو جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن جناب سپیکر! ہم چاہتے ہیں کیونکہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ہم نے ریکوزیشن دی تھی تو راجہ صاحب کا اس بارے میں مؤقف سن لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آج کا ایجنڈا تو دیا ہوا ہے اس لئے کل کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آج کا ایجنڈا کل کے لئے مؤخر ہو سکتا ہے اور اس بارے میں راجہ صاحب سے رائے لے لیں کہ کیا وہ لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں کہ نہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ہم بالکل لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے لیکن ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق ہی آپ نے چلانا ہے۔ ابھی question hour شروع ہونا ہے اس کے بعد تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار آنی ہیں اور اس کے بعد ہم نے جو سرکاری ایجنڈا دیا ہوا ہے وہ ہو گا اور جب وہ ختم ہو گا تو ہم آگے بات کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنی ہے تو چلو ٹھیک ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آج بحث ہو اور ہم اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کا مقصد ہے کہ جو ایجنڈا انہوں نے یعنی گورنمنٹ نے آج دیا ہوا ہے تو آج وہی ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس کا فیصلہ ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں ہونا تھا تو اس کا اجلاس ہی نہیں ہو

سکا۔اس کی اطلاع ہی نہیں کروائی گئی اور راجہ صاحب کو بھی اطلاع نہیں تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اطلاع بالکل مجھے تھی اور ٹیلی فون پر بھی مجھے بتایا گیا تھا کہ ایک بجے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ تھی اور میں اپنی پارلیمانی پارٹی کا اجلاس ختم کر کے سیدھا آپ کے چیمبر میں آیا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کل کر لیں گے۔اس سے کیا فرق پڑ جانا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آج کے ایجنڈے میں کون سی اتنی اہم بات ہے اور لاء اینڈ آرڈر سے اہم کوئی اور بات ہے یعنی اس وقت ملک میں امن وامان کی جو صورتحال آج ہے اور جو آئینی بحران ہے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آج کی بجائے اگر کل ہو جائے تو اس میں کون سی حرج والی بات ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ آج کا بزنس کل کے لئے مؤخر کر دیں اور آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کل کروا لیں گے۔یہ پہلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، question dispose of ہوا۔اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 7225 ہے لیکن منسٹر صاحب تو نظر نہیں آ رہے تو کون جواب دے گا؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! منسٹر کو آپ ٹیو عمرہ کے لئے گئے ہوئے ہیں لہذا اس کو dispose of کرنے کی بجائے pending کر لیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: ٹھیک ہے۔جناب!

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: on his behalf Sir سوال کا نمبر 5130 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

راجہ ریاض احمد: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

2002تاحال محکمہ خوراک ساہیوال کو فراہم کردہ رقم اور اخراجات کی تفصیل

*5130: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری2002سے آج تک محکمہ خوراک ضلع ساہیوال کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے گندم خرید کی گئی اور کتنی رقم افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری افسران کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ٹیلی فون، بجلی وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی پر خرچ کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم کا ان سالوں کے دوران خُوردبُرد کرنے کا انکشاف ہوا اور اس خُوردبُرد کے ذمہ داران کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) مالی سال2001-02(جولائی2001-02 سے آج تک یعنی2003-04 تک محکمہ خوراک ساہیوال کو درج ذیل فنڈز فراہم کئے گئے:۔

مالی سال	اسٹیبلشمنٹ	59701ہیڈ
2001-02	77,62,160/-روپے فراہم کئے گئے۔	7,09,66,070/-روپے خرچ کئے گئے۔
2002-03	73,68,246/-روپے فراہم کئے گئے۔	5,83,30583/-روپے خرچ کئے گئے۔
2003-04	67,40,512 روپے فراہم کئے گئے۔	4,96,64,890/-روپے خرچ کئے گئے۔

(ب) خرید گندم

مالی سال	مقدار خرید گندم	ادائیگی
2001-02	210,070.35میٹرک ٹن	1,57,97,29,032/-روپے گندم خرید پر خرچ کئے گئے۔
2002-03	1,65,010.400میٹرک ٹن	1,23,36,97,360/-روپے گندم خرید پر خرچ کئے گئے۔
2003-04	(مئی2004ء تک) 1,89,485.850میٹرک ٹن	1,69,16,87,271/-روپے گندم خرید پر خرچ کئے گئے۔

اخراجات

مالی سال	تنخواہ افسران و عملہ	ٹی اے/ڈی اے
2001-02	59,47,126/-	99,050/-
2002-03	53,39,434/-	96,718/-
2003-04	57,09,905/-	14,939/-

(ج) مالی سال وار اخراجات درج ذیل ہیں:۔

مالی سال	مقدار خرید گندم	ادائیگی
2001-02	1,10,888/- روپے خرچ ہوئے۔	7,772/- روپے خرچ ہوئے۔
2002-03	77,837/- روپے خرچ ہوئے۔	2,32,690/- روپے خرچ ہوئے۔
2003-04	64,762/- روپے خرچ ہوئے۔	3,040/- روپے خرچ ہوئے۔

(د) اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	ٹیلی فون	بجلی
2001-02	1,40,118/- روپے خرچ ہوئے۔	45,930/- روپے خرچ ہوئے۔
2002-03	1,02,741/- روپے خرچ ہوئے۔	47,374/- روپے خرچ ہوئے۔
2003-04	30,000/- روپے خرچ ہوئے۔	37,331/- روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) ان سالوں کے دوران ایک پائی کی بھی خُورد بُرد نہ ہوئی ہے اس لئے نہ ہی کسی کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

راجہ ریاض احمد: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (د) میں ہے کہ کتنی رقم ٹیلی فون، بجلی وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی پر خرچ کی گئی تو 2001-02 میں ایک لاکھ 40ہزار 118روپے ٹیلی فون کی مد میں تو اس کی تفصیل ذرا بتا دیں کہ اس جگہ پر کون کون سے ٹیلی فون نمبرز ہیں اور کس کس افسر کے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ تو fresh question بنتا ہے راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! نہیں یہ اسی سے متعلقہ ہے۔ آپ نے پہلے ہی ان کی بہت امداد کر دی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس میں امداد والی کوئی بات نہیں ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! یہ صرف اتنا بتا دیں کہ یہ کتنے فونز کا بل ہے۔ ایک فون کا ہے، دو کا ہے؟ اس سے زیادہ تو میں کچھ نہیں پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کوئی آئیڈیا ہے کہ کتنے فون ہیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ تو ایک fresh question بنتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! "توسی پہلے ای اینا ں نوں سکھا دتا اے"

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ڈپٹی ڈائریکٹر آفس میں اور ڈی ایف سی آفس میں مختلف نمبرز چلتے رہتے ہیں اور

کچھ پرچیز کے سیزن میں عارضی کنکشن بھی لگائے جاتے ہیں اس لئے اس وقت کوئی exact نمبر بتانا تو ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ شاہ صاحب! اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے کیونکہ منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری محمد اکرم گجر صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پہلے سوال کا جواب ہمارے منسٹر علیم خان صاحب دے سکتے تھے ان کو بہت معلومات ہیں سارے پلاٹ ہی انہوں نے بیچے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ انہی سے متعلقہ ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: انہوں نے سارے پلاٹ ہی بیچ کر کھائے ہیں جواب تو انہوں نے دینا ہے منسٹر صاحب بچاروں کو کیا پتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، منسٹر کو آپ ٹو نے جواب دینا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: چودھری محمد اکرم گجر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال محترمہ زیب النساء قریشی کا ہے۔ محترمہ! اس کو pending کر لیں کیونکہ منسٹر صاحب نہیں ہیں۔ یہ سوال بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7540 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں قائم فلور ملز / مالکان کے نام اور جنوری 2005 تا حال سرکاری کوٹا سے گندم کی فراہمی کی تفصیل

*7540: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں کتنی فلور ملز ہیں، ان کے نام، مالکان کے نام اور ان سے روزانہ کتنا آٹا نکلتا ہے؟

(ب) یکم جنوری 2005 سے آج تک ان ملوں کو کتنی گندم حکومت کے گوداموں سے فراہم کی گئی تفصیل مل وار فراہم کی جائے؟

(ج) کن کن ملوں کو کوٹا سے زیادہ گندم فراہم کی گئی ہے؟

(د) کن کن ملوں کو کوٹا سے کم گندم فراہم کی گئی ہے؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران جن ملز کے خلاف بے قاعدگی پر کارروائی کی گئی ہے ان کے نام اور جس بے قاعدگی پر کارروائی کی گئی ہے، اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) لاہور میں 38 عدد فلور ملیں ہیں ان سے روزانہ تقریباً 1500 میٹرک ٹن آٹا بنتا ہے۔ فلور ملز اور مالکان کے نام درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	فلور ملز	نام مالکان
1۔	داتا فلور ملز	میاں فیاض، محمد اکرم
2۔	پریمئر فلور ملز	محمد خالد، عارف
3۔	لاہور فلور ملز	اظہار کے حق
4۔	راوی فلور ملز	میاں احمد
5۔	سپریم فلور ملز	خلیق ارشد
6۔	ساجد فلور ملز	ساجد عبداللہ
7۔	افضل فلور ملز	میاں افضل
8۔	رحمت فلور ملز I	بختیار علی بابر
9۔	رحمت فلور ملز II	۔ایضاً۔
10۔	یعقوبیہ فلور ملز	میاں اشرف
11۔	فردوس فلور ملز	ملک مجید شجاع
12۔	گڈلک فلور ملز	عبدالستار
13۔	ناصر فلور ملز	احسن رضا
14۔	مدینہ فلور ملز	نوید مظہر

15-	ایف اے فلور ملز	نوازش علی
16-	ذیشان فلور ملز	محمد ارشد
17-	صفدر فلور ملز	محمد صفدر
18-	فائیو سٹار فلور ملز	حاجی عاشق
19-	پاکستان فلور ملز	محمد طارق
20-	شیخ برادر فلور ملز	میاں اکبر
21-	بادامی باغ فلور ملز	حاجی محمد امین وغیرہ
22-	سنی فلور ملز	حاجی عبداللہ
23-	ماڈرن فلور ملز	چودھری وجاہت حسین
24-	فیروز فلور ملز	میاں خالد
25-	حیات فلور ملز	صوفی محمد بلال
26-	طارق فلور ملز	شیخ عارف
27-	بھٹی فلور ملز	عبدالرشید
28-	سرتاج فلور ملز	میاں اخلاق احمد
29-	قیصر فلور ملز	قیصر رشید
30-	عظیم فلور ملز	شیر افگن
31-	گلستان فلور ملز	میاں خالد
32-	النور فلور ملز	محمد ایوب
33-	شمع فلور ملز	صلاح الدین
34-	الراعی فلور ملز	میاں محمد ندیم
35-	عوامی فلور ملز	ملک محمد طاہر
36-	سلیم فلور ملز	رفاقت علی
37-	اے بی فوڈ فلور ملز	علی محمد
38-	برکت فلور ملز	محمد امجد

(ب) یکم جنوری2005 سے مورخہ 05-12-23 تک ان فلور ملوں کو گورنمنٹ کے گوداموں سے کل 20,61,506/- بوری گندم جاری کی گئی۔ تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فلور ملز	مقرر کردہ کوٹا بوریاں	اجراء کردہ بوریاں	کم اجراء بوریاں	زائد اجراء بوریاں
1-	داتا	110366	89350	21016	X

X	21305	89034	110339	پریمئر	2۔
X	18939	82146	101085	لاہور	3۔
X	15420	59617	75037	راوی	4۔
X	12649	81869	94518	سپریم	5۔
X	22655	61929	84584	ساجد	6۔
X	20530	73390	93920	افضل	7۔
X	14137	63988	78125	رحمت۔I	8۔
X	9957	43981	53938	رحمت۔II	9۔
X	11326	41784	53110	یعقوبیہ	10۔
X	18907	39376	52283	فردوس	11۔
X	12920	52162	65082	گڈلک	12۔
X	19801	57521	77322	ناصر	13۔
X	6331	28080	34411	مدینہ	14۔
X	4441	21964	26405	ایف اے	15۔
X	3849	16700	20549	ذیشان	16۔
X	2650	10752	13402	صفدر	17۔
X	4263	12720	16983	فائیو سٹار	18۔
X	5574	21906	27480	پاکستان	19۔
X	6000	218489	224489	شیخ برادر	20۔
X	xx	95895	95895	بادامی باغ	21۔
X	11000	57989	68989	سنی	22۔
X	xx	108523	108523	ماڈرن	23۔
X	8255	57191	65446	فیروز	24۔
x	27010	53503	80513	حیات	25۔
x	8000	43542	51542	طارق	26۔
x	x	54767	54767	بھٹی	27۔
x	7000	54506	61506	سرتاج	28۔
x	7000	44789	51789	قیصر	29۔
x	x	54168	54168	عظیم	30۔
x	6650	43627	50277	گلستان	31۔
x	7000	66750	73750	النور	32۔
x	6040	46211	52251	شمع	33۔

34۔	الراعی	52167	45167	7000	x
35۔	عوامی	33422	29422	4000	x
36۔	سلیم	31886	27886	4000	x
37۔	اے بی فوڈ	10512	8012	2500	x
38۔	برکت	2800	2800	x	x
	کل میزان	2419631	2061506	358125	x

(ج) کسی بھی مل کو ان کے کوٹا سے زائد گندم کا اجراء نہ کیا گیا۔

(د) اس بارے میں جز(ب) کے کالم "کم اجراء"میں تفصیل دی گئی ہے۔ تاہم ملوں نے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق محکمہ خوراک سے گندم حاصل کی۔

(ہ) اس عرصہ کے دوران جن ملوں کے خلاف کارروائی کی گئی ان ملوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

1۔ گلستان فلور ملز:۔ منسٹر فوڈ انسپکشن ٹیم کی انسپکشن مورخہ 05-02-18 کے وقت مل بند تھی۔ آٹھ باڈیوں کی پڑتال بوجہ بجلی لوڈ شیڈنگ چلوا کر پڑتال نہ کی جا سکی۔ گیٹ سیل رجسٹر میں اندراجات نہ کئے گئے تھے۔ کیش میمو مرتب نہ کی گئی تھی۔ گیٹ رجسٹر/کیش میمو پیش نہ کی گئی تھی۔ فرضی ڈیلی رپورٹ مرتب کر کے کوٹا گندم حاصل کیا گیا۔ گلبرگ سنٹر سے آمدہ گندم کے ملز ریکارڈ/رجسٹر میں مکمل اور درست اندراجات نہ تھے۔ فوڈ گرین رجسٹر تصدیق شدہ نہ تھا۔ شوکاز نوٹس جاری کیا گیا جس پر کارروائی جاری ہے۔

2۔ صفدر فلور ملز: سیل کے اعداد میں تضاد تھا۔ ڈیلی سٹاک رجسٹر اور گیٹ رجسٹر محکمہ کی ہدایات کے مطابق مرتب نہ تھے۔ موقع پر تعداد تھیلہ اور ظاہر کردہ تعداد میں فرق تھا۔ صفدر اور ذیشان فلور ملز کا اکٹھا رجسٹر بنایا گیا تھا۔ منسٹر ٹیم مل پر آمدہ سٹاک گندم کے ریکارڈ کی عدم دستیابی کی وجہ سے پڑتال نہ کر سکی۔ فلور ملز بند تھیں۔ شوکاز نوٹس جاری کیا گیا جس پر کارروائی جاری ہے۔

3۔ فردوس فلور ملز: 20 کلو گرام کا آٹا تھیلہ -/228 روپے کی بجائے دکاندار کو -/245 روپے میں سیل کیا گیا تھا جس پر فلور ملز کو شوکاز نوٹس جاری کیا گیا تھا۔ مجاز اتھارٹی نے فلور ملز کو وارننگ جاری کر دی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال (ہ) جز کے حوالے سے ہے۔ اس میں انہوں نے کہا کہ انسپکشن ہوئی تھی اور انہوں نے اس میں پانچ allegations لگائے ہیں اور کہا ہے کہ انہیں شوکاز نوٹس جاری کیا گیا

ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آج اس سوال کو آئے ہوئے تقریباً پندرہ ماہ ہو گئے ہیں ان شوکاز نوٹس کا آج تک کیا بنا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! انکوائری کی گئی تھی اور ان کو وارننگ دے دی گئی تھی۔

حاجی محمد اعجاز: یہ تو کوئی بات نہ ہوئی ذرا تفصیل سے بتائیں کہ کیا وارننگ دی گئی خالی وارننگ کیا ہوتی ہے؟

وزیر خوراک: اعجاز صاحب! وارننگ کا مطلب وارننگ ہی ہوتا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! مجھے اس کا مفصل جواب چاہئے انہوں نے پانچ allegations لگائے ہیں۔

جناب سپیکر: وارننگ کا مطلب ہوتا ہے کہ آئندہ احتیاط کریں ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جیسا کہ انہوں نے وارننگ کی بات کی ہے۔ فیصل آباد میں فلور ملز میں جن کے پاس کنکشن بھی نہیں ہے ان کو یہ کوٹا دے رہے ہیں۔ Under the law یہ ہے کہ یہ اس کی capacity نہیں ہے مل کے پاس کنکشن نہیں ہے اور میرا سوال گو کہ قانون و ضوابط کے مطابق اس لسٹ میں ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہے اس لئے میں وزیر صاحب کے علم میں یہ بات لایا ہوں کہ کیا انہوں نے اس پر کوئی ایکشن لیا ہے؟ کیونکہ میں نے ان کو بتایا بھی تھا اور اس مل میں ابھی بھی کنکشن نہیں ہے اور یہ ان کو کوٹا دے رہے ہیں اور وہ کوٹا مارکیٹ میں بیچ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! رانا آفتاب صاحب نے یہ کیس میرے نوٹس میں دیا تھا لیکن میں اس کی وضاحت یہاں کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے ایسی پالیسی ہوا کرتی تھی کہ اگر کسی کا واپڈا کا کنکشن نہیں ہوتا تھا ان کو گورنمنٹ کی طرف سے کوٹا نہیں دیا جاتا تھا لیکن اس کے بعد 2005 سے جو نئی پالیسی وضع کی گئی تھی اس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ جن کے پاس اپنے جنریٹر ہیں ان کو بھی کوٹا دیا جائے گا اور وہ مذکورہ مل جس کا رانا صاحب نے کہا تھا اس کے

پاس اپنا ایک جنریٹر موجود ہے جو بجلی فراہم کرتا ہے جس سے گرائینڈنگ ہوتی ہے اور ہم نے انسپکشن بھی کی ہے اور وہ جنریٹر کے ذریعے وہ مل سے گرائینڈنگ کر رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں اسی پر بات کرتا ہوں under the law جس الیکٹرک انسپکٹر سے جو آپ electricity produce کرتے ہیں اس کا آپ کو لائسنس لینا ہوتا ہے۔ نمبر ون کہ وہ لائسنس مل کے پاس نہیں ہے۔ نمبر ٹو کہ دس باڑیوں کی ایک مل ہے اور اس پر generation capacity جنریٹ ہوتی ہے وہ ایک باڑی نہیں چل سکتی یہ اس کو دس باڑیوں کا کوٹا دے رہے ہیں کیونکہ this is the malafide of the department کہ جو میں نے ان کو یہ بتایا اور میرا سوال یہ ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جنریٹر بھی آپ afford کریں electricity is cheaper than the generator اس کے پاس کنکشن ہی نہیں ہے۔ دوسرا اگر اس کے پاس ہے تو اس کے لئے اس کو license چاہئے کہ وہ کتنی بجلی جنریٹ کر رہا ہے مل چلانے کے لئے۔ پہلی جو اس کے پاس دس باڑیاں ہیں اس کے لئے ان کے پاس 650 KV کا جنریٹر ہونا چاہئے وہ اس کے پاس نہیں ہے کیونکہ یہ کوٹا دے رہے ہیں وہ آگے ملوں کو بیچ رہا ہے اور گورنمنٹ ہر روز تقریباً ستر اسی لاکھ روپے مارکیٹ اپ pay کر رہی ہے۔ مل جو چوری ہو رہی تھی، جو embezzlement ہو رہی تھی اور جو سبسڈی دی جا رہی تھی اس کی نشاندہی کی تھی اگر ان کے علم میں یہ بات نہیں ہے تو it is fair enough

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! انسپکشن کی گئی اور ڈپٹی ڈائریکٹر فیصل آباد نے جو تفصیلی رپورٹ بھیجی اس میں ان کے پاس ساڑھے پانچ ہزار KV کا جنریٹر موجود ہے جو اس مل کو چلانے کے لئے کافی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I challenge this statement اگر ان کے پاس اس capacity کا جنریٹر ہو تو آپ مجھے جو مرضی چاہیں سزا دیں۔ یہ غلط کہہ رہے ہیں ان کے پاس جو جنریٹر ہے اس سے دو باڑیز بھی نہیں چل سکتی ہیں وہ ہر روز تقریباً 8000 بیگ لے کر دوسری مل کو بیچتے ہیں۔ These are about 35 thousand rupees without anything اصل تو یہ issue ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ذرا اس کو دوبارہ دیکھ لیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں ارشاد فرمایا ہے فردوس فلور ملز جو 20 کلو گرام آٹے کا تھیلہ -/228 روپے کی بجائے دکاندار کو -/245 روپے میں سیل کیا تھا۔ ایک تو یہ بتائیں کہ اس مل نے دکانداروں کو جو تھیلے فروخت کئے تھے ان کی تعداد کیا تھی؟ دوسری یہ بات کہ جو extra رقم دکاندار نے مل مالکان کو ادا کی وہ رقم دکانداروں کو واپس دلوائی گئی یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جو رپورٹ آئی ہے اس کی ہم مزید انکوائری کر رہے ہیں اور اس کی liability پتا لگنے پر ہم ایکشن لیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں خود ہی ارشاد فرمایا ہے کہ -/228 روپے کا تھیلہ -/245 روپے میں دکانداروں کو فروخت کیا گیا۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ذرا یہ بتادیں کہ کتنے تھیلے -/245 روپے میں فروخت کئے گئے اور جو اضافی رقم دکانداروں سے وصول کی گئی کیا وہ رقم مل مالکان نے دکانداروں کو واپس کی یا نہیں کی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ طے کرنا تو ممکن نہیں ہے کہ کتنے تھیلے فروخت کئے۔ جب انسپکشن کی گئی یا انکوائری کی گئی تو اس وقت وہ فروخت ہوتے ہوئے پائے گئے تھے جس پر ان کے خلاف کیس بنادیا گیا تھا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 38 ملز ہیں جن کو گورنمنٹ گندم کا کوٹا فراہم کرتی ہے ان میں سے ایک ماڈرن فلور مل ہے جن کے مالک چودھری وجاہت حسین صاحب ہیں۔ چودھری وجاہت حسین صاحب کی مل کو سالانہ گندم کی بوری دینے کا کوٹا مقرر کیا گیا ہے 108523۔ ان 38 فلور ملز میں یہ دوسرے نمبر پر ہیں جن کو سب سے زیادہ بوری دینے کا کوٹا فراہم کیا جاتا ہے۔ صرف تین ملیں ہیں جن کو پورا کوٹا فراہم کیا گیا باقی کسی مل کو پورا کوٹا فراہم نہیں کیا گیا سب کو کم دیا گیا ہے اور اس کی تعداد بھی انہوں نے آگے لکھی ہوئی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ باقی سب کو تو انہوں نے کم اجراء کیا ہے اور صرف ان تین ملوں کو انہوں نے

اجراء پورا کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! حکومت کی پالیسی کے مطابق پچاس بوری فی باڈی ہر ماہ ہر مل کو کوٹا دیا جاتا ہے اور اس کوٹا میں کسی مل کے ساتھ کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں کی جاتی کچھ ملوں نے اپنی خوشی سے جو ان کا فکس کوٹا ہے اس سے کم گندم اٹھائی ہے گو اس میں حکومت کی طرف سے یا محکمے کی طرف سے ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ فرما رہے ہیں کہ کچھ ملوں نے اپنے کوٹے سے کم کوٹا اٹھایا ہے۔ یہ ذرا ان کے نام بتادیں جنھوں نے اپنی request پر کم کوٹا اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب والا! جواب کے ساتھ تفصیل لف کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے ساتھ detail لف ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ذرا اسی تفصیل کو ہی پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! داتا فلور ملز کا مقرر کردہ کوٹا 4,80,540 بوری ہے۔ انھوں نے 3,03,239 بوری اٹھائی ہے---

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! داتا فلور ملز کا مقرر کردہ کوٹا 1,10,366 بوری ہے جبکہ اجراء 89,350 بوری ہوئی ہیں---

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں جو اعداد و شمار پڑھ رہا ہوں یہ بالکل updated figures ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پھر ہمیں غلط figures کیوں فراہم کی گئی ہیں؟ ہماری تو updated figures ہونی چاہئیں۔

وزیر خوراک: جب سوال print ہوا تھا تو تب یہ figure تھی۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ تو پہلے رولنگ آچکی ہے کہ update کیا جائے۔

وزیر خوراک: اگر آپ سابقہ figures مانگتے ہیں تو وہی دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر خوراک صاحب! آپ پڑھ دیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! داتا فلور ملز کا کوٹا4,80,540بوری بنتا ہے لیکن انھوں نے 3,03,239بوری اٹھائی ہے۔انھوں نے 1,77,000بوری کم اٹھائی ہے۔ پریمئر فلور ملز کا کوٹا 4,58,000بوری بنتا ہے لیکن انھوں نے1,75,291بوری اٹھائی ہے۔لاہور فلور ملز کا کوٹا 4,35,162بوری بنتا ہے لیکن انھوں نے2,34,619بوری اٹھائی ہے۔راوی فلور ملز کا کوٹا 2,55,087بوری بنتا ہے لیکن انھوں نے2,09,146بوری اٹھائی ہے۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اپنا سوال دہرانا چاہتا ہوں اور وزیر خوراک صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ جو کوٹا ملوں کا مقرر تھا انھوں نے خود request کر کے اپنا کوٹا کم کیا ہے۔یہ definitely انھوں نے ان کو لکھا ہو گا کہ ہمیں اتنا کوٹا نہیں بلکہ اتنا چاہئے۔ کیا ان کے پاس ان کی کوئی ایسی تحریر موجود ہے کہ یہ بتا سکتے ہیں کہ انھوں نے جس میں یہ request کی ہو کہ ہمارا جتنا کوٹا ہے اس سے کم کوٹا اٹھائیں گے؟

جناب سپیکر: وہ نام بتا رہے ہیں ناں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ تو یہ خود کہہ رہے ہیں جبکہ میری اطلاع یہ ہے کہ ان کو جان بوجھ کر یہ کم کوٹا دیا گیا ہے۔ دیکھیں! کون سی مل ہے جو کم کوٹا اٹھائے گی؟ ملوں والے تو گندم لینے کے لئے پیچھے پیچھے بھاگتے ہیں کہ ہمیں پوری گندم دی جائے لیکن گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ جس طرح احسان اللہ وقاص صاحب نے کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کچھ ملیں پرائیویٹ طور پر بھی ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پرائیویٹ نہیں۔ گورنمنٹ نے ملوں کو کوٹا دینا ہوتا ہے۔انھوں نے یہ کہا ہے کہ ملوں کا جو کوٹا مقرر ہے اس سے کم کوٹا اس لئے ہم دیتے ہیں کہ وہ ملیں خود request کرتی ہیں۔ یہ مجھے اس floor پر بتا دیں کہ کیا کوئی تحریر ان ملوں نے ان کو دی ہے کہ جس میں request کی گئی ہو کہ ان کا کوٹا کم

کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ملوں کا کوٹا across the board بغیر کسی تفریق کے جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ پچاس بوری per body, per month fixed ہے اور یہ across the board ان کو sanctioned کوٹا ہے لیکن ہر مل نے ہر مہینے جتنی گندم اٹھانی ہوتی ہے اتنی گندم کا وہ پیسا بنک میں ڈیپازٹ کراتے ہیں، چالان ڈیپازٹ کر کے وہ محکمے میں جاتے ہیں کہ یہ ہمارا چالان ہے اس کے مطابق گندم بھیج دی جائے۔ اس چالان کے مطابق ان کو گندم issue کر دی جاتی ہے۔ اس میں جو بھی مل جتنی گندم اٹھانا چاہتی ہے وہ اتنے پیسوں کا چالان جمع کراتی ہے۔ اس کے لئے ان پر بھی حکومت کی طرف سے یہ سختی نہیں ہوا کرتی کہ آپ نے اتنی گندم ضرور اٹھانی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی بھی مل کی طرف سے کوئی ایسی شکایت آئی ہے کہ پچاس بوری سے کم کوٹا وہ لینا چاہتے تھے اور نہیں ملا تو ہم اس کے خلاف ایکشن لینے کو تیار ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کا ہے۔۔۔ یہ بھی چونکہ منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو بھی pending کر لیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ رولنگ دے کر کوآپر ٹیو کے سارے سوال pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: مہربانی۔

جناب سپیکر: آ گئے ہے حاجی محمد اعجاز صاحب!۔۔۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور ہاؤس آدھے گھنٹے کے لئے adjourn ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے ہاؤس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے وقفہ کے بعد بوقت 5:20 پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر:Next questionسید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر!نماز کے وقفے سے پہلے آپ نے سوال نمبر 7541پکارا تھا جو صوبے میں شوگر ملوں کی تعداد کے متعلق تھا۔اسی دوران چونکہ نماز عصر کی اذان ہو گئی تو میں انہی شوگر ملوں سے متعلق وزیر صاحب سے ایک سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے cotton areasمیں شوگر ملز لگانے کی اجازت نہیں ہے اور کیا یہ بھی درست ہے کہ مظفر گڑھ اور رحیم یار خان جو کہ cotton growing areasہیں جس کی وجہ سے وہاں پر شوگر ملز لگانے پر پابندی ہے تو کیا ان قوانین کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس ملک کی وفاقی حکومت کی اہم ترین شخصیات دو شوگر ملیں وہاں پر بنا رہی ہیں؟

MR. SPEAKER: Minister for Food.

وزیر خوراک: جناب سپیکر!ماضی میں اس طرح ہوتا تھا کہ cotton areasمیں شوگر ملیں نہیں ہوا کرتی تھیں لیکن اب مرکزی حکومت نے کچھ علاقوں میں یہ اجازت دی ہے اور یہ معاملہ بھی مرکزی حکومت سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،Nextسید حسن مرتضیٰ صاحب!یہquestionچونکہ امداد باہمی سے متعلقہ ہے، منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہpendingکیا جاتا ہے۔Next questionمیاں ماجد نواز صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے، question disposed ofہوا۔Next question 8161بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔یہ بھیpendingکیا جاتا ہے۔ Next questionہے۔چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ)۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،question disposed ofہوا۔Next question 8575 رانا سرفراز احمد خان صاحب کا ہے۔۔۔یہ بھیpendingکیا جاتا ہے کیونکہ منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔Next questionچودھری جاوید احمد صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!On his behalf question No. 7908۔

پاکپتن / ساہیوال۔گندم کے گوداموں، گنجائش اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7908:چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع پاکپتن اور ساہیوال میں گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے کتنے گودام کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر گودام میں کتنی گندم سٹور کرنے کا انتظام ہے؟

(ج) آنے والے سیزن میں کتنی گندم حکومت نے ان اضلاع سے خرید کرنے کا ارادہ کیا ہے؟

(د) ان اضلاع میں کسانوں سے گندم خرید نے کے لئے حکومت نے کہاں کہاں سنٹر قائم کئے ہیں یا قائم کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع پاکپتن اور ساہیوال کے گوداموں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ضلع پاکپتن

نمبر شمار	واقع / مقام	تعداد گودام
1۔	پاکپتن	11
2۔	نور پور	17
3۔	بونگہ حیات	11
4۔	بنی شیل عارف والا	43
5۔	پی آر عارف والا	01اور142بنز
6۔	احمد یار	11
	میزان	94

ضلع ساہیوال

نمبر شمار	واقع / مقام	تعداد گودام
1۔	ساہیوال	04
2۔	138-9 L	02
3۔	کمیر	08
4۔	ہڑپہ	04
5۔	چیچہ وطنی	15
6۔	کسووال	16
7۔	اقبال نگر	04
8۔	کماند	02
9۔	غازی آباد	08
10۔	170-9L	02

11۔	داد فتیانہ	03
12۔	182-9 L	02
	میزان	84

(ب) اضلاع ہذا کے گوداموں میں درج ذیل گندم سٹور کرنے کے انتظامات ہیں۔

ضلع پاکپتن

نمبر شمار	سنٹر گودام	گنجائش ذخیرہ گندم (میٹرک ٹن) معیاری	اپریشنل
1۔	پاکپتن	5500	8270
2۔	بنی شیل عارف والا	64500	96750
3۔	احمد یار	7300	10950
4۔	پی آر عارف والا	5500	5750
5۔	بونگہ حیات	7300	10950
6۔	نورپور	12000	18000

ضلع ساہیوال

نمبر شمار	سنٹر گودام	گنجائش ذخیرہ گندم (میٹرک ٹن) معیاری	اپریشنل
1۔	ساہیوال	11000	14000
2۔	138-9L	2000	3000
3۔	کمیر	8400	12600
4۔	ہڑپہ	9300	13900
5۔	چیچہ وطنی	15800	21000
6۔	کسوال	13000	19500
7۔	اقبال نگر	4000	6000
8۔	کماند	2200	3300
9۔	غازی آباد	8000	12000
10۔	170-9L	17600	24400
11۔	داد فتیانہ	3000	4500
12۔	182/9-L	2000	3000

(ج) حکومت پنجاب محکمہ خوراک نے آنے والے سیزن سال2006-07 میں ضلع پاکپتن اور ساہیوال کے لئے بالترتیب35000 اور95000 میٹرک ٹن خریداری گندم کے ابتدائی اہداف مقرر کئے ہیں۔

(د) حکومت پنجاب محکمہ خوراک نے ضلع پاکپتن اور ساہیوال سے گندم خریدنے کے لئے مندرجہ ذیل سنٹر قائم کئے ہیں۔

ضلع پاکپتن

نمبر شمار	نام ضلع	خریداری سنٹر
1۔	پاکپتن	بنی شیل عارف والا
2۔	۔ایضاً۔	پی آر عارف والا
3۔	۔ایضاً۔	احمد یار
4۔	پاکپتن	رنگ شاہ
5۔	۔ایضاً۔	26-EB
6۔	۔ایضاً۔	چوک مرالے

ضلع ساہیوال

نمبر شمار	نام ضلع	خریداری سنٹر
1۔	ساہیوال	پی آر ساہیوال
2۔	۔ایضاً۔	138-9.L
3۔	۔ایضاً۔	ہڑپہ
4۔	۔ایضاً۔	کمیر
5۔	۔ایضاً۔	چیچہ وطنی
6۔	۔ایضاً۔	182-9-L
7۔	۔ایضاً۔	غازی آباد
8۔	۔ایضاً۔	170-9.L
9۔	۔ایضاً۔	کسووال
10۔	۔ایضاً۔	اقبال نگر

11۔ ۔ایضاً۔ داد فتیانہ
12۔ ۔ایضاً۔ اوکانوالہ
13۔ ۔ایضاً۔ 90-12-L

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گزشتہ مالی سال میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے حکومت نے کتنے نئے گودام تعمیر کئے ہیں اور آئندہ مالی سال میں کتنے نئے گودام تعمیر کرنے کا ارادار کھتی ہے کیونکہ ہم سفر کے دوران سڑکوں پر دیکھتے ہیں کہ سائیڈ پر مٹی کی ڈھیریاں لگا کر اس کے اوپر گندم رکھی جاتی ہے اور اچھی خاصی گندم خراب ہو جاتی ہے۔اس حوالے سے وزیر موصوف کوئی بیان فرمائیں۔

MR. SPEAKER: Minister for Food.

وزیر خوراک: جناب سپیکر! گزشتہ مالی سال میں محکمے نے کوئی نئے گودام نہیں بنائے تھے لیکن اس سال حکومت نے ایک تین سالہ منصوبہ بنایا ہے جس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ عام گوداموں کی بجائے wheat surplus areas میں sailors مکمل کر لئے جائیں گے جن میں گندم زیادہ عرصے کے لئے سٹور کی جا سکے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ جی۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے وزیر قانون صاحب نے یہ پوری کوشش کی کہ وہ کسی نہ کسی طریقے سے آج کے اجلاس کو illegal قرار دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ وزیر قانون نے پوری کوشش کی کہ اجلاس کو illegal قرار دے کر اجلاس ختم کرائیں لیکن آپ کو خراج تحسین ہے کہ آپ نے جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کیا۔وزیر قانون نے یہ بھی کہا کہ ہم پارلیمانی پارٹی پر پرچہ کرائیں گے تو میں انہیں well come کہتا ہوں کہ وہ پارلیمانی پارٹی پر پرچہ درج کرائیں اور اگر آج کا اجلاس illegal قرار دیا جاتا تو یہ آپ کے خلاف ایک سازش

تیار کی گئی تھی۔
جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں آپ۔ رانا سرفراز احمد خان صاحب!
وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

کورم کی نشاندہی

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ جو بات ہے کہ لاء منسٹر نے اجلاس نہیں ہونے دیا تو راجہ صاحب! حکومتی اراکین کو میں باہر بھجواتا ہوں۔ آپ کی ریکوزیشن پر اجلاس بلایا گیا ہے، کورم پورا کیجئے۔ اگر نہیں ہو گا تو ہم آ کر پورا کریں گے اور اجلاس چلائیں گے۔ میں کورم پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں اور بعد میں ہم پورا کریں گے۔ گھنٹیاں بجیں گی اور ہم پورا کریں گے۔

(اس مرحلہ پر حکومتی اراکین لابی میں تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا نہیں ہے۔ 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ہاؤس میں گھنٹیاں بجائیں گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: کورم پورا ہے۔ اب ہاؤس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے اور سوال نمبر 7908 زیر بحث ہے۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے کہ اپوزیشن کی ریکوزیشن پر۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! اگر آج یہ اپوزیشن کا ریکوزیشن اجلاس چل رہا ہے تو آپ کے فیصلے کے احترام میں چل رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اجلاس چلے گا تو جب تک آپ چاہیں گے اس وقت تک انشاء اللہ تعالیٰ اجلاس چلے گا اور اس کے بعد اگر آج آپ بات کریں گے، چودھری پرویز الٰہی کی حکومت پر تنقید کریں تو آج اسی کے صدقے آپ بات کرنے کے قابل بھی ہوئے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آج آپ نے جو ملاحظہ فرمایا ہے کہ صبح سے جو صورتحال اسمبلی میں پیدا کی گئی ہے۔ میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ آج راجہ بشارت صاحب بالکل اپنا tempo loose کر بیٹھے ہیں۔ اب ان کا حال یہ ہے کہ پہلے جب ہم نے یہ concern show کیا تھا کہ آج ہم اس بات پر اپنا concern show کر رہے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب پہلے سی ایم صاحب کے اختیارات تو استعمال کرتے تھے۔ جیسے پنجابی کا ایک مقولہ ہے کہ "گوانڈی دا روپ نہ آوے تے مت ضرور آ جاندی اے" راجہ صاحب نے جتنے دھمکی آمیز اور ہتک آمیز لہجے میں حکومتی بنچوں کے ممبروں کو باہر نکالا ہے۔ اس پر بھی ہم اپنا concern show کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب تشریف رکھیں۔ رانا سرفراز احمد خان صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 7935۔

محکمہ خوراک میں سال 2003 تا حال بھرتی کی تفصیل

*7935: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

سال 2003 سے آج تک پنجاب محکمہ فوڈ نے کتنے ملازمین بھرتی کئے، ضلع وار، تحصیل وار ان ملازمین کی تعلیمی قابلیت، عہدہ اور پتاجات تفصیل سے بتائیں؟

وزیر خوراک:

محکمہ خوراک نے سال 2003 سے آج تک 109 ملازمین بھرتی کئے، جن کی تفصیل ڈویژن وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! محکمے نے جواب میں 109 ملازمین کی بھرتی کا بتایا ہے جبکہ 2 جونیئر کلرک اور 6 کلاس چہارم کے ملازمین بہاولپور ڈویژن سے بھرتی کئے ہیں۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے کس اخبار میں اشتہار دیا تھا اور اس کمیٹی کا سربراہ کون تھا اور کتنے لوگوں نے درخواستیں دی تھیں جن میں سے صرف یہ چھ بندے بھرتی ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب والا! روزنامہ "خبریں" اور روزنامہ "جناح" میں اشتہار دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ competent authority نے ہی بھرتی کئے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ 109 بندے بھرتی کئے ہیں۔ اس میں جو ضلع وار تفصیل مانگی گئی تھی وہ بھی انھوں نے دی ہے۔ اس تفصیل میں، میں نے دیکھا ہے کہ تین ڈویژنز ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کے اندر 18 بندے بھرتی ہوئے ہیں جبکہ ایک ڈویژن راولپنڈی میں 30 بھرتی ہوئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ گندم کا growing area تو جنوبی پنجاب ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہاں پر کم بندے بھرتی کئے گئے ہیں اور راولپنڈی میں تین ڈویژنز کی نسبت زیادہ بھرتی کئے گئے ہیں۔ کیا اس طرف ضرورت نہیں تھی یا اس طرف کوئی مجبوری تھی؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جتنی اسامیاں خالی ہوں تو بھرتی اس حساب سے ہوتی ہے اس لئے جن علاقوں میں زیادہ اسامیاں تھیں وہاں پر زیادہ بھرتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے، چونکہ منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محمد محسن خان لغاری صاحب کا ہے، وہ تشریف نہیں رکھتے ان کا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری اعجاز احمد سماں صاحب کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: سوال نمبر 8074۔

صوبہ میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش اور دیگر تفصیلات

*8074: چودھری اعجاز احمد سماں: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ خوراک پنجاب میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش بیان فرمائی جائے؟

(ب) گنجی میں سٹاک گندم کتنے عرصہ میں gluten level میں فرق آتا ہے؟

(ج) اگر فرق ظاہر ہوتا ہے، تو تفصیلاً آگاہ کریں؟

(د) پنجاب کی سرزمین پر ذخیرہ گندم میں آج تک gluten کم ہونے کے واقعات سے تفصیلاً آگاہ کریں؟

وزیر خوراک:

(الف) محکمہ خوراک پنجاب میں گندم کو گوداموں میں ذخیرہ کرنے کی کل معیاری گنجائش 22.95 لاکھ میٹرک ٹن ہے۔

(ب) محکمہ خوراک صوبہ کی ضروریات کے مطابق گندم ذخیرہ کرتا ہے جو اوسطاً 28 لاکھ ٹن ہوتی ہے اور 57 اسے سال بھر میں فلور ملوں کو جاری کر دیتا ہے۔ تقریباً 10 لاکھ ٹن گندم گنجیوں کی شکل میں ذخیرہ کی جاتی ہے جس کی ذخیرہ کاری کی زیادہ سے زیادہ میعاد 6 تا 8 ماہ ہوتی ہے۔ پاکستانی گندم کی مختلف اقسام میں گلوٹن کی مقدار 28 تا 32 فیصد ہوتی ہے اور ایک سال کی ذخیرہ کاری پر تقریباً اوسط 30 فیصد بنتی ہے اور کھلے میں ذخیرہ کاری سے گلوٹن کی مقدار پر کوئی اثر نہ پڑتا ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا جا چکا ہے۔

(د) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ آج تک محکمہ کو کسی بھی طرف سے gluten level کی کمی کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب گندم کو open (جس کو گنجی بولتے ہیں) جب سٹاک کرتے ہیں تو اس کا کتنے عرصے کے بعد gluten level ختم ہو جاتا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ٹیکنیکل سوال کیا گیا ہے تو اس کا ٹیکنیکل جواب یہ ہے کہ open گندم سٹاک کرنے

سے اس کے gluten level پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! چار سال پہلے ایک سیکرٹری خوراک تھے جو بعد میں اسلام آباد shift ہو گئے۔ پنجاب کی تاریخ میں پچاس لاکھ ٹن سے زیادہ گندم انھوں نے خرید کی تھی۔ انھوں نے اور پاسکو نے جو -/800 روپیہ بوری کا ریٹ تھا وہ -/500 روپے میں open auction کیا اور اس میں یہ لکھا گیا تھا اور categorically report ہے کہ اس کا gluten level ختم ہو چکا ہے اگر نہیں تو میں ان کو چیلنج کروں گا اور ریکارڈ کے مطابق کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! gluten level اس وقت کم ہوتا ہے جب گندم میں moisture زیادہ ہو اور excessive heat بھی پہنچتی رہے۔ یہ چار پانچ سال پرانی بات کر رہے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ کہیں ایسی جگہ پر گندم سٹاک کی گئی ہو جہاں پر اس کا humidity level increase ہوا ہو یا پانی وہاں پر گیا ہو اور ساتھ ہی وہاں پر heat بھی زیادہ ہو تو اس وجہ سے وہ خراب ہوئی ہو otherwise جو گندم dry condition میں سٹور کی جائے اور اس میں excess wheat نہ ہو جب moisture کے ساتھ heat add ہوتی ہے تب gluten level affect ہوتا ہے otherwise نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! سوال داخل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ایک بین الاقوامی اصول ہے کہ پہلے مقامی زمینداروں کی گندم بیچی جائے بعد میں import کی جائے۔ انہوں نے دو سال پہلے دس لاکھ ٹن گندم import کی۔ پنجاب کی ساٹھ سالہ تاریخ میں یکم دسمبر 2005 کو issue کیا گیا۔ ہمیشہ محکمہ فوڈ کی پالیسی یہ ہے کہ 14۔ اگست، یکم ستمبر 14۔ اکتوبر، یکم نومبر یعنی اس دوران یہ اپنے سٹاک کو release کرتے ہیں۔ پچھلے وزیر خوراک صاحب اس کا جواب نہیں دے سکے تھے انہوں نے یکم دسمبر کیوں کیا؟ پچھلے سال 67 لاکھ روزانہ سود کی مد میں یہ پیسا دیتے تھے۔ اس سال جنوری تک ایک کروڑ 23 لاکھ ہے، پاسکو کا ریکارڈ چیک کرا لیں، پنجاب فوڈ کا ریکارڈ چیک کرا لیں گندم کو زیادہ دیر open سٹاک کرنے سے اس کا gluten level ختم ہو جاتا ہے اور وہ انسانی کھانے کے قابل نہیں رہتی۔

راجہ ریاض احمد: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ابھی آپ نے غور فرمایا ہو گا کہ منسٹر موصوف نے خود یہ کہا ہے کہ اگر گندم خشک ہو اور سٹور میں ہو تو اس کا gluten level کم نہیں ہوتا۔ اب پوچھا یہ گیا ہے کہ جو open جگہ پر گندم ہے اس کا gluten level کتنے عرصے میں ختم ہوتا ہے؟ منسٹر صاحب تو خود یہ اقرار کر رہے ہیں کہ جو سٹور میں ہو جہاں پر نمی نہ ہو وہاں پر کم نہیں ہوتا۔ منسٹر صاحب ذرا اس کی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب کو ذرا دیر سے سمجھ آتی ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جہاں پر heat زیادہ نہ ہو اور moisture زیادہ نہ ہو، چاہے وہ گنجیوں کی شکل میں سٹور کی ہو یا کسی shed میں سٹور کی ہو اس کا gluten level affect نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 8287 چودھری زاہد پرویز صاحب کا ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! سوال 8287 کو چھوڑ دیں۔ میں اگلا سوال 8288 کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر اس کو dispose of کر دیں؟

چودھری زاہد پرویز: جی، جناب!

جناب سپیکر: سوال نمبر 8287 dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، چودھری صاحب! اگلا سوال پکاریں۔

چودھری زاہد پرویز: سوال نمبر 8288۔

دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ گوجرانوالہ میں تعینات سٹاف، گندم کی خرید و خُورد بُرد کی تفصیل

*8288: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ گوجرانوالہ کے ماتحت گریڈ 11 اور اس سے اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، جگہ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اس وقت جن ملازمین کے خلاف گندم کی خُورد بُرد کے سلسلہ میں محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ج) مذکورہ ڈپٹی ڈائریکٹر کے ماتحت اضلاع میں سال 2004 اور 2005 میں کتنی گندم خرید کی گئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کس کس جگہ اور گودام میں گندم کی خُورد بُرد ہوئی؟

وزیر خوراک:

(الف) ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ گوجرانوالہ کے ماتحت گریڈ 11 اور اس سے اوپر ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	جگہ تعیناتی	عرصہ تعیناتی
1۔	سردار احتشام الحق	DDF	18	ریجنل آفس گوجرانوالہ	01-09-2005تا حال
2۔	محمد اقبال ڈوگر	ADF	17	۔ایضًا۔	18-04-2006تا حال
3۔	حبیب اللہ ورک	S&EO	16	۔ایضًا۔	01-09-2004تا حال
4۔	رانا محمد بوٹا	AAO	17	۔ایضًا۔	17-01-2005تا حال
5۔	محمد اکرام قریشی	Supdt:	16	۔ایضًا۔	17-01-2004تا حال
6۔	محمد سردار احمد	۔ایضًا۔	16	۔ایضًا۔	01-01-2005تا حال
7۔	نور علی	Asstt:	11	۔ایضًا۔	06-09-2002تا حال
8۔	جاوید حسین قریشی	۔ایضًا۔	11	۔ایضًا۔	۔ایضًا۔
9۔	رانا شاہد شفیع	۔ایضًا۔	11	۔ایضًا۔	17-01-04تا حال
1۔	چودھری محمد فاروق	DFC	16	ضلعی مختار خوراک گوجرانوالہ	03-04-06تا حال
2۔	محمد ارشد باجوہ	Supdt:	16	۔ایضًا۔	27-2-2006تا حال
3۔	محمد یعقوب سندھو	۔ایضًا۔	11	۔ایضًا۔	26-04-2006تا حال
4۔	حاجی نیاز احمد	۔ایضًا۔	11	پی آر سنٹر گوجرانوالہ۔I	20-04-2004تا حال
5۔	خلیل احمد گوجر	۔ایضًا۔	11	پی آر سنٹر گوجرانوالہ۔II	20-04-2006تا حال
6۔	مشتاق احمد چیمہ	۔ایضًا۔	11	پی آر سنٹر گوجرانوالہ۔III	05-4-2005تا حال
7۔	حبیب الرحمٰن خان	۔ایضًا۔	11	پی آر سنٹر گکھڑ	13-4-2006تا حال
8۔	مشتاق احمد بھنڈر	۔ایضًا۔	11	پی آر سنٹر کامونکی	27-09-2004تا حال
9۔	محمد عارف	۔ایضًا۔	11	پی آر سنٹر ایمن آباد	05-4-2005تا حال
10۔	نصر اللہ خان ندیم	۔ایضًا۔	11	پی آر سنٹر نوشہرہ ورکاں	۔ایضًا۔
11۔	عبدالحئی خان	۔ایضًا۔	11	۔ایضًا۔	05-4-2005تا حال
12۔	علی امام زیدی	۔ایضًا۔	11	پی آر سنٹر علی پور چٹھہ	20-4-2003تا حال
1۔	روحیل بٹ	DFC	16	ضلعی مختار خوراک سیالکوٹ	2-1-2004تا حال
2۔	سید سیاف علی عباس	AFC	11	پی آر سنٹر سیالکوٹ	31-3-2004تا حال
3۔	شاہنواز چوہان	AFC	11	پی آر سنٹر سرانوالی	31-03-04تا حال
4۔	رانا مسرور احمد خان	۔ایضًا۔	11	پی آر سنٹر ڈسکہ	12-4-06تا حال
5۔	رانا مختار احمد خان	۔ایضًا۔	11	صدر آفس، سیالکوٹ	۔ایضاً۔
6۔	خواجہ علاؤالدین	۔ایضًا۔	11	پی آر سنٹر سمبڑیال	۔ایضاً۔

7۔	عبدالقہار خان	۔ایضاً۔	11	پی آر سنٹر نارووال	۔ایضاً۔
1۔	میاں ریاض الدین	DFC	16	ضلعی مختار خوراک	24-5-2006
2۔	ذکاء اللہ	AFC	11	پی آر سنٹر گجرات	11-4-2006تاحال
3۔	سلیم اللہ	۔ایضاً۔	11	پرچیز سنٹر منگووال	19-4-2006تاحال
4۔	راجہ قمرالزمان	۔ایضاً۔	11	پی آر سنٹر لالہ موسیٰ	1-3-2004تاحال
5۔	محمد اشرف	۔ایضاً۔	11	پی آر سنٹر ملکوال	29-4-2003تاحال
6۔	چودھری محمد نذیر مانگٹ	۔ایضاً۔	11	صدر آفس گجرات	1-5-2006تاحال

(ب) اس وقت ایک انکوائری بر خلاف حاجی عقیل الرحمٰن، جونیئر اینالسٹ، گریڈ7 کی ضلعی مختار خوراک، سیالکوٹ کے پاس چل رہی ہے، جس کی آئندہ تاریخ پیشی 23-06-06 ضلعی خوراک سیالکوٹ نے مقرر کی ہے، مذکورہ اہلکار دو مختلف خُورد بُرد کے کیسوں میں ملوث ہیں۔

(ج) ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ کے ماتحت اضلاع میں سال2004اور2005 میں خرید کی گئی، گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال2004 گوجرانوالہ	95757.850ٹن
سیالکوٹ	106609.150ٹن
گجرات	41322.100ٹن
سال2005 گوجرانوالہ	72466.000ٹن
سیالکوٹ	48654.800ٹن
گجرات	33884.700ٹن

(د) ان سالوں میں گوجرانوالہ ڈویژن میں کسی بھی جگہ اور کسی بھی گودام میں گندم کی خُورد بُرد نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ اس وقت ایک انکوائری بر خلاف حاجی عقیل الرحمٰن جونیئر اینالسٹ گریڈ7 کی ضلعی مختار خوراک، سیالکوٹ کے پاس چل رہی ہے جس کی آئندہ تاریخ پیشی 23-06-06 ضلعی خوراک سیالکوٹ نے مقرر کی ہے۔ مذکورہ اہلکار دو مختلف خُورد بُرد کے کیسوں میں ملوث ہیں۔ یہ جو انکوائری چل رہی ہے اس کی تاریخ 11-06-06 گزر چکی ہے اس کا کیا بنا ہے اور اس کے خلاف جو خُورد بُرد کے مختلف کیس چل رہے ہیں ان کا کیا بنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جو فاضل رکن نے سوال کیا ہے مجھے صحیح طرح سمجھ نہیں آیا ہے لیکن جو میں سمجھ چکا ہوں اس کے مطابق جواب دیتا ہوں کہ جس مذکورہ آفیسر کے خلاف انکوائری ہو رہی تھی وہ abscond کر رہا تھا اور اب in absentia ex-part inquiry اس کے خلاف ہو چکی ہے اور ڈگری ہو چکی ہے۔ اب آفیسر ex-part کر رہا ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی سوال تھا تو وہ repeat کریں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ اس کے خلاف انکوائری ہو چکی ہے۔ آگے اس کا کیا پروسیجر ہے اس کو کسی کورٹ میں بھیجنا ہے یا محکمہ سزا دے گا ذرا اس کی وضاحت کر دیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! محکمے نے اس کے خلاف ex-part claim ڈگری کر دیا ہے اور اس کے خلاف ہم کورٹ میں کیس بھی کریں گے، پرچہ بھی درج ہو گا۔

رانا آفتاب احمد خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے خود کہا ہے کہ انکوائری میں findings ہیں کہ بندہ abscond کر رہا ہے اور charges prove ہو گئے ہیں۔ ایف آئی آر درج کروانے میں کیا قباحت ہے یہ تو کسی وقت بھی کروا سکتے ہیں۔ جب انکوائری رپورٹ آ گئی ہے تو according to the findings of the report اس کے خلاف ایف آئی آر درج کروائیں۔ اس کے لئے کیا اجازت کی ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس کے خلاف عنقریب پرچہ درج ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ خوراک جھنگ، 2002تا حال، فراہم کردہ بجٹ اور اخراجات کی تفصیل

*5129: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2002سے آج تک محکمہ خوراک جھنگ کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے گندم خرید کی گئی اور کتنی رقم افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری افسران کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ٹیلی فون، بجلی وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی پر خرچ کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم کا ان سالوں کے دوران خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا اور اس خُورد بُرد کے ذمہ داران کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) یکم جنوری2002 سے آج تک کل بجٹ اسٹیبلشمنٹ -/3,21,44,000روپے اور گندم کی خرید کے لئے -/87,56,59,000روپے ضلع جھنگ کو فراہم کئے گئے۔

(ب) جنوری2002 سے آج تک گندم کی خرید کے لئے -/87,56,59,000روپے کی الاٹمنٹ ہوئی اس دوران میں66,708.400 میٹرک ٹن گندم خرید ہوئی جس پر -/5,39,21,87,475 روپے خرچ ہوئے۔ مزید برآں افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں پر -/2,18,74,449روپے اور ٹی۔اے، ڈی۔اے پر -/1,24,921روپے خرچ ہوئے۔

(ج) جنوری2002 سے آج تک گاڑیوں کی مرمت کا کل بجٹ -/26,000روپے اور کل خرچ -/

18,008 روپے ہوئے جبکہ پٹرول کا کل بجٹ-/1,95,000روپے اور خرچ-/1,63,141 روپے ہوئے۔

(د) جنوری2002 سے آج تک ٹیلی فون ہیڈ522 کا کل بجٹ-/2,81,000روپے اور خرچ-/1,33,991روپے خرچ ہوئے جبکہ بجلی ہیڈ533کا کل بجٹ-/1,93,000 روپےاور خرچ-/62,631 روپے ہوئے۔ اس طرح597-Incidential Charges میں ٹیلی فون بجلی کی مد میں-/14,38,000روپے کی گرانٹ موصول ہوئی جس میں -/12,65,602 روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) مذکورہ عرصہ کے دوران کچھ بھی خُورد بُرد نہ ہوا۔

الاٹمنٹ، عہدیداران اور آڈٹ رپورٹس سے متعلقہ تفصیل

*7225: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کینٹ پارک ویو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ میں سابق ممبران کے کتنے پلاٹس بوجہ نادہندگی منسوخ کئے گئے سابق ممبران کو کس قیمت پر پلاٹ الاٹ کئے گئے تھے یہ پلاٹ منسوخ کرنے کے بعد کس قیمت پر کتنے ممبران کو کس تاریخ کوالاٹ کئے گئے؟

(ب) سوسائٹی کے موجودہ عہدیداران کون ہیں اور بائی لاز کے مطابق یہ عہدیدار کب تک ان عہدوں پر فائز رہیں گے نئے عہدیداران کا انتخاب کب ہوگا سوسائٹی بائی لاز کے مطابق کوئی عہدیدار کتنے عرصہ کے لئےاور کتنی مرتبہ فائز رہ سکتاہے؟

(ج) سوسائٹی کا آڈٹ کب تک ہو چکا ہے، سابق آڈٹ رپورٹس میں نشاندہی کی گئی بے ضابطگیوں کے تدارک کے لئے کیااقدامات کئے گئے ہیں کیاآڈیٹر کی تجویز پر بے ضابطگیوں کے تدارک کے لئے زیر دفعہA-22-50Aبمطابق کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ1925 کارروائی عمل میں لائی گئی، اگر جواب ''ناں''میں ہے تواس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) سابق(Latest)آڈٹ رپورٹ میں درج اہم بے ضابطگیوں کی تفصیل بیان فرمائیں نیز اس سوسائٹی کی زبان زد عام بے ضابطگیوں کے باوجود یہاں کی انتظامیہ کو معطل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیرامداد باہمی:

(الف) لاہور کینٹ پارک ویو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ میں کل 187 پلاٹس منسوخ کئے گئے تھے ان میں سے 85 پلاٹس ہولڈرز نے سوسائٹی ہذا سے تصفیہ کر لیا ہے اور سوسائٹی سے پلاٹس لے لئے ہیں۔ مزید برآں 22 افراد نے تصفیہ کے لئے رضامندی ظاہر کر دی ہے جبکہ 61 پلاٹس ہولڈرز کے قانونی معاملات تاحال مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں سوسائٹی کے 100 ممبران نے قبضہ کے حصول کے لئے رجوع کیا ہے۔ جونہی ممبران اپنے ذمہ بقایاجات مع ترقیاتی اخراجات سوسائٹی کو ادا کر دیں گے قبضہ زمین مروجہ بائی لاز اور قوانین کی روشنی میں ممبران کے حوالے کر دیا جائے گا آخری پلاٹ مورخہ 25-اپریل 2002 کو مبلغ -/1,25,000 روپے فی کنال کے حساب سے الاٹ کیا گیا تھا۔

(ب) سوسائٹی کے عہدیداران بمطابق بائی لاز حسب ذیل ہیں:۔

صدر لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ محمد افضل جنجوعہ، نائب صدر شاہد بٹ، سیکرٹری عبدالعلیم خان، فنانس سیکرٹری طارق صدیق

ممبران کمیٹی:۔

فراز احمد چودھری، کرنل ریٹائرڈ محمد احسان الحق، میجر ریٹائرڈ اللہ رکھا، ڈاکٹر، محمد اشرف چودھری یہ عہدیداران اپنے عہدوں پر نومبر 2008 تک فائز رہیں گے۔ ان عہدیداران کا انتخاب 4-دسمبر 2004 کو ختم ہوا تھا جبکہ انتخاب کا عرصہ ختم ہونے سے قبل یہی عہدیداران 28-نومبر 2004 کو مزید چار سال کے لئے منتخب ہو چکے ہیں۔

(ج) سوسائٹی کا آڈٹ مورخہ 30-جون 2003 تک مکمل ہو چکا ہے۔ جن بے ضابطگیوں کی نشاندہی آڈٹ رپورٹ میں کی گئی ہے ان پر ضابطہ کی کارروائی کی جا رہی ہے۔

(د) ۔ایضاً۔

پنجاب گورنمنٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور، اجلاس عام، آڈٹ اور بائی لاز پر عملدرآمد کی تفصیل

*7226: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب گورنمنٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور میں سالانہ اجلاس عام کب سے نہیں ہوا سالانہ اجلاس عام نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) اس ادارہ کا کب تک کا آڈٹ مکمل ہو چکا ہے اور آڈٹ میں کن بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی ہے، چند اہم کی تفصیل بیان فرمائیں اور ان بے ضابطگیوں کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کچھ اعلیٰ افسران کو مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت پر سوسائٹی کے قیمتی پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں، کیا ایسا کرنا کوآپریٹو کے قوانین کے مطابق درست ہے؟ جن سرکاری افسران کو پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں ان کے نام، پلاٹ کا سائز، الاٹمنٹ کی تاریخ اور وصول شدہ قیمت سے آگاہ فرمائیں۔

(د) محکمہ کوآپریٹو کے طے کردہ ماڈل بائی لاز جو پورے صوبہ کی دیگر تمام سوسائٹیز میں تقریباً نافذ العمل ہو چکے ہیں اس سوسائٹی میں کیوں نافذ نہیں کئے گئے وجوہات سے آگاہ فرمائیں اور یہ بھی کہ محکمہ کی ہدایت پر کب تک ماڈل بائی لاز سوسائٹی کے اجلاس عام میں پیش کئے جائیں گے سوسائٹی ہذا کو ماڈل بائی لاز کے نفاذ کے لئے کتنی مرتبہ متوجہ کیا گیا ہے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) مئی 2003 کے بعد، مارچ 2004 میں منعقد کی گئی جس میں مینجنگ کمیٹی کے آٹھ ممبران بشمول وائس چیئرمین اور خزانچی منتخب کئے گئے۔ دسمبر 2004 میں وائس چیئرمین محمد اکرم برار کمیٹی کے متواتر تین اجلاس سے غیر حاضری کی وجہ اپنے آفس سے فارغ ہو گئے۔ دوسرے پانچ منتخب ممبران مارچ 2005 سے کمیٹی کے اجلاس سے غیر حاضری اور اپنے منفی رویہ کی وجہ سے کمیٹی سے باہر ہیں۔ اب صرف خزانچی اور ایک منتخب ممبر کام کر رہے ہیں۔ لہذا منتخب ممبران کے غیر ذمہ دارانہ رویہ کی وجہ سے 2005 میں منعقد نہ ہو سکی۔

(ب)

(1) اس سوسائٹی کا آڈٹ ہر سال باقاعدگی سے کیا جاتا ہے۔ اندرونی اور بیرونی دونوں آڈٹ 30۔جون 2004 تک مکمل ہو چکے ہیں اور آئندہ سال یکم جولائی 2004 سے 30۔جون 2005 تک کا اندرونی آڈٹ انٹرنل آڈٹ کے حوالے کیا جا رہا ہے۔

(2) اور اب تک کسی آڈٹ میں بھی کسی طرح کی بے ضابطگی کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ پوزیشن یہ ہے کہ یہ ایک کوآپرٹیو سوسائٹی ہے جس کے ممبران گورنمنٹ ملازمین ہوتے ہیں اور سوسائٹی کے بائی لاز کے مطابق جس ملازم کی سروس10 سال یا عمر35 سال ہو سوسائٹی کا ممبر بننے اور پلاٹ کی الاٹمنٹ کے لئے درخواست دینے کا اہل ہے۔ وقتاً فوقتاً جیسے پلاٹ مہیا ہوتے ہیں۔ مینجنگ کمیٹی بائی لاز کے تحت اہل ممبران کو پلاٹ الاٹ کرنے کے لئے قیمت جہاں سائز کے مطابق مقرر کی جاتی ہے وہاں پر اس بات کا بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ یہ قیمت سوسائٹی کی زمین کی خرید کردہ قیمت سے اور ترقیاتی اخراجات جو اس پر خرچ ہوتے ہیں اس سے کم نہ ہو۔ سوسائٹی کا کام نہ تو منافع کمانا ہے اور نہ ہی تجارت کرنا ہے بلکہ سوسائٹی کے بائی لاز نمبر1 کے مطابق ممبران کی سہولت اور مفاد کے لئے ایک سکیم بنانا ہے۔ سب کوآپرٹیو سوسائٹیز اسی اصول کے تحت اپنے ممبران کو رہائشی پلاٹ مہیا کرتی ہیں لہذا فیز II میں جن مختلف ممبران کو پلاٹ الاٹ کئے گئے پلاٹ کے سائز کے مطابق قیمت مقرر کی گئی جو پہلے سے زیادہ مقرر کی گئی جو کہ پہلی مقرر کردہ قیمت سے دگنا سے بھی زیادہ ہے جبکہ فیزI میں الاٹ کئے ہوئے پلاٹس سے کم از کم چار گنا زیادہ ہے۔

حالانکہ فیزI میں پلاٹ کا سائز ایک کنال اور دو کنال ہے جبکہ فیزII میں پلاٹ کا سائز17 مرلے اور 32مرلے ہے۔ یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ ایک کوآپرٹیو سوسائٹی اپنی مدد آپ کے اصولوں کے تحت کام کرتی ہے اور اس کی زمین یا الاٹمنٹ سرکاری نہیں ہے۔

(د) سوسائٹی ہذا نے ماڈل بائی لاز تاحال اختیار نہ کئے ہیں تاہم سوسائٹی دفعہ44- کوآپرٹیو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت دی گئی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنے بائی لاز میں درج ذیل ترامیم کیں جو کہ محکمہ نے مورخہ 12۔اگست2003 کو رجسٹرڈ کیں۔

1۔ دفعہ12 کوآپرٹیو سوسائٹیز ایکٹ1925 کے تحت سالانہ اجلاس عام منعقد کیا جائے۔

2۔ سالانہ اجلاس عام کے لئے کم از کم ممبران کا20 فیصد کورم ہوگا۔

3۔ انتظامیہ کمیٹی کا انتخاب دو سال کے لئے ہوگا۔

4۔ انتظامیہ کمیٹی کے ممبران متواتر دو میعاد کے بعد کمیٹی میں آنے کے لئے اہل نہ ہوں گے۔

5۔ مینجنگ کمیٹی میعاد ختم ہونے سے پہلے الیکشن نہ کروائے تو وہ خود بخود ختم ہو جائے گی۔

6۔ الیکشن ہاتھ کھڑے کرنے کی بجائے خفیہ رائے شماری کے ذریعے ہوگا۔

7۔ ایک الیکشن کمیشن تین ممبران پر مشتمل تشکیل دیا جائے گا جس میں سے دو ممبران سوسائٹی ہذا کے ممبر

ہوں گے جو کہ الیکشن میں حصہ نہ لے رہے ہوں گے اور الیکشن کمشنر جو کہ کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کا افسر اسسٹنٹ رجسٹرار کے رینک سے کم نہ ہوگا۔

محکمہ خوراک ضلع شیخوپورہ، 2003 تاحال، فراہم کردہ رقم اور اخراجات سے متعلقہ تفصیل

*6875: چودھری محمد اکرم گجر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) جنوری 2003 سے آج تک محکمہ خوراک ضلع شیخوپورہ کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے گندم خرید کی گئی اور کتنی رقم افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی اے، ڈی اے پر خرچ کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری افسران کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) محکمہ خوراک ضلع شیخوپورہ کو-/29,96,40,00,000 روپے فراہم کئے گئے تھے۔

(ب) جنوری 2003 سے آج تک گندم کی خریداری پر زمینداروں کو ادائیگی -/88,26,96,287 روپے کی گئی۔افسروں، اہلکاروں کی تنخواہوں اور TA/DA پر مبلغ-/15920609 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) جنوری 2003 سے گاڑی کی مرمت اور پٹرول پر مبلغ-/267856 روپے خرچ ہوئے۔

پابندی کے دوران رجسٹرڈ ہونے والی کوآپرٹیو سوسائٹیز کی تعداد و تفصیل

*8116: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں کوآپرٹیو سوسائٹیز کی رجسٹریشن پر پابندی ہے، اگر ہے تو کس سال سے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے پابندی کے باوجود بھی چند کوآپرٹیو سوسائٹیز رجسٹرڈ کی ہیں ان کی

تعداد اور نام سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، نیز رجسٹرڈ ہونے والی سوسائٹیز کے بائی لاز کی نقل بھی ایوان میں پیش کی جائے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سوسائٹیز کی رجسٹریشن پر پابندی اٹھانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 10۔اپریل 1997 کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے زیر نمبری US(J&B)6-7/94 کے تحت صوبہ بھر میں تمام قسم کی نئی انجمن ہائے امداد باہمی کی رجسٹریشن پر پابندی عائد کر دی تھی جو تاحال نافذ العمل ہے۔

(ب) حکومت کی پابندی کے دوران 4 سوسائٹیز رجسٹرڈ ہوئیں جن میں 3 کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز اور ایک ملٹی پرپز / جنرل سوسائٹی رجسٹرڈ ہوئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ پاکستان رینجرز (پنجاب) ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور

2۔ لاہور پریس کلب کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور

3۔ بنکرز ایونیو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور

4۔ پاکستان ملٹی پرپز کوآپریٹو سوسائٹی لمیٹڈ پنجاب لاہور

یہ تمام سوسائٹیز جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے رجسٹرڈ کی گئی تھیں رجسٹرڈ ہونے والی سوسائٹیز کے بائی لاز کی فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) فی الحال اس سلسلہ میں کسی قسم کی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

کوآپریٹو سوسائٹیز کے فنڈز، فراہمی اور ملتان سے متعلقہ فنڈز کی تفصیل

*8117: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوآپریٹو سوسائٹیز کے لئے فنڈز صوبائی حکومت یا مرکزی حکومت فراہم کرتی ہے؟

(ب) کوآپریٹو سوسائٹیز فنڈ کی تقسیم کا کیا طریق کار ہے، ضلع وار فنڈ دیئے جاتے ہیں یا آبادی کی بنیاد پر؟

(ج) سال 03-2002 تا 06-2005 ضلع ملتان کے لئے کتنا فنڈ مختص کیا گیا اور وہ کن کن سوسائٹیز کو دیا

گیا۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) اس سلسلے میں عرض ہے کہ صوبائی یا مرکزی حکومت کوآپریٹو سوسائٹی کو فنڈز فراہم نہیں کرتی بلکہ سٹیٹ بنک آف پاکستان پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو براہ راست فنڈز گورنمنٹ آف پاکستان ٹریژری بل ریٹس پر حکومت پنجاب کی ضمانت پر فراہم کرتا ہے۔

(ب) کوآپریٹو سوسائٹیز کے لئے قرضہ جات جاری کرنے کے لئے فنڈز ضلع وار مختص کئے جاتے ہیں۔ بنک اور محکمہ امداد باہمی کا عملہ باہمی مشاورت سے فنڈز قرضہ جات کی تقسیم ہر ضلع، تحصیل، تھانہ کی سطح پر اور موجودہ انجمن ہائے کی تعداد اور سابق قرضہ کے اجراء کو مدنظر رکھ کر مختص کی جاتی ہے، تاکہ تقسیم کار مساوی رہے، یہاں پر یہ امر بھی بیان کیا جاتا ہے کہ کسی فعال انجمن کو فنڈ کی وجہ سے قرضہ کے اجراء میں کوئی دشواری نہیں ہوتی بلکہ بنک کی طرف سے فعال کوآپریٹو سوسائٹیز کو پالیسی کے مطابق قرضہ جات کا اجراء کیا جاتا ہے۔

(ج) سال 03-2002 تا 06-2005 کے دوران ضلع ملتان میں کوآپریٹو سوسائٹیز کے لئے جاری شدہ قرضہ جات اور مختص شدہ فنڈز کی تفصیل تتمہ (الف) اور جبکہ سوسائٹیز کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں قائم شوگر ملز، 2004 تا حال شوگر سیس کی رقم اور ترقیاتی منصوبہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*7541: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں کل کتنی شوگر ملز ہیں ان کے ناموں اور جگہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) یکم جنوری 2004 سے آج تک ان شوگر ملز سے شوگر سیس کی مد میں کتنی رقم حاصل ہوئی، تفصیل مل وار فراہم کریں؟

(ج) شوگر سیس کی کتنی رقم کس کس ملز سے وصول کرنا باقی ہے؟

(د) اس عرصہ کے دوران شوگر سیس فنڈز سے کتنی مالیت کے ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے؟

(ہ) ان منصوبہ جات میں کتنے ابھی تک نامکمل ہیں؟

(و) اس وقت شوگر سیس کی کتنی رقم کس کس آفیسر کے اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت 40 شوگر ملیں ہیں۔ان کے نام اور جائے تنصیب کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کرشنگ سیزن 05-2004 میں شوگر کین سیس کی مد میں مبلغ 276.995 ملین روپے کی رقم داخل خزانہ سرکار ہوئی ہے مل وار تفصیل اد خال منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) شوگر کین سیس کی مد میں 7.794 ملین روپے رقم وصول برائے 05-2004 ہونا بقایا ہے۔ مل وار تفصیل منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس عرصہ کے دوران شوگر سیس فنڈ سے 132 ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے جن کی مالیت مبلغ 272.90 ملین روپے ہے تفصیل منسلکہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) 167 منصوبہ جات جن کی مالیت مبلغ 705.97 ملین روپے ہے ابھی تک زیر تکمیل ہیں تفصیل منسلکہ (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) اس وقت شوگر سیس کی مد میں مبلغ 259.95 ملین روپے ضلعی رابطہ آفیسرز (D.C.Os) کے PLA اکاؤنٹ میں موجود ہیں تفصیل منسلکہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال 06-2004 کے دوران ضلع جھنگ میں کوآپرٹیو سوسائیٹز کو جاری قرض کی تفصیل

*8168: سید حسن مرتضٰی: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت کوآپرٹیو سوسائٹی کو قرض کس Mark-up پر فراہم کرتی ہے؟

(ب) مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران ضلع جھنگ میں کتنی کوآپرٹیو سوسائٹیز کو قرض حکومت کی طرف سے فراہم کیا گیا؟

(ج) اس وقت اس ضلع میں کتنی کوآپرٹیو سوسائٹیز defaulter ہیں؟

(د) کیا حکومت کوآپرٹیو سوسائٹی کو آٹھ فیصد Mark-up پر قرض دینے کے احکامات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومت کوآپریٹو سوسائٹی کو قرض فراہم نہیں کرتی بلکہ سٹیٹ بنک آف پاکستان، پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو براہ راست فنڈز گورنمنٹ آف پاکستان ٹریژری بل ریٹس پر حکومت پنجاب کی ضمانت پر فراہم کرتا ہے۔ بنک کی شرح مارک اپ کا تعین گورنمنٹ آف پاکستان ٹریژری بل ریٹس Cost of Funds اور Operating Cost کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ موجودہ گورنمنٹ آف پاکستان ٹریژری بل ریٹس 8.29 فیصد ہے۔ بنک ہذا کوآپریٹو سوسائٹیز کو از مورخہ 26-01-06 حسب ذیل شرح مارک اپ پر قرضہ جاری کر رہا ہے:۔

1.	Crop Loan	12%
2.	MTF (Tractors & Implements)	15%
3.	Women Societies	12%
4.	Livestock Societies	12%
5.	Livestock Project Societies	12%
6.	Livestock Revolving Societies	12%

(ب) مالی سال 2004-05 اور دوران مالی سال 2005-06 ضلع جھنگ میں انجمن ہائے کو جاری کئے گئے قرضہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال 2004-05
(01-07-04 to 30-06-04)

Societies	Borrowers	Amount
1699	13158	Rs. 310753718/-

مالی سال 2005-06
(01-07-05 to date

Societies	Borrowers	Amount
1190	9229	Rs. 182124199

(ج) اس وقت ضلع جھنگ میں کل 174 کوآپریٹو سوسائٹیز Defaulter ہیں۔

(د) اس وقت پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو سٹیٹ بنک آف پاکستان براہ راست فنڈز گورنمنٹ آف پاکستان ٹریژری بل ریٹس پر فراہم کر رہا ہے۔ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک زرعی شعبہ کا دوسرا بڑا ادارہ ہے جو کہ سالانہ 8 سے 9۔ارب روپے کے قرضہ جات تقسیم کر رہا ہے۔ بنک کی شرح مارک اپ کا تعین گورنمنٹ آف پاکستان ٹریژری بل ریٹس Cost of Funds اور Operating Cost کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ موجودہ گورنمنٹ آف پاکستان ٹریژری بل

ریٹس 8.29 فیصد ہے۔ موجودہ حالات میں بنک کے لئے ممکن نہ ہے کہ شرح سود کو 8 فیصد تک لایا جا سکے تاہم اگر سٹیٹ بنک آف پاکستان بنک ہذا کو Production & development قرضہ جات کے لئے Subsidized Funding کرے تو پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک بھی Reciprocal Basis پر اس طرح کی مراعات چھوٹے کسانوں کو دینے کے لئے اقدامات کرے گا۔

وہاڑی، سال 2006 میں گندم کی خریداری سے متعلقہ تفصیل

*7822: میاں ماجد نواز: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2006 اپریل، مئی میں گندم کے آنے والے سیزن کے لئے حکومت کا وہاڑی میں گندم کی خریداری کے کتنے مراکز قائم کرنے کاارادہ ہے، ان جگہوں کے نام کیا ہیں؟

(ب) اس سیزن کے دوران حکومت کا کتنی گندم خرید کرنے کاارادہ ہے اور اس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ج) اس ضلع میں گندم کی خرید کے لئے کتنا باردانہ فراہم کرنے کا حکومت کاارادہ ہے؟

(د) کیا حکومت نے اس ضلع میں گندم کی خریداری کے لئے تیاری شروع کر دی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) سال 2006 اپریل میں گندم کے آنے والے سیزن کے لئے حکومت پنجاب محکمہ خوراک ضلع وہاڑی میں خریداری گندم کے لئے 6 مراکز قائم کرنے کاارادہ رکھتی ہے جو کہ درج ذیل جگہوں پر قائم کئے جائیں گے۔

نمبر شمار	نام مرکز
1۔	ماچھی والہ
2۔	اڈا غلام حسین
3۔	لڈن
4۔	پپلی
5۔	پی آر وہاڑی

6۔ بنی شیل وہاڑی

(ب) سیزن2006 کے دوران حکومت پنجاب محکمہ خوراک نے ضلع وہاڑی کے لئے 85ہزار میٹرک ٹن خریداری گندم کاہدف مقرر کیاہے جس کے لئے 884.4ملین رقم درکار ہے۔

(ج) اس ضلع میں گندم کی خرید کے لئے 723207 بوری پہلے سے وہاں موجود ہے اور مزید محکمہ خوراک 126793بوری دینے کاارادہ رکھتاہے۔

(د) حکومت پنجاب محکمہ خوراک نے صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں خریداری گندم کے لئے انتظامات کی تیاری جنوری2006 سے شروع کر رکھی ہے جویکم اپریل2006 سے پہلے ہر لحاظ سے مکمل ہو جائے گی۔

سال06-2004 کے دوران ضلع جھنگ میں کوآپریٹو بنکس کی برانچوں اور قرض کی تفصیلات

*8169: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) مالی سال05-2004 اور06-2005 کے دوران ان برانچوں سے کتنا قرضہ کن کن اداروں / فرموں کو دیا گیاہے، ان کے نام، پتاجات اور قرض کی رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان برانچوں کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بتائیں؟

وزیرامداد باہمی:

(الف) ضلع جھنگ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی درج ذیل چھ برانچیں کام کر رہی ہیں۔

1۔ جھنگ: فوارہ چوک جھنگ صدر

2۔ چنیوٹ: سرگودھا روڈ نزد گورنمنٹ گرلز کالج برائے خواتین چنیوٹ

3۔ بھوانا: جھنگ چنیوٹ روڈ برلب روڈ بھوانہ

4۔ لالیاں: چنیوٹ سرگودھا روڈ نزد لاری اڈا لالیاں

5 ۔ شورکوٹ: شورکوٹ روڈ نزد ریلوے سٹیشن شورکوٹ کینٹ

6 ۔ موڑ گڑھ مہاراجا: موڑ گڑھ مہاراجہ احمد پور سیال روڈ

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی مذکورہ بالا برانچوں نے05-2004 اور دوران مالی سال-2004

05 کسی ادارے/فرم کو قرضہ جاری نہیں کیا اور صرف کوآپریٹو سوسائٹیز کو اور شخصی (Individual)قرضہ جات جاری کئے۔

(ج) ضلع جھنگ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی برانچوں کے موجودہ مینجرز صاحبان کے نام،عہدہ اور گریڈ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	برانچ	نام	عہدہ/گریڈ
1 ۔	جھنگ برانچ	مہر نور محمد خان	مینجر
2۔	چنیوٹ برانچ	محمد الیاس کانجو	آفیسر
3۔	بھوانا برانچ	محمد انور بیگ	آفیسر
4۔	لالیاں برانچ	محمد نصر اللہ خان	آفیسر
5۔	شور کوٹ برانچ	محمد ارشد	آفیسر
6۔	موڑ گڑھ مہاراجہ برانچ	محمد حیات	آفیسر

گندم کی خرید، کوالٹی چیکنگ اور سٹاف سے متعلقہ تفصیل

*7907:چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جولائی2005سے آج تک صوبہ کی ضرورت کے لئے وفاقی حکومت کی معرفت کتنی گندم درآمد شدہ خرید کی گئی اور کتنی رقم سے خرید کی گئی اور اس کی فی من قیمت کتنی بنتی ہے؟

(ب) درآمد شدہ گندم کی کوالٹی چیک کرنے کے لئے کتنی لیبارٹریز یا دیگر سامان حکومت کے پاس ہے، نیز یہ لیبارٹریز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) اس وقت حکومت کے پاس گندم کا کتنا سٹاک موجود ہے، تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(د) حکومت کاآئندہ سیزن میں کتنی گندم خریدنے کاارادہ ہے؟

(ہ) حکومت پنجاب نے یکم جنوری2005سے31۔جنوری2006تک کتنی گندم کن کن صوبوں کو مہیا کی ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) یکم جولائی2005سے آج تک صوبہ پنجاب میں وفاقی حکومت کی معرفت کوئی گندم درآمد نہ کی گئی۔

(ب) درآمدی گندم کی کوالٹی وفاقی حکومت چیک کرتی ہے۔ وفاقی حکومت کے زیرانتظام مختلف لیبارٹریز جیسا کہ NARC کی اسلام آباد میں گرین کوالٹی ٹیسٹنگ لیبارٹری اور کراچی میں گرین کوالٹی ٹیسٹنگ لیبارٹری (GQTL) ہیں، سے گندم کی کوالٹی کے ٹیسٹ کروائے جاتے ہیں۔

(ج) مورخہ 06-03-25 کو محکمہ خوراک حکومت پنجاب کے پاس 16,28,436 میٹرک ٹن گندم موجود ہے، جس کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	ذخیرہ گندم (میٹرک ٹن)
1۔	راولپنڈی	85923
2۔	اٹک	12036
3۔	جہلم	26596
4۔	چکوال	2762
5۔	گوجرانوالہ	113520
6۔	گجرات	19320
7۔	سیالکوٹ	25076
8۔	لاہور۔ I	77349
9۔	لاہور۔II	36039
10۔	قصور	10173
11۔	اوکاڑہ	28298
12۔	شیخوپورہ	67809
13۔	فیصل آباد	53869
14۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ	48380
15۔	جھنگ	75124
16۔	سرگودھا	76415
17۔	خوشاب	0
18۔	میانوالی	17178
19۔	بھکر	28919
20۔	ملتان	94673
21۔	لودھراں	38624

22۔	وہاڑی	53234
23۔	ساہیوال	60648
24۔	پاکپتن	12211
25۔	خانیوال	34811
26۔	ڈیرہ غازی خان	25917
27۔	مظفر گڑھ	91876
28۔	راجن پور	86601
29۔	لیہ	58742
30۔	بہاولپور	88130
31۔	بہاونگر	108369
32۔	رحیم یار خان	69720
	میزان	1628436

(د) حکومت پنجاب نے سال 2006-07 میں خریداری کا ابتدائی ہدف 20لاکھ میٹرک ٹن مقرر کیا ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب کی طرف سے دیگر صوبوں/ایجنسیز کو یکم جنوری 2005تا31۔جنوری 2006 درج ذیل گندم فراہم کی گئی ہے:۔

نمبر شمار	نام صوبہ/ایجنسیز	(فراہم کردہ گندم)
1۔	سندھ	31026
2۔	ناردن ایریا	12651
3۔	آزاد جموں کشمیر	5000

گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کوآپریٹو بنک کے ملازمین کے خلاف کیسز کی تفصیل

*8575:رانا سرفراز احمد خان: کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوآپریٹو بنک پنجاب میں گزشتہ پانچ سالوں میں کتنے افسران/اہلکاران کے خلاف کرپشن، اختیارات کے غلط استعمال اور نااہلی کی بناء پر کارروائی کی گئی اور کون کون سی سزائیں دی گئیں؟

(ب) ان افسران/اہلکاران سے سرکاری خزانہ کو پہنچنے والے نقصانات وصول کئے گئے تو کتنی کتنی

مالیت کے یہ نقصانات کون کون سے افراد سے وصول کئے گئے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیرامداد باہمی:

(الف) پنجاب پراونشل کوآپرٹیو بنک لمیٹڈ کوآپرٹیو سوسائٹیز ایکٹ1925 کے تحت صوبہ پنجاب کی دوسری انجمن ہائے کی طرح ایک خود مختار رجسٹرڈ ادارہ ہے، اسے سٹیٹ بنک آف پاکستان نے شیڈولڈ بنک کا درجہ مورخہ 1955-11-07 کو دیا۔ اس کا اپنا بورڈ آف ڈائریکٹرز ہے اوراس کی سپریم اتھارٹی صوبہ پنجاب کی انجمن ہائے امداد باہمی کے منتخب شدہ ڈیلیگیٹس ہیں اوراس بنک کے اپنے Rules & Regulations ہیں، جس کے تحت بنک اپنے ملازمین کو سزا دیتا ہے۔ بنک کے 361 ملازمین کے خلاف بنک رولز کے تحت کارروائی کی گئی جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

تعداد	سزا	نمبر شمار
58	One Annual Increment withheld/ stopped	1
10	Dismissed	2
1	Removed	3
6	Compulsorily Retired	4
11	Reduction to Lower Post	5
190	Warned/ Consigned to Record	6
63	Censured	7
88	Pay reduced to Lower Stage	8
361	Total	

اس کی مزید تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس عرصہ کے دوران کچھ افسران/اہلکاران نے مختلف ہتھکنڈوں سے بنک کو مبلغ -/4509500 روپے کا نقصان پہنچایا اور بنک نے ان کے خلاف بنک قوانین کے مطابق انضباطی کارروائی کر کے اب تک مبلغ -/565459 روپے وصول کر لئے ہیں۔ بقیہ وصولی کے لئے ضروری اقدامات جاری ہیں۔ ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مسٹر عبدالغفور، برانچ مینجر اور مسٹر محمد حسن وٹو، کیشیئر/آفیسر، منڈی احمد آباد برانچ میں امانتداروں کے کھاتوں میں متوازی بنکاری کر کے مبلغ -/4417502 روپے خُورد بُرد کئے ان کے خلاف محکمانہ کارروائی مکمل ہو چکی ہے، جبکہ متاثرین امانتداروں کے کیسز مختلف عدالت ہائے میں زیر سماعت ہیں۔

کوآپریٹو بنک قصور،2004تاحال۔قرضہ اور بھرتی کی تفصیل

*8576:رانا سرفراز احمد خان:کیاوزیرامداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کوآپریٹو بنک ضلع قصور نے مالی سال2004سے آج تک کتنی مالیت کے قرضہ جات کتنی مدات میں تقسیم کئے،ان کی تحصیل وار تفصیلات مہیا کی جائیں،نیزیہ قرضہ جات کون سے مقاصد کے لئے جاری کئے گئے؟

(ب) بنک ہذا میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے افراد کو کون کون سے عہدوں پر تعینات کیا گیا اور بھرتی کیا گیا،ان کے نام،ولدیت، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیرامداد باہمی:

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے ضلع قصور کی دو تحصیلوں پتوکی اور قصور میں مالی سال2004سے تاریخ18-08-06(17-07-04 تا18-08-06)تک مختلف مدات میں مبلغ-/49,89,76,653روپے کے قرضہ جات جاری کئے ہیں۔جن میں سے مبلغ-/20,00,12,740روپے تحصیل قصور میں اور مبلغ-/29,89,63,913 روپے تحصیل چونیاں میں تقسیم کئے ہیں، جاری شدہ قرضہ جات کی مدات / مقاصد کی تحصیل وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ سوسائٹیز ایکٹ1925کے تحت صوبہ پنجاب کی دوسری انجمن ہائے کی طرح ایک خود مختار رجسٹرڈ شدہ ادارہ ہے۔اسے سٹیٹ بنک آف پاکستان نے شیڈولڈ بنک کا درجہ مورخہ 07-11-1955کو دیا۔اس کا اپنا بورڈ آف ڈائریکٹرز ہے اور اس کی سپریم اتھارٹی صوبہ پنجاب کی انجمن ہائے امداد باہمی کے منتخب شدہ ڈیلیگیٹس ہیں۔ بنک ہذا کے تعیناتی کے قوانین ہیں، جس کے تحت بنک ملازمین کو ان کے عہدوں پر تعینات کیا جاتا ہے۔

مزید عرض ہے کہ بنک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے پچھلے آٹھ سال سے ہر قسم کی نئی تقرری پر پابندی عائد کر رکھی ہے،البتہ اس دوران مندرجہ ذیل سٹاف کو بورڈ آف ڈائریکٹرز کی منظوری سے بھرتی کیا گیا۔

1۔ وقار احمد ولد رشید محمد،بطور ڈرائیور،مڈل،ڈومیسائل،راولپنڈی(دوران سروس فوتیدگی ملازمین کوٹا)

2۔ شوکت محمود ولد گلبہار، بطور کلرک، آئی کام، ڈومیسائل مظفر گڑھ

علاوہ ازیں کچھ ملازمین کو (جن کی فہرست تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) بنک کی پالیسی کے مطابق کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا جن کے والدین دوران سروس وفات پا چکے تھے۔

سراجیہ کالونی اور اسٹیٹ انٹرپرائزز ہاؤسنگ سوسائٹیز کے ادغام سے متعلقہ تفصیل

*8699: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اسٹیٹ انٹرپرائزز کوآپرٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی (مرغزار سوسائٹی) نزد اعوان ٹاؤن ملتان روڈ لاہور محکمہ امداد باہمی کے پاس کب رجسٹرڈ ہوئی اور اس کے ممبران کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) محکمہ امداد باہمی کے تحت سراجیہ کالونی ملتان روڈ کب رجسٹر ہوئی اور اس کے ممبران کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سراجیہ کالونی ملتان روڈ لاہور اپنے ممبران سمیت اسٹیٹ انٹرپرائزز کوآپرٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی (مرغزار سوسائٹی) نزد اعوان ٹاؤن ملتان روڈ لاہور میں ضم ہو چکی ہے؟

(د) کیا ایک سوسائٹی کسی دوسری ہاؤسنگ سوسائٹی میں ضم ہو سکتی ہے، تو کس قانون وقاعدہ کے تحت؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) اسٹیٹ انٹرپرائزز آفیسرز کوآپرٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور محکمہ امداد باہمی سے 4۔جولائی 1979 بطابق رجسٹریشن نمبر 941 رجسٹرڈ ہوئی۔ سوسائٹی کے موجودہ ممبران کی تعداد 2410 ہے۔

(ب) محکمہ امداد باہمی کے پاس سراجیہ کالونی نام کی کوئی ہاؤسنگ سوسائٹی رجسٹرڈ نہیں ہے۔

(ج) سراجیہ کالونی چونکہ چند لوگوں کی مشترکہ زمین تھی اور اس کے مختار عام (خالد محمود) کی درخواست پر سراجیہ کالونی کو اسٹیٹ انٹرپرائزز آفیسرز کوآپرٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ ملتان روڈ لاہور میں ایک اقرار نامہ کے تحت شامل کیا گیا تھا، معاہدہ کے مطابق سراجیہ کالونی کے ممبران کی تعداد 40 تھی۔

(د) کوآپرٹیو سوسائٹیز ایکٹ 1925 (ترمیم شدہ) 2006 کی دفعہ 15 کے تحت کوئی بھی دو یا اس سے زائد سوسائٹیز ایک دوسرے میں مدغم ہو سکتی ہیں نیز کوئی سوسائٹی دو یا اس سے زائد سوسائٹیز میں تقسیم

بھی کی جاسکتی ہے مزید برآں دفعہ A-15 کے تحت ایک سوسائٹی کسی کمپنی یا کارپوریٹ باڈی میں ضم ہو سکتی ہے۔

مارچ2005 کے دوران "سستا آٹا" کی خرید سے متعلقہ تفصیلات

*7973: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مارچ2005 میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے پروگرام "سستا آٹا" کی فراہمی کے تحت کن کن فلور ملز سے کتنی مالیت میں آٹا خرید کیا گیا تھا، ان کے نام اور آٹا کی تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ب) کتنی رقم فلور ملز کو آٹا کی فراہمی کے لئے ادا کی گئی، کتنی رقم ابھی ادا کرنا باقی ہے، جن فلور ملز کو ابھی تک ادائیگی نہیں کی گئی، اس کی وجوہات کیا ہیں نیز ان کو کب تک رقم ادا کر دی جائے گی، ان ملوں کے نام اور رقم کی تفصیل بھی دی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ احمد فراز فلور ملز اور الخالق فلور ملز ڈی جی خان کو ابھی تک اس سکیم کے تحت خرید کردہ آٹا کی رقم نہیں دی گئی ہے حکومت کب تک ان ملوں کو رقم کی ادائیگی کرے گی؟

وزیر خوراک:

(الف) مارچ2005 میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے پروگرام "سستا آٹا" کی فراہمی کے لئے جن فلور ملز سے آٹا خریدا گیا ان کی تفصیل ملز وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متعلقہ تمام فلور ملز کو سپلائی آٹا سستا پیکج کی مکمل ادائیگی کر دی گئی ہے، راولپنڈی ڈویژن میں کسی فلور ملز کی سبسڈی کی ادائیگی بقایا نہ ہے۔

گوجرانوالہ ریجن:

سستا آٹا پروگرام کے تحت فلور ملوں کو فراہم کی گئی رقم ضلع وار درج ذیل ہے:۔

گوجرانوالہ	حافظ آباد	سیالکوٹ	نارووال	گجرات	منڈی بہاؤالدین
3090875	533475	1305650	282100	1772500	417250

تمام فلور ملز کو رقم کی ادائیگی کر دی گئی ہے کسی فلور ملز کو ادائیگی باقی نہ ہے۔

لاہور ریجن:۔

جو رقم ملوں کو آٹا کی ادائیگی کے لئے ادا کی گئی ہے اس کی مل وار تفصیل جواب (الف) میں درج

ہے،اس سکیم کی تین فلور ملوں کی ادائیگی بوجہ چیک ڈی سی او آفس سے تصدیق کی وجہ سے زیر التواء ہے جو کہ جلد کر دی جائے گی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	الفیاض (قصور)	62800
2۔	نیو میاں (شیخوپورہ)	15000
3۔	گنج بخش (اوکاڑہ)	700925

سرگودھا ریجن:۔

سکیم 05-2004 کے دوران سستا آٹا پیکج کے تحت ضلع میانوالی کی درج ذیل فلور ملز نے تعدادی 79608 تھیلہ آٹا وزنی 10 کلو گرام فراہم کئے تھے۔

نمبر شمار	نام فلور ملز	تعداد تھیلہ آٹا فراہم کردہ	کل رقم سبسڈی	ادا کردہ رقم
1۔	میانوالی فلور ملز	24462	611550	NIL
2۔	حمزہ فلور ملز	47840	1196000	"
3۔	فائن فلور ملز	3710	92750	"
4۔	عظیم فلور ملز	3596	89900	"

وجوہات: فلور ملز کی طرف سے بروقت بل موصول نہ ہونے کی وجہ سے گرانٹ lapse ہو گئی تھی، ڈی سی او صاحب نے دوبارہ گرانٹ کی فراہمی کے لئے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو تحریر کیا ہوا ہے۔

فیصل آباد ریجن:۔

مارچ 2005 سکیم 05-2004 فیصل آباد میں مبلغ -/4035775 روپے فلور ملوں کو بطور آٹا کی سپلائی کے لئے سبسڈی ادا کی گئی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی کل رقم -/2766598 روپے فراہم کی گئی تھی اور جھنگ میں کل رقم -/5059850 روپے فراہم کی گئی تھی، اب ریجن میں کسی فلور ملز کو رقم کی ادائیگی باقی نہ ہے۔

ملتان ریجن:۔

مارچ 2005 سکیم 05-2004 ملتان ڈویژن میں وزیر اعلیٰ سستا آٹا پروگرام کے تحت کوئی کلیم باقی نہ ہے۔

بہاولپور:۔

ضلع بہاولپور اور ضلع رحیم یار خان میں تمام فلور ملز کو ادائیگی کر دی گئی ہے البتہ ضلع بہاولنگر میں کسی ملز کو سبسڈی کی ادائیگی نہ ہوئی ہے کیونکہ بجٹ گرانٹ lapse ہو گئی تھی، جونہی بجٹ موصول ہو گا ملوں کو ادائیگی ملزوار تفصیل پیرا (الف) میں پہلے ہی دے دی گئی ہے۔

ڈیرہ غازی خان ریجن:

دوران سکیم 05-2004 وزیر اعلیٰ سستا آٹا پروگرام کے تحت مستحقین خاندان کو آٹا مہیا کیا گیا نیز سبسڈی کی جتنی رقم دی اور جتنی دینی ہے کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

احمد فراز فلور ملز سبسڈی کی رقم مالیت مبلغ -/360,000 روپے جو کہ قابل ادائیگی تھی فنڈ کی عدم دستیابی کی بناء پر نہ ہو سکی تھی۔ تاہم ادائیگی ماہ اپریل 2006 میں کر دی گئی ہے۔

البتہ الخالق فلور ملز ڈیرہ غازی خان کی رقم سبسڈی مبلغ 148750 تاحال قابل ادائیگی ہے۔

مزید برآں ضلع راجن پور سے متعلقہ فنڈز دستیاب تھے۔ ڈی سی او راجن پور نے ادائیگی کے لئے چیک خزانہ بھجوایا لیکن DAO نے ادائیگی سے اس بناء پر اعتراض کر دیا کہ مالی سال 05-2004 ختم ہو چکا ہے۔ لہذا مالی سال 06-2005 میں ادائیگی نہ ہو سکتی ہے تاوقتیکہ محکمہ خزانہ سے نئے مالی سال میں سابقہ سبسڈی کی رقم وصول نہ ہو جائے۔ اس بابت ادائیگی کے لئے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو کہا گیا ہے جونہی فنڈز دستیاب ہوئے، متعلقہ ڈی سی او صاحبان اس ادائیگی کا بندوبست کروادیں گے۔

(ج) احمد فراز فلور ملز کی ادائیگی کے ضمن میں وضاحت درج بالا جواب کی جا چکی ہے، مذکورہ فلور ملز کی ادائیگی سبسڈی باقی نہ ہے۔ البتہ الخالق فلور ملز کی رقم مبلغ -/148750 روپے ادا ہونا باقی ہیں جونہی فنانس ڈیپارٹمنٹ سے فنڈز موصول ہوئے جناب ڈی سی او ڈیرہ غازی خان کے ذریعے ادائیگی کر دی جائے گی۔

ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ گوجرانوالہ۔ سال 06-2004 کا بجٹ اور اخراجات

*8287: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ گوجرانوالہ کے ماتحت کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) مذکورہ ڈپٹی ڈائریکٹر کو سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) ان میں سے کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کے تیل اور مرمت وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(ہ) یہ سرکاری گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر خوراک

(الف) ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ گوجرانوالہ کے ماتحت چھ اضلاع گوجرانوالہ، حافظ آباد، سیالکوٹ، نارووال، گجرات اور منڈی بہاؤالدین ہیں۔

(ب) مالی سال2004-05 کے دوران ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ گوجرانوالہ کو مبلغ-/28135000 روپے جاری کئے گئے اور مالی سال2005-06 کے دوران مبلغ-/31531000 روپے جاری کئے گئے۔

(ج)

تنخواہوں کا خرچہ مالی سال2004-05	Rs.18379189/-
ٹی اے، ڈی اے	Rs. 422932/-
تنخواہوں کا خرچہ مالی سال2004-05	Rs. 24330680/-
ٹی اے ڈی اے	Rs.212623/-

(د)

سرکاری تیل کا خرچہ مالی سال2004-05	Rs.439268/-
مرمت کا خرچہ مالی سال2004-05	Rs.90727/-
سرکاری تیل کا خرچہ مالی سال2005-06	Rs.379670/-
مرمت کا خرچہ مالی سال2005-06	Rs. 86246/-

(ہ)

سردار احتشام الحق، DDF، گوجرانوالہ	گریڈ نمبر18
محمد اقبال ڈوگر ADF ، گوجرانوالہ	گریڈ نمبر17
چودھری محمد فاروق DFC گوجرانوالہ	گریڈ نمبر16
روحیل بٹ DFC سیالکوٹ	گریڈ نمبر16
میاں ریاض الدین DFC گجرات	گریڈ نمبر16

(گجرات ضلع میں اس وقت کوئی گاڑی زیر استعمال نہ ہے)

گوجرانوالہ۔سال2006میں گندم کی خرید سے متعلقہ تفصیل

*8357:لالہ شکیل الرحمٰن(ایڈووکیٹ):کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ ضلع میں محکمہ خوراک نے کتنی گندم موجودہ سیزن میں خرید کرنے کا ٹارگٹ افسران کو دیا ہے؟

(ب) اس ضلع کو حکومت کی طرف سے گندم کی خرید کے لئے کتنی رقم دی گئی ہے؟

(ج) اس ضلع کو گندم کی خرید کے لئے کتنا باردانہ فراہم کیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس ضلع کے افسران اس ضلع سے گندم خرید کرنے کی بجائے دیگر اضلاع سے گندم خرید رہے ہیں، جس کی وجہ سے کسانوں کو حکومت کی طرف سے مقرر کردہ گندم کی قیمت موصول نہ ہوئی ہے؟

(ہ) کیا حکومت گوجرانوالہ میں کسانوں سے بھی گندم خرید کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں گندم خرید کرنے کا ٹارگٹ800000بوری مقرر کیا گیا۔ کاشتکاران کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹارگٹ بڑھا کر1022000بوری کر دیا گیا اس کے بعد1157000بوری اور پھر1167000بوری کر دیا گیا جس کے عوض1165957 بوری گندم خرید ہوئی۔

(ب) ضلع کو گندم خرید کرنے کے لئے ٹارگٹ کے مطابق-/832400000روپے دیئے گئے بعد میں ٹارگٹ بڑھنے کی وجہ سے یہ رقم-/1214263500روپے ہو گئی۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ کو کل1413756باردانہ برائے خریداری گندم فراہم کیا گیا۔

(د) یہ درست نہ ہے ضلع بھر میں کل1165957بوری گندم صرف اور صرف مقامی طور پر خرید کی گئی ہے۔اس ضلع کے ہدف کی گندم دوسرے اضلاع سے خرید کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔

(ہ) محکمہ خوراک نے ضلع گوجرانوالہ کے ہدف کے عوض1165957بوری گندم صرف اور صرف ضلع گوجرانوالہ کے کاشتکاران سے ہی خرید کی ہے۔

چیچہ وطنی۔گندم کی خرید کے بند سنٹرز سے متعلقہ تفصیل

*8364:چودھری محمد ارشد: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گندم کی خرید کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے چیچہ وطنی میں جو فلیگ سنٹر قائم کئے گئے تھے وہ بند کر دیئے گئے ہیں اگر جواب ہاں میں ہے تو وہ کس رول کے تحت بند کئے گئے؟

(ب) گندم کی خرید کا عارضی سنٹر119/7DR کب بنا تھا اور کتنی گندم کی بوریاں ہر سال گورنمنٹ اس سنٹر کے تحت کسانوں سے خریدتی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا سنٹر کی طرح ایک سنٹر نور شاہ (ساہیوال) میں بھی قائم تھا، اسے بند کرنے کے بعد دوبارہ کھول دیا گیا یہ کس رول کے تحت کھولا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر مذکورہ بالا سنٹر کو نہ کھولا گیا تو کسانوں کی گندم جو کہ بیچنے کے لئے تیار پڑی ہے وہ خراب ہو جائے گی؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ 119/7DR فلیگ سنٹر (چیچہ وطنی) کو بند کرنے میں محکمہ کے کرپٹ افسران کا ہاتھ ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ تحصیل چیچہ وطنی میں90/12L,150/9L فلیگ سنٹرز کھولے گئے ہیں۔ پالیسی کے تحت ایک خریداری مرکز کا دوسرے خریداری مراکز سے فاصلہ بیس کلو میٹر ہونا چاہئے۔ 119/7DR سنٹر محکمہ خوراک کے کسووال مرکز سے صرف سات یا آٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے لیکن دریائے راوی سے زیادہ دور نہ ہے۔ زیادہ بارش اور سیلاب کی صورت میں گندم کے خراب ہونے کے اندیشے کی بناء پر اس سال نہیں کھولا گیا۔

(ب) گندم کی خرید کا عارضی سنٹر119/7DR پہلی دفعہ 2001-02 میں قائم ہوا تھا۔ ہر سال گورنمنٹ اس سنٹر پر کسانوں سے جو گندم خریدتی رہی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2001-02	6881.300 میٹرک ٹن
2002-03	6725.200 میٹرک ٹن
2003-04	7131.000 میٹرک ٹن

2004-05	8993.100میٹرک ٹن
2005-06	9744.500میٹرک ٹن

(ج) یہ درست ہے کہ سنٹر نور شاہ کو خریداری میں شامل نہ کیا گیا کیونکہ گزشتہ سال پرائیویٹ سیکٹر خریداری کے لئے بڑے پیمانے پر موجود رہا ہے جس بناء پر محکمہ کو خریداری کے لئے بہت کم گندم دستیاب ہوئی لیکن اس سال پرائیویٹ سیکٹر کا خریداری میں شامل نہ ہونے کی بناء پر اور زمینداران /کاشتکاران کے اصرار پر سنٹر کو دوبارہ کھولا گیا نیز اس سنٹر کا فاصلہ ساہیوال سے بیس کلومیٹر سے بھی زائد ہے جو کہ پالیسی کے تحت آتا ہے۔

(د) 119/7DR کے ملحقہ سنٹرز اقبال نگر اور کسووال کا موازنہ برائے خرید گندم سکیم 2005-06 اور 2006-07 درج ذیل ہے۔

سنٹرز	سکیم	ٹارگٹ	خرید گندم	فیصد
119/7-DR	2005-06	12000 M.T	9744.5	81.2%
کسووال	2005-06	18000 MT	8425.6	46.8%
اقبال نگر	2005-06	18000 MT	10324.3	57.35%
119/7-DR	2006-07	---		---
کسووال	2006-07	11000 M.T	11310	102%
اقبال نگر	2006-07	10500 M. T	10500	100%

علاقے کے تمام گندم مراکز خرید گندم، اقبال نگر اور کسووال پر خرید ہو چکی ہے اور علاقے کے لوگوں کو سرکاری نرخ کے مطابق ادائیگی ہو چکی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے کہ یہ سنٹر گورنمنٹ کے بہترین مفاد میں بند کیا گیا ہے جو کہ کسووال سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اس سنٹر کو کھولنے پر محکمہ کو مزید انتظامی اخراجات ذخیرہ کاری برداشت کرنے پڑنے تھے۔ دوئم یہ کہ سیلاب کی صورت میں گندم کو نقصان سے بچانے کے لئے بند کیا گیا۔

جہلم، راولپنڈی، چکوال۔ سال 2006 میں گندم کی خریداری سے متعلقہ تفصیلات

*8405: **شیخ تنویر احمد**: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی، جہلم اور چکوال میں حکومت نے کتنی گندم موجودہ سیزن میں خرید کرنے کا افسران کو ٹارگٹ دیا تھا؟

(ب) ان اضلاع میں گندم کی خرید کے لئے کتنی رقم اور باردانہ حکومت کی طرف سے فراہم کیا گیا؟

(ج) ان اضلاع میں محکمہ خوراک کے انچارج افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں؟

(د) ان اضلاع میں گندم کی خرید کے کس کس جگہ سنٹرز قائم کئے گئے تھے؟

(ہ) ان اضلاع میں کس کس جگہ گندم سٹور کرنے کے گودام ہیں اور ہر گودام میں کتنی گندم سٹور کرنے کی گنجائش ہے؟

وزیر خوراک:

نمبر شمار	نام ضلع	ٹارگٹ (میٹرک ٹن)
1۔	راولپنڈی	2000.000
2۔	جہلم	1000.000
3۔	چکوال	1000.000
	میزان	4000.000

(ب)

نمبر شمار	نام ضلع	مختص کردہ رقم	باردانہ (پی پی تھیلا)
1۔	راولپنڈی	20810000	40000
2۔	جہلم	10405000	20000
3۔	چکوال	10405000	20000
	میزان	41620000	80000

(ج)

نمبر شمار	نام ضلع	انچارج (ضلع)	انچارج افسر (سنٹر)	نام سنٹر	عہدہ	گریڈ
1۔	راولپنڈی	چودھری محمد آصف	۔	۔	ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر	16
2۔			نادر خان نیازی	اسلام آباد II	سٹورتج آفیسر	16
3۔			چودھری فاروق احمد	گوجر خان	فوڈ گرین انسپکٹر	7
4۔			شہزادہ خان	ٹیکسلا	اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر	11
5۔	جہلم	محمد بابر خان	---	---	ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر	16
6۔			چودھری ظفر اللہ	جہلم	اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر	11

7۔			محمد امین	سوہاوہ	فوڈ گرین انسپکٹر	7
8۔			محمد اسلم	کھیوڑہ	ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر	7
9۔	چکوال	محمد بابر خان	---	--	فوڈ گرین انسپکٹر	16
10۔			ملک امیر	چکوال	اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر	11
11۔			ظفر اقبال	تلہ گنگ	فوڈ گرین انسپکٹر	7

(د)

نمبر شمار	نام ضلع	نام سنٹر
1۔	راولپنڈی	اسلام آباد II
2۔		گوجر خان
3۔		ٹیکسلا
4۔	جہلم	جہلم
5۔		دارا پور (فلیگ سنٹر)
6۔		چک شادی (فلیگ سنٹر)
7۔		سوہاوہ
8۔	چکوال	چکوال
9۔	چکوال	تلہ گنگ

(ہ)

نمبر شمار	نام ضلع	نام سنٹر	کل گنجائش (میٹرک ٹن)
1۔	راولپنڈی	اسلام آباد۔I	39425
2۔		اسلام آباد۔II	58378
3۔		اسلام آباد۔III	60769
4۔		بتر، راولپنڈی	47615
5۔		گوجر خان	12000
6۔		واہ کینٹ	8647
7۔		ٹیکسلا	3500
8۔		سہالہ	6668
9۔		کہوٹہ	3400
		میزان	250402
10۔	جہلم	جہلم/دینہ	19700
11۔		سوہاوہ	7877.800

تحصیل بورے والا۔ گندم کے گوداموں، گنجائش اور خرید کردہ گندم کی تفصیل

*8458: ڈاکٹر نذیر احمد مٹھوڈوگر: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ خوراک کے بورے والا تحصیل میں کہاں کہاں گندم سٹور کرنے کے گودام ہیں اور ان میں گندم سٹور کرنے کی گنجائش کتنی کتنی ہے؟

(ب) اپریل / مئی 2006 کے دوران کتنی گندم اس تحصیل میں خرید کی گئی؟

(ج) گندم کی خرید کے لئے کہاں کہاں سنٹرز قائم کئے گئے تھے؟

(د) اس تحصیل میں کس تاریخ سے گندم کی خرید شروع کی گئی؟

(ہ) اس تحصیل میں گندم کی خرید کے لئے کتنی رقم اور باردانہ حکومت نے فراہم کیا تھا؟

وزیر خوراک

(الف) محکمہ خوراک کے بورے والا تحصیل میں گندم سٹور کرنے کے گودام / گنجائش درج ذیل ہیں۔

	گودام	گنجائش	بنز	گنجائش
1۔بورے والا	12	6000 M. Tones	140	5000
2۔گگو	04	2000 M. Tones	84	3000

(ب) اپریل / مئی 2006 کے دوران محکمہ خوراک نے اس تحصیل میں گندم خرید نہ کی ہے کیونکہ یہ تحصیل پاسکو کو برائے خرید گندم مختص کی گئی تھی۔

(ج) اس تحصیل میں گندم خرید کے لئے محکمہ خوراک نے سنٹرز قائم نہ کئے ہیں۔

(د) اس تحصیل میں امسال محکمہ خوراک نے گندم خرید نہ کی ہے۔

(ہ) حکومت نے محکمہ کی اس تحصیل کے لئے رقم فراہم نہیں کی کیونکہ یہ پاسکو ایریا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! وزراء حضرات کی ٹریننگ کروائی جائے۔ جب آپ نے خود فرمایا کہ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے تو رانجھا صاحب نے ان کو متوجہ کیا کہ سپیکر صاحب آپ کو کہہ رہے ہیں کہ بقیہ سوالات

کے جوابات لیکن حیرت یہ ہے کہ انہوں نے پھر بھی کھڑے ہو کر چیئر کو مخاطب نہیں کیا بلکہ انہوں نے لاء منسٹر صاحب کی طرف دیکھا ہے یا چودھری ظہیر صاحب کی طرف دیکھا ہے۔

جناب سپیکر: وہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ان وزراء کی ٹریننگ کروائیں۔ یہ سب کچھ راجہ بشارت صاحب کو ہی سمجھ رہے ہیں۔ آج تو مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ بقیہ سوالات کے جواب چیئر کو کہنے کی بجائے راجہ صاحب کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب ہم تحاریک استحقاق ٹیک اپ کرتے ہیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ زاہدہ سرفراز صاحبہ!

محترمہ زاہدہ سرفراز: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ وزیراعظم جناب شوکت عزیز صاحب نے پارلیمنٹ کے چار سال پورے ہونے پر پارلیمنٹ کے عملے کو ایک تنخواہ بطور اعزازیہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ ہماری پنجاب اسمبلی کے بھی چار سال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پورے ہو چکے ہیں اور چار سال پورے کرنے میں پنجاب اسمبلی کے عملے کی بھی محنت اور مشقت بلاشبہ شامل ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے عملے کو ایک ماہ کی تنخواہ بطور اعزازیہ دینے کا اعلان کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تحریک استحقاق نمبر11 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب! تحریک پڑھیں۔

وکلاء کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے پر لاہور پولیس کا معزز ممبران سے ناروا سلوک

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 13۔مارچ2007 کو صبح جب سپیکر صاحب نے پنجاب اسمبلی کے اس دن کے اجلاس کے اختتام کا اعلان

کیا تو ہم معزز ممبران اسمبلی دو دو ہو کر ہائی کورٹ لاہور وکلاء کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے پنجاب اسمبلی سے روانہ ہوئے تو موقع پر موجود پولیس کی کثیر تعداد نے چاروں طرف سے ہمیں گھیر لیا اور شدید دھکم پیل شروع کر دی اور کئی ممبران اسمبلی کو دھکے دیئے۔ ایک خاتون رکن محترمہ طلعت یعقوب کو پولیس نے کھینچاتانی کی جس سے اس کی جوتیاں اتر گئیں اور وہ بمشکل زمین پر گرنے سے بچیں۔ ہم سب تو آئین کے مطابق پر امن احتجاج کر رہے تھے۔ اس دیدہ دلیرانہ زیادتیوں سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا وقار مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کو کل کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس کا چونکہ جواب ابھی نہیں آیا تو یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 12 چودھری تسنیم ناصر صاحب کی طرف سے ہے۔

ایس ایچ او تھانہ صدر جہلم اور ایس ایس پی جہلم کی جانب سے معزز رکن اسمبلی کے خلاف جھوٹے مقدمہ کا اندراج

چودھری تسنیم ناصر: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 16۔نومبر 2006 کو چوکی کالا گجراں، تھانہ صدر جہلم میں ضلعی انتظامیہ کے ایماء پر ایس ایس پی جہلم اور ایس ایچ او چوکی کالا گجراں چودھری اختر نے میرے خلاف ایف آئی آر زیر دفعہ 390 درج کی۔ میرے خلاف ایک غریب گھرانے کی دو بچیوں کو ڈرا دھمکا کر دفعہ 164 کے جھوٹے بیانات کروائے گئے۔ اس طرح میرے خلاف چوکی انچارج سب انسپکٹر، ناظم شاہ، علی اکبر شاہ، ایس ایچ او چودھری اختر اور ایس ایس پی ضلع جہلم نے جھوٹا کیس تیار کیا اور مقدمات درج کئے گئے۔ بعد ازاں کیس کی انکوائری ایس ایس پی کرائم برانچ راولپنڈی نے کی۔ جس میں، میں بے گناہ پایا گیا اور کیس کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے مجھے باعزت بری کر دیا۔ گزارش ہے کہ ایک جھوٹے، بے بنیاد اور من گھڑت کیس میں ملوث کر کے مجھے پریشان کیا گیا اور میری سیاسی حیثیت کو

نقصان پہنچایا گیا۔ جس سے بحیثیت رکن اسمبلی میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک بات میں واضح کر دوں کہ ایس ایس پی ضلع جہلم نے آٹھ دن کے اندر پی او 4 ڈکلیئر کیا اور مجھے encounter کرانے کی کوشش کی گئی اور اس مقدمے کی پیروی میں نے خود کی اور جس ایس ایس پی نے مجھے انکوائری میں بری کیا میں اس کو داد دیتا ہوں اور جس نے اس بے گناہ اور شریف شہریوں کو پریشان کیا میری آپ سے التماس ہے کہ آپ میرا یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کریں۔

وزیر قانون و پالیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا لہذا اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس کو دو دن کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محمد وقاص صاحب کی ہے۔ جی، وقاص صاحب!

ڈی او کالجز راولپنڈی اور پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین واہ کینٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین واہ کینٹ کے ایک انتہائی اہم معاملہ میں کی جانے والی بے قاعدگیوں پر بات کرنے کے لئے میں ڈی او کالجز راولپنڈی سعد اللہ سے ان کے دفتر میں جا کر ملا۔ انہوں نے میرے تمام خدشات واعتراضات کو درست تسلیم کیا لیکن اصلاح احوال سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں تحصیل ناظم ٹیکسلا کے حکم کا پابند ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ میں یہ معاملہ پنجاب اسمبلی میں اٹھاؤں گا اور چونکہ آپ براہ راست ذمہ دار ہیں لہذا آپ کو ہی جواب دینا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس کی مجھے فکر نہیں۔ میری پشت پر تحصیل ناظم ہے۔ آپ میرا کیا بگاڑ لیں گے۔ ان سے مایوس ہو کر مورخہ یکم مارچ 2007 کو میں نے متعلقہ کالج کی پرنسپل رفعت مظہر سے فون پر بات کرنا چاہی۔ جب میں نے ان سے معاملہ پر بات کرنی چاہی تو انہوں نے کہا کہ آپ کس capacity میں مجھ سے بات کر رہے ہیں، کیا آپ میرے کالج کے گورنر لگے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں پنجاب اسمبلی کا ممبر ہوں اور چند بے قاعدگیوں پر آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے تو تحصیل ناظم کے احکامات کو دیکھنا ہے، میں بہت مصروف ہوں اور میرے پاس آپ سے بات کرنے کا وقت نہیں ہے۔اس طرح انہوں نے ایک اہم عوامی مسئلہ پر میرے ساتھ بات اور عوامی مسئلہ حل نہ کر کے میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔درج بالا دونوں افسران میرے استحقاق کو مجروح کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں اس میں اضافہ یہ کرنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ ڈگری کالج واہ کینٹ گزشتہ دو سال سے قائم ہوا ہے۔جس دن وہ قائم ہوا تھا اس میں درجہ چہارم کی نو اسامیوں پر لوگوں کو رکھا گیا اور اس وعدے پر رکھا گیا کہ جب اسامیاں نکلیں گی اور باقاعدہ ان اسامیوں کا اعلان ہو گا تو ان کو مستقل کر دیا جائے گا۔دو سال سے ان کو کوئی تنخواہ نہیں دی گئی اور ان بے چاروں سے کام لیا جاتا رہا اور جب اسامیاں نکلیں تو وہاں کے تحصیل ناظم ٹیکسلا نے اپنے بندے رکھوا کر ان 9 بندوں کو بے روزگار کر دیا۔یہ صریحاً زیادتی تھی حالانکہ میرٹ لسٹ جو بنی تھی اس پر ان کالج میں کام کرنے والے بندوں کا نام سر فہرست تھا اور جو لوگ غیر حاضر تھے یہاں تک کہ انٹرویو میں بھی نہیں آئے تھے ان کو بھرتی کر لیا گیا۔اس معاملے میں جب میں ڈی او کالجز سے ملا تو اس نے صاف تسلیم کیا کہ آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں لیکن میں نے تو تحصیل ناظم کے احکامات کو ماننا ہے۔میں نے ان سے بات بھی کی کہ اب تو کالجز واپس پنجاب گورنمنٹ کے پاس چلے گئے ہیں، آپ وزیر تعلیم کے ماتحت ہیں اور میں یہ معاملہ پنجاب اسمبلی میں اٹھاؤں گا۔اسی طرح میں نے کالج کی پرنسپل سے بھی بات کی لیکن انہوں نے میری کسی بات کو اہمیت نہیں دی بلکہ الٹا میرے ساتھ تلخ اور ترش رویہ اختیار کیا اور صاف اور واضح طور پر کہا کہ ہم نے یہ بے قاعدگی کی ہے۔یعنی کہ دیدہ دلیری دیکھیں کہ ہاں ہم نے یہ بے قاعدگی کی ہے۔ہم نے آؤٹ آف میرٹ 9 لوگوں کو رکھا ہے اور جن کا حق تھا ان کو ہم نے نکالا ہے لیکن اس issue کے پیچھے چونکہ تحصیل ناظم ہیں اس لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔میں گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ کو استحقاقات کمیٹی میں پیش کریں تاکہ ان لوگوں کو بلایا جائے اور ان نو خاندانوں کو جو انہوں نے بے روزگار کیا ہے اس پر ان سے باز پرس ہو۔

جناب سپیکر:شکریہ۔جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم:جناب سپیکر!معزز ممبر نے جو تحریک استحقاق یہاں پر پیش کی ہے اس میں انہوں نے دو باتیں رکھی ہیں۔ایک تو انہوں نے ریکروٹمنٹ کے حوالے سے یہ کہا کہ وہاں پر من پسندی کی گئی ہے

اورfavoritism سے کام لیا گیا ہے۔ان کی تحریک استحقاق کے حوالے سے میں نے تحقیق کی اور میں نے ڈی او کالجز کو بھی بلایا اور پرنسپل رفعت صاحبہ سے بھی میری بات ہوئی۔ وہاں پر جتنی بھی ریکروٹمنٹ ہوئی ہے وہ کلی طور پر میرٹ پر ہوئی ہے اور جو حکومت نےcriteria بنا کر بھیجا تھا اس کوfollow کیا گیا۔ میں معزز ممبر کی تسلی کے لئے جواب پڑھ دیتا ہوں شاید اس سے بات کلیئر ہو جائے۔

جناب سپیکر!ڈی او کالجز کی رپورٹ کے مطابق "یہ درست ہے کہ معزز رکن اسمبلی مورخہ 16/1/2007 کو ان کے دفتر تشریف لائے اور گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین واہ کینٹ میں درجہ چہارم کی اسامیوں پر ہونے والی تقرریوں کے بارے میں استفسار کیا اور فرمایا کہ آپ نے درجہ چہارم کے ملازمین جو اس کالج میں عارضی طور پر کام کر رہے تھے کو سلیکٹ نہ کر کے ظلم کیا ہے اور ان کو بے روزگار کر دیا۔ میں نے کہا کہ تقرریوں کا یہ پراسس میرے چارج سنبھالنے سے پہلے مکمل ہو چکا تھا۔انہوں نے معزز ممبر کے خدشات واعتراضات کو درست تسلیم نہیں کیا۔ یہ بات درست نہ ہے کہ میں نے ان کی خدمت میں کوئی دھمکی آمیز بات کی نیز یہ بھی درست نہ ہے کہ میں نے یہ کہا کہ تحصیل ناظم ان کی پشت پر ہیں۔البتہ معزز رکن اسمبلی نے یہ ضرور کہا کہ وہ اس معاملہ کو اسمبلی اور کورٹ میں لے کر جائیں گے نیز انہوں نے اسی روز اس سلسلے میں پریس کانفرنس بھی کی جس میں ڈی او کنسالیڈیشن اور تحصیل ناظم ٹیکسلا کی ملی بھگت سے انہیں میرٹ کی دھجیاں بکھیرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

جناب سپیکر!اس کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے جو معزز ممبر نے پریس کانفرنس کی۔ پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین واہ کینٹ کی رپورٹ کے مطابق یہ درست ہے کہ معزز رکن اسمبلی نے مورخہ یکم مارچ2007 کو انہیں کالج میں فون کیا۔ معزز رکن اسمبلی نے ان سے استفسار کیا کہ آپ نے تحصیل ناظم ٹیکسلا کو8-مارچ کو کالج میں تقسیم انعامات کی تقریب کے فنکشن میں کیوں مدعو کیا۔ میں نے نہایت احترام سے کہا کہ وہ تحصیل ناظم ہیں اور کالج کی ترقی میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ نیز انہیں پہلے ہیinvite کیا جا چکا ہے۔ انہوں نے ناراضگی کے لہجے میں یہ کہا آپ چاہتے ہوں گے کہ کالج میں سلیکٹ نہ ہونے والے درجہ چہارم کے ملازمین ان کے پاؤں پکڑیں اور معافیاں مانگیں۔ میں نے ان کی تمام باتیں غور سے سنیں اور بڑے احترام کے ساتھ کہا کہ ہم میرٹ کی خلاف ورزی کیوں کریں گے۔ یہ درست نہ ہے کہ میں نے ان کی شان میں کسی قسم کی کوئی گستاخی کی۔ یہ بات حقیقت ہے کہ میں نے یہ ساری گفتگو ٹینڈر کھولنے کی میٹنگ کے دوران وقفہ کر کے سنیں البتہ ان سے معذرت کے ساتھ یہ ضرور کہا کہ اس وقت میٹنگ لے رہی تھی۔ ڈی او کنسالیڈیشن اور

پرنسپل کالج حضرات کی رپورٹ کے مطابق یہ درست نہ ہے کہ انہوں نے معزز ایم پی اے مذکورہ کااستحقاق مجروح کیاہے۔اس تحریک کومسترد کیاجائے۔

جناب سپیکر!میں نے خود پرنسپل واہ کینٹ کالج سے بات کی اور میں نے پوچھاکہ آیامعزز ممبر آپ کے دفتر میں آئے توانہوں نے کہاکہ دفتر میں نہیں آئے بلکہ ٹیلی فون پر ساری گفتگو ہوئی۔انہوں نے یہاں پر دواعتراضات اٹھائے ہیں کہ ڈی او کالجز کے ساتھ ان کی تلخ کلامی ہوئی اور پرنسپل کالجز کے ساتھ ان کی تلخ کلامی ہوئی۔اس بارے میں دونوں نے یہ فرمایاکہ جتنی بھی ریکروٹمنٹ ہوئی ہے وہ میرٹ پر ہوئی ہے۔پہلے جو عارضی طور پر نو بندے لگے تھے شایدوہ معزز ممبر کے بندے تھے لیکن جب ریکروٹمنٹ ہوئی اورcriteria کوfollow کیا گیا تو وہ لوگ criteria کوmeet نہیں کرتے تھے لہذاfresh ریکروٹمنٹ ہو گئی۔ نئی ریکروٹمنٹ جوکہ میرٹ پر ہوئی اس پر انہوں نے اعتراض اٹھایاان سے انہوں نے بات چیت کی اور ان کاآپس میں تکرار ہوگیا۔

جناب سپیکر!وقاص صاحب نے پریس کانفرنس کی اور پورے میڈیا کو بلایااور انہوں نے ڈی او کے خلاف ، پرنسپل کے خلاف باتیں کیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہو یا پرنسپل نے خدانخواستہ ان کی ڈائریکٹinsult کی ہو۔ان کو مسئلہ صرف ریکروٹمنٹ کے حوالے سے ہے کہ ریکروٹمنٹ میرٹ پر نہیں ہوئی۔اس کی ساری رپورٹ میں نے یہاں پر منگوالی ہے اور جونہی وہ رپورٹ آئے گی تو میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گااور معزز ممبر کو میں یقین دلاتا ہوں کہ جتنی بھی ریکروٹمنٹ ہوئی ہے وہ میرٹ پر ہوئی ہے اورcriteria follow ہواہے پھر بھی اگر اس ساریactivity میں تلخ کلامی ہوئی ہے تو میں انہیں اس بارے میں بلاکر ضرور تسلی کرادوں گا لیکن جہاں تک استحقاق مجروح ہونے کا تعلق ہے تو میرے نزدیک اور قانون کے مطابق ان کااستحقاق مجروح نہیں ہوالہذااس تحریک کو مسترد کیاجائے۔

جناب ارشد محمود بگو:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو:شکریہ۔جناب سپیکر!میاں عمران مسعود صاحب ہمارے بڑے معزز بھائی ہیں لیکن یہ جب بھی ہاؤس میں تشریف لاتے ہیں تو کبھی بھی انہوں نے اس ہاؤس کے فاضل ممبران کیfavour میں یاان کے حق میں کبھی کوئی ایساprivilege آجائے، یہ واحد منسٹر ہیں جو اس کے خلاف بولتے ہیں اور یہ انہیں اعزاز

حاصل ہے۔ان کی جتنی بھیprivileges آئیں چیک کر لیں۔ان کو آپ کبھی بھی اسمبلی میں نہیں دیکھیں گے یہ آپ کو گرلز کالج میں یا گرلز سکولوں میں نظر آئیں گے اور ان کے چیف گیسٹ بنیں گے۔ یہ جائیں ہم بڑا خوش ہوتے ہیں ماشاء اللہ یہ سمارٹ اور خوبصورت ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ انہوں نے دو باتیں خود تسلیم کی ہیں اور کہا ہے کہ میں نے پوچھا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ جی یہ ہوا ہے۔ میں نے دیکھا ہے اور اگر یہ ہوا تو، اگر وہ ہوا تو، اگر مگر انہوں نے تو تین دفعہ اگر مگر بولا ہے تو یہ فاضل ممبر پروفیسر وقاص صاحب بڑے ہمارے منجھے ہوئے شریف پارلیمنٹیرین ہیں اپنے حلقے اور اس ہاؤس میں بھی اور اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے فاضل ممبران بھی اس بات کی گواہی دیں گے لہذا میری درخواست یہ ہے کہ اس کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کریں۔ یہ تو اسیD.E.O کا اور اسی پرنسپل کا انہوں نے جواب پڑھا ہے اور انہوں نے تو تحقیق کی ہی نہیں ہے تو یہ کمیٹی کو جائے۔

جناب سپیکر: میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ متعلقہ پرنسپل کو بھی بلوا لیں اور معزز رکن کو مطمئن کریں۔ کافی تفصیل کے ساتھ اور تسلی بخش جواب منسٹر صاحب کی طرف سے آگیا ہے لہذا میں اسmotion کوout of order قرار دیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اگر آپ اس تحریک استحقاق کوin order قرار نہیں دیتے تو پھر یہ رحم بھی ہم نہیں چاہتے۔

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! بگو صاحب نے جو "خواجہ دا گواہ ڈڈو" والی بات کی ہے تو وہ میرے بڑے اچھے دوست اور بھائی بھی ہیں لیکن خوامخواہ اٹھ کر ایک ایسی بات کر دینا جس کا کوئی اسprivilege سےrelevant نہیں ہے تو مجھے ان کی بات پر کوئی زیادہ خوشی نہیں ہوئی۔ کوئی بات نہیں اگر یہ سپورٹ میں اٹھے ہیں لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تکprivileges کا معاملہ ہے، اللہ کی مہربانی ہے کہ ایجوکیشن سیکٹر میں اِکا دُکاprivilege motions آئی ہیں اور جہاں تک ممبرز کیprivileges کا معاملہ ہے تو میں نے ہدایات دے رکھی ہیں کہ کوئی بھی ممبر چاہے اپوزیشن یا ٹریژری بنچوں کا ہو، یہ ہمارے تمام آفیسرز پر یہ بالکل پابندی ہے کہ ان کی عزت اور تکریم میں کوئی کمی نہ لائی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلی تحریک استحقاق عبدالرشید بھٹی صاحب کی ہے۔ جی، بھٹی صاحب!

جمخانہ مال روڈ لاہور کی انتظامیہ کا معزز رکن اسمبلی کو کلب کے اندر جانے سے رُوکنا

جناب عبدالرشید بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 22-مارچ 2007 بوقت 8:30 بجے میں ایک دوست کے کھانے کی دعوت پر لاہور مال روڈ پر واقع جمخانہ کلب میں گیا۔ جب میں گیٹ کے اندر داخل ہوا تو دربان نے مجھے روک لیا کہ آپ اس طرح اندر نہیں جا سکتے میں نے دربان سے کہا کہ بھائی میں نے کیا بگاڑا ہے تو دربان نے کہا کہ آپ نے چادر اوڑھ رکھی ہے اس لئے آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ میں بہت پریشان ہوا کہ میں کہیں انگلینڈ میں یا کسی اور ملک میں تو نہیں آ گیا۔ میں نے دربان سے پوچھا کہ اور کون کون سے لباس والے بندے کو اندر جانے کی اجازت نہ ہے۔ اس نے فرمایا کہ چادر اور کرتہ پہننے والا بھی اندر نہیں جا سکتا۔ میں نے کہا کہ میں پنجاب اسمبلی کا ممبر ہوں اور دو لاکھ سے زیادہ پنجابی ووٹروں کا نمائندہ ہوں جن کا لباس چادر کرتہ ہے۔ آپ نے مجھے روک کر میرا استحقاق مجروح کیا ہے جس پر کلب کی انتظامیہ نے کہا کہ ہمارے ہاں ایم پی اے کی کوئی حیثیت نہیں۔ خیر چونکہ میرے دوست نے مجھے چادر اتارنے پر مجبور کر دیا میں نے چادر تو اتار دی مگر مجھے ایسے لگا جیسے میری چادر نہیں اتری بلکہ میری ہر شے چھین لی گئی ہے۔ مجھے لاہور جمخانہ کلب بہت بری لگی۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! پنجاب کی دھرتی کے اس شہر جسے پنجاب کا دل کہا جاتا ہے۔ اس کے نام پر کلب ہو۔ تمام ممبرز پنجابی ہوں اور چیئرمین دانشور چیف سیکرٹری ہو اور وہاں ہمارے پنجاب کے لباس کی توہین کی جاتی ہو اس سے بڑھ کر کسی قوم کی اور کیا تذلیل ہو سکتی ہے۔ اس تعصبانہ رویہ کی وجہ سے میرا ہی نہیں بلکہ پورے پنجاب کے 8 کروڑ وسنیکوں کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور سالہا سال سے ہو رہا ہے۔ آئین پاکستان کے Chapter-II اور بالخصوص آرٹیکل 25-14 اور 28 کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ لاہور جم خانہ کلب کی انتظامیہ نے میرا اور پورے صوبہ پنجاب کے کروڑوں عوام کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ (نعرہ ہائے

تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ابھی اس کا جواب نہیں آیا اس لئے اسے کل تک کے لئے pending فرمالیں میں کل اس کا ضرور جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: ابھی اس کا جواب نہیں آیا اس لئے یہ motion کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب سپیکر! میری اک گل سن لیناں۔ ایندے وچ کوئی ایسا ٹیکنیکل مسئلہ تے ہے نئیں جیندے جواب آن دی لوڑاے۔ اک ایناں دارول اے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! کل تک کے لئے میں نے pending کر دی ہے تو اس کا جواب آ جائے گا اور اس پر بات کر لیں گے۔ اگلی تحریک استحقاق رائے فاروق عمر خان کھرل صاحب کی ہے۔ جی، کھرل صاحب!

رائے فاروق عمر خان کھرل: جناب سپیکر! یہ پچھلے اجلاس میں پیش ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری اقبال صاحب!

ڈی او (آر) اوکاڑہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

(---جاری)

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ پڑھی گئی تھی اور میں نے فاضل دوست سے کہا تھا کہ اگر وہ agree ہیں اس کو پیش کرنے کے لئے تو میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: رائے صاحب کی motion کو in order قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کرتا ہوں۔

رائے فاروق عمر خان کھرل: شکریہ۔ جناب سپیکر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میں ایم ایم اے والوں سے اظہار ہمدردی کے

لئے بات کر رہی ہوں کہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کہا ہے کہ ان سے دور رہیں۔یہ بتایا جائے کہ کیا بے نظیر کوئی ڈاکٹر ہے یا ڈائگناسٹک ٹول ہے کہ دور سے ہی انہوں نے اندازہ کر لیا کہ ان کو کوئی خطرناک بیماری ہے۔ویسے تو یہاں بگو صاحب بڑے چیخ چیخ کر بولتے ہیں۔کوئی تو اپنی عزت نفس بچائیں اور محترمہ بے نظیر کے خلاف تحریک استحقاق پیش کریں۔ہمیں تو بہت زیادہ دکھ ہوا ہے کیونکہ آخر ہمارے معزز ممبر ہیں۔ان کی کوئی بے عزتی یا ان کو taunting کرے ویسے تو یہ جڑ کر بیٹھتے ہیں لیکن ان کی میڈم نے کہا ہے کہ جی علیحدہ علیحدہ رہیں تو یہ ہماری طرف سے بھی اظہار ہمدردی نوٹ کر لیجئے گا۔دوسرے یہ ایجوکیشن منسٹر سے کام کرواتے ہیں۔اس وقت جا جا کر کہتے ہیں کہ آپ جیسا کوئی منسٹر ہی نہیں ہے تو یہ اپنی زبان ایک رکھا کریں۔ایم ایم اے کا مطلب ہے کہ قول وفعل میں کوئی تضاد نہیں ہے۔یہ جب کام کروانے جاتے ہیں تو سر جھکا دیتے ہیں غلاموں کی طرح اور جب یہاں آتے ہیں تو پھنئیر سانپ بن جاتے ہیں۔انہیں کہیں کہ اژدھا سانپ نہ بنا کریں اور انسانوں کو مانا کریں۔

جناب سپیکر: بی بی! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ زاہدہ سرفراز: شکریہ۔جناب سپیکر! میری بہن نے جب اپنے دکھ کا اظہار کیا تو مجھے بھی اپنا دکھ یاد آ گیا ہے۔جن دنوں قاضی حسین احمد اسلام آباد میں سڑکوں پر رُل رہا تھا نا، میں نے ٹی وی میں دیکھا ایک جگہ وہ سڑک پر لیٹا ہوا ہے دوسری جگہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ ایک پولیس افسر کی داڑھی کو ہاتھ لگا رہا ہے یقین کریں مجھے بہت دکھ ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: بی بی! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا آپ تشریف رکھیں۔شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: [*****] وہ اس کے باپ کے برابر ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔چودھری جاوید احمد صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر! میں ایک اہم معاملہ کی طرف اس ہاؤس کے توسط

سے اپنی حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میرے یہ تمام بھائی ہم سب elect ہو کر آئے ہیں جن کے representatives ہیں ان کا ایک مسئلہ ہے کہ آج کل چھوٹے اضلاع میں ٹی ایم ایز ایک کمرشلائزیشن پر ٹیکس وصول کر رہی ہے چھوٹے کاروبار کرنے والوں اور چھوٹی انڈسٹری لگانے والوں سے وہ انتہائی زیادہ ratio سے ٹیکس لگا رہے ہیں۔ میں اپنی حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ اس معاملے کا نوٹس لیں اور اس کی وضاحت کریں کہ جو لاہور کا ریٹ ہے وہ چھوٹے اضلاع میں apply نہ ہو جس طرح کہ ہمارا پسماندہ ضلع پاکپتن ہے وہاں پر بھی بہت زیادہ ریٹ ہے اس طرح سے کاروبار بند ہو جائیں گے اور ہماری حکومت کا وہ ایجنڈا جو بے روزگاری ختم کرنے کا ہے۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، اب ہم Adjournment Motions take up کرتے ہیں۔ یہ تحریک شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، شیخ صاحب!

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: راجہ صاحب! چلنے دیں۔ جی، فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تمام معزز ممبران سے گزارش کروں گا جس طرح محترمہ نے نواز شریف صاحب اور بے نظیر بھٹو صاحبہ۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تو میں نے الفاظ ہی کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔۔۔

راجہ ریاض احمد: میری عرض سن لیں، میری عرض تو سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر مزید بات نہیں ہو سکے گی، تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

لوہاری گیٹ لاہور کی میڈیکل مارکیٹ میں سرکاری ہسپتال سے چوری ہونے والی ادویات کی برآمدگی

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتاہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کوزیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ یہ امر اس معزز ایوان کی فوری توجہ کا طالب ہے کہ لاہور کی لوہاری گیٹ میڈیکل مارکیٹ میں ایک بار پھر سرکاری ہسپتالوں سے چوری شدہ ادویات کی بڑی مقدار پکڑی گئی ہے۔یہ ایک تکلیف دہ حقیقت ہے کہ یہ مکروہ کاروبار عرصہ دراز سے صوبائی دارالحکومت سے شب وروز جاری ہے۔ایک طرف حکومت اربوں روپے خرچ کرکے عوام کو صحت کی سہولت بہم پہنچانا چاہتی ہے لیکن دوسری طرف ہسپتالوں کا عملہ جس میں اوپر سے نیچے تک سب ملوث ہیں۔انتہائی ڈھٹائی اور دیدہ دلیری سے اس مکروہ دھندے کو جاری رکھے ہوئے ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ اگر ظاہری پکڑ دھکڑ کبھی ہوئی بھی ہے توچند دنوں میں نادیدہ ہاتھوں نے اپنا جادوائی کمال دکھاکر مسئلے کو نمٹادیا۔ایک اعلیٰ عہدہ دار نےHealth Expo 2006کاافتتاح کرتے ہوئے انتہائی جامع الفاظ میں دوائیوں کی ناقابل برداشت قیمت کے بارے میں نیشنل اور ملٹی نیشنل کمپنیوں سے بہت کچھ کہا ہے لیکن ان کمپنیوں کے کرتادھرتا بے حس ہیں اور دنیامیں دوائیوں کی ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ہر100گھنٹے میں منافع 2۔ارب48کروڑ ڈالر سے تجاوز ہے۔اس اضافے سے ان کے منافع کااندازہ کیاجاسکتاہے۔وفاقی اور صوبائی بجٹ میں صحت کی مد میں گزشتہ بجٹ کے مقابلہ میں تقریباً300فیصد اضافہ ہوا ہے۔جو ماہرین کے مطابق کافی نہ ہے۔ایک طرف مہنگی ترین اور جعلی ادویات کا سیلاب ہے دوسری طرف سرکاری ہسپتالوں سے بیشتر دوائیوں کی چوری، ہسپتالوں کے ارباب اختیار کاکردار،ان حالات میں300فیصد توکیا3000فیصد ہیلتھ بجٹ میں اضافہ بھی بیکار ہوگا۔لہٰذااستدعاہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دےکراس پرایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:جی،وزیر صحت!

وزیر صحت:جناب سپیکر!اس میں فاضل دوست نے دو مسئلے اٹھائے ہیں ویسے تو تحریک التوائے کار ایک مسئلے کے بارے میں ہوتی ہے دو مسئلوں کے بارے میں آ نہیں سکتی یہtechnicallyبنتی نہیں ہے لیکن میں پھر بھی اپنے فاضل دوست کو مطمئن کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔جہاں تک دوائیوں کی چوری، سٹوریج اور ان کی تقسیم کار کا تعلق ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ میں آتی ہے۔دوائیوں کی امپورٹ ایکسپورٹ اور باقی پالیسیاں فیڈرل گورنمنٹ میں آتی ہیں۔میں اپنے فاضل دوست کو ذرااس کی وضاحت کردوں۔جہاں تک چوری کا تعلق انہوں نے بتایاکہ میڈیکل سٹور سے جاکر وہی دوائیاں جو ہسپتال کو دی جاتی ہیں بکتی ہیں میرے فاضل

دوست نشاندہی فرمائیں کہ کس ہسپتال سے دوائیاں چوری ہو کر وہاں چلی گئی ہیں اور بکی ہیں میں انشاء اللہ تعالیٰ اس پر پورا نوٹس بھی لوں گا اور اس ہسپتال کی جتنی بھی انتظامیہ ہے اس کے خلاف ایکشن بھی لوں گا۔ میں ان کو پورا یقین دلاتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اگر بالفرض کوئی معاملہ اس طرح کا ہوتا بھی ہے میں نہیں کہتا کہ سو فیصد معاملات ٹھیک چل رہے ہیں اگر کہیں ہو بھی تو اس کی نشاندہی پر ایکشن لیا جاتا ہے۔ اگر میرے فاضل دوست مجھے گائیڈ کریں گے تو میں سمجھوں گا کہ یہ میری مدد کر رہے ہیں اور میں اس پر انشاء اللہ پورا ایکشن لوں گا۔ جہاں تک دوسری بات انہوں نے ملٹی نیشنل کمپنیوں کی کی ہے، دوائیوں کی قیمت کی بات کی ہے۔ دوائیوں کی pricing, import and export یہ سارا فیڈرل گورنمنٹ کرتی ہے اس پر جو بھی میرے فاضل دوست تجویزیں دیں گے اس کو میں recommend کر کے فیڈرل گورنمنٹ کو بھجوا سکتا ہوں اس لئے میری استدعا ہے کہ بجائے اس موشن کو پریس کرنے کے وہ میرے ساتھ بیٹھیں جو بھی ان کی تجاویز ہوں گی اس پر انشاء اللہ تعالیٰ ٹھنڈے دل سے پورا غور بھی کریں گے اور اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ صاحب! منسٹر صاحب کی بات ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے ہولڈ کیا ہے کہ ہر صوبہ اپنی دوائیوں کی price خود دیکھ سکتا ہے اگر منسٹر صاحب کہیں گے تو میں رولنگ لا کر دے دوں گا۔ نمبر دو یہ کہ دوائیوں کی جو چوری ہو رہی ہے وہ ان کو بھی پتا ہے کہ کیسے ہو رہی ہے اس میں کہاں کون ملوث ہے۔ میں تو منسٹر نہیں ہوں منسٹر تو یہ ہیں جب میری یہ تحریک آئی تھی تو ان کو چاہئے تھا ان کو پتا ہے کہ یہ میو ہسپتال سے ہو رہی ہیں، گنگارام ہسپتال سے ہو رہی ہیں ہر جگہ ہر ہسپتال سے ہو رہی ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں ابھی تو میں نے ایک اور بات بھی اس معزز ایوان کو نہیں بتائی وہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ جو دوائیاں under the tender خریدی جاتی ہیں وہ دوائیاں جعلی دوائیوں سے بدل دی جاتی ہے۔ ان بچاروں کو اگر Augmentin دی جاتی ہے جو کاغذوں میں original خریدی جاتی ہے اور ان کو جعلی دی جا رہی ہوتی ہے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ اگر محترم منسٹر صاحب یہ کہہ دیں کہ میں ان کو نشاندہی کروں it is not my duty یہ تو ان کو پتا ہے ان کا پورا محکمہ سب جانتا ہے اور ان کو بھی پتا ہے کہ دوائیاں کہاں چوری ہو کر کیسے بک رہی ہیں۔

دوسرا میں یہ عرض کروں جناب! کہ بڑی محنت سے Adjournment Motion تیار ہوتی ہے میرے پاس ہر چیز کا figure موجود ہے۔ میں منسٹر صاحب کو اور اس ہاؤس کو یہ بتاتا ہوں کہ دماغی امراض کی ایک دوائی ہے Zeprex وہ -/2198 روپے کی بک رہی ہے جس کی اصل قیمت -/158 روپے ہے۔ تو خدا کے واسطے اس کو یہاں ایوان میں لائیں میں اس کے figure دیتا ہوں یہ مجھے اس کا جواب دیں کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟ اگر میں figure نہیں لا سکوں گا میں resign کر دوں گا اگر میں ان کو ثابت نہ کروں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور جن چیزوں کی بھی آپ نشاندہی کریں گے انہوں نے commitment دی ہے on the floor of the House کہ اس کا ازالہ کیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا فرض پورا ہو گیا لیکن میں ایک بات بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: نہیں فائدہ ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ جناب! کبھی بھی فائدہ نہیں ہو گا۔ میری جتنی بھی Adjournment Motions ہیں وہ آپ نے اگر کبھی کہا بھی بیٹھنے کا تو اللہ جانے کہاں بیٹھنا، آخرت میں بیٹھنا میں نے ان کے ساتھ جا کے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں نے بڑی عزت اور احترام کے ساتھ ان کی بات کا جواب دیا ہے۔ مجھے بھی ان کے ساتھ بیٹھنے کا کوئی شوق ہے اور نہ میں ان کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہوں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ معاملے کا حل positive طریقے سے کرنا چاہئے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ۔۔۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کوئی منسٹر یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے بیٹھنے کا شوق نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! انہوں نے موشن دی ہے اور میں اس کا جواب دے رہا ہوں ابھی تک آپ نے اس کو admit نہیں کیا ہے۔

جناب سپیکر:احسان صاحب!آپ تشریف رکھیں۔جی!

وزیر صحت:جناب سپیکر!میں نے صرف اتنی عرض کرنی ہے کہ انہوں نے تحریک التوائے کار دی ہے اور میں اس کا جواب دے رہا ہوں ابھی تک جناب نے اس کو admit نہیں کیا ہے جب تک آپ اس کو admit نہیں کریں گے اس پر دوسرے ممبران کو بولنے کی ضرورت نہیں ہے وہ خود بات کر رہے ہیں اور نہ ہی انہوں نے کسی کو وکیل کیا ہے وہ بڑی اچھی بات کر رہے ہیں۔میں نے دو باتیں کی ہیں کہ ان کی موشن کے دو حصے ہیں ایک حصہ وہ ہے جو فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے میں آپ سے پوری ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں کہ دوائیوں کی price controlling ساری کی ساری فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہوتی ہے لیکن یہ بھی نہیں کہ ہم اتنے بے بس ہیں کہ ہم ان کو سفارشات بھجوا سکتے ہیں اور بھجواتے رہتے ہیں اس لئے میں نے ان کو کہا تھا کہ وہ میرے ساتھ بیٹھیں جہاں کہیں کوئی کوتاہی ہے ہم اس کی پوری recommendation بنا کر فیڈرل گورنمنٹ کو بھیجیں گے۔ نصیر خان صاحب یہاں صوبائی اسمبلی کے ممبر اور منسٹر بھی رہے ہیں فیڈرل گورنمنٹ کے اندر وہ بڑے قابل ترین آدمی ہیں۔ ہم ان کے ساتھ سارا مسئلہ discuss کر سکتے ہیں اور جو خامیاں ہیں وہاں پر اس کو دور کروا سکتے ہیں۔میں نے یہ عرض کی تھی اور باقی بات جو چوری والی ہے میں نے کہا کہ یہ ہمارا فرض ہے ہم پوری ڈیوٹی دے رہے ہیں ہم اس پر ایکشن بھی لیتے ہیں اور بندوں کو suspend بھی کرتے ہیں۔ایسی بات نہیں کہ جو مرضی چاہے چوری کرے۔

جناب سپیکر!ہم نے بڑا positive کام کیا ہے،دنیا کے اندر سب سے بڑی ایمرجنسی میو ہسپتال کی ہے۔آپ وہاں پر چلے جائیں،وہاں پر 24 گھنٹے دوائیاں مفت مل رہی ہیں جس میں پانچ سے لے کر دس ہزار روپے کا ٹیکہ بھی شامل ہے اور اس کے علاوہ ایک بندہ بیٹھا ہوا اعلان بھی کر رہا ہے کہ آپ کو جو دوائی چاہئے یہاں مفت مل رہی ہے اور 24 گھنٹے ایمرجنسی میں دوائی مفت مل رہی ہے۔اور یہی عمل سارے ہسپتال والے دہرا رہے ہیں۔گورنمنٹ اس پر پورا کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر:جی،علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔یہ بڑی زیادتی ہے۔دیکھیں!میری بات بھی اب سن لی جائے۔وہاں پر پانچ ہزار کی دوائی مل رہی ہو یا پچاس ہزار کی مل رہی ہو،مل رہی ہے یا نہیں،یہ اس وقت میرا سوال نہیں،اس پر بھی میں آپ کو ریسرچ دے دوں گا،اس پر میری ریسرچ ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے

لیکن اس وقت میری جو گزارش ہے، فرض کیجئے کہ اگر پچاس کروڑ، پانچ کروڑ یا بیس کروڑ کی دوائیاں آئیں، پچاس لاکھ کی دے دیں تو باقی کہاں گئیں؟

جناب سپیکر! میری دوسری بات یہ ہے، میری تو دعا ہے کہ منسٹر صاحب اتنے زیادہ powerful ہوں کہ وہ ہماری مشکلات حل کر سکیں۔ میں اب منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے پچیس سال پرانے ملازموں کو جو کرپشن میں، جو جعلی ایم ایل سیز میں شامل تھے انہیں چونیاں کے ہسپتال سے نکلوایا، محترم چیف منسٹر نے مہربانی کی، ان کو پچیس سال بعد نکالا، آرڈر میری جیب میں ہیں، پانچ دنوں کے اندر وہ دوبارہ وہاں پر پہنچے ہیں، اسی طرح تین ہزار روپے میں جعلی ایم ایل سی مل رہا ہے۔ اسی طرح جعلی دوائیاں چونیاں ہسپتال میں مل رہی ہیں۔ اسی طرح سب کچھ ہو رہا ہے۔ میں نے آپ کو بتانا یہ تھا اور میں اپنی helplessness آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے منسٹر صاحب سے کہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ منسٹر صاحب نے کہا کہ میں بے بس ہوں۔ اب منسٹر صاحب بتائیں کہ انھوں نے مجھے یہ نہیں کہا؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ بالکل غلط بات کر رہے ہیں اور on the floor of the House اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہئے۔ بات یہ ہے کہ انھوں نے ان آدمیوں کے چیف منسٹر صاحب سے آرڈر کروائے تھے۔ اب آپ سپیکر ہیں، اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں، آپ سارے رولز اینڈ ریگولیشنز کو سمجھتے ہیں، آپ منسٹر بھی رہے ہیں۔ ایک آرڈر جو چیف منسٹر صاحب کی طرف سے ہوتا ہے اس کو undo بھی وہی کر سکتے ہیں، منسٹر تو اس کو نہیں کر سکتا۔

شیخ علاؤالدین: میں تو نہیں کہہ رہا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! سنیں پلیز۔

وزیر صحت: میں نے انہیں یہ کہا تھا کہ آپ نے مجھ سے تو کوئی آرڈر نہیں کروائے۔ آپ نے چیف منسٹر پنجاب سے آرڈر کروائے ہیں۔ He is my boss، ان کے آرڈر کو میں defy نہیں کر سکتا۔ میں نے ان کو یہ بات کہی تھی کہ میں اس میں کچھ نہیں کر سکتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں۔

وزیر صحت: بات سنیں۔ ذرا بات سن لیں۔ مجھے بات کرنے کا موقع دیں، بعد میں آپ بات کریں اور بڑی تسلی سے کریں۔ میں تو آپ کو جواب دینے کے لئے کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! سن لیں پلیز۔۔۔جی، چودھری صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جب آرڈروں کی cancellation ہوئی ہے اس میں ہمارے ایم پی ایز دوسرے جو ہیں انھوں نے آکر وہ آرڈر چیف منسٹر صاحب سے cancel کروا لئے۔ اب وہ matter between the M.P.As ہے اور معاملہ چیف منسٹر صاحب کے domain میں ہے۔ اس میں، میں نے انہیں کہا تھا کہ جہاں سے آرڈر ہوئے تھے وہاں سے cancel ہو گئے ہیں۔ اب اس کے اوپر بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے۔ میں نے کہا تھا کہ آپ بیٹھیں، میں ان دوسرے ایم۔پی۔اے صاحبان کو بھی بٹھالوں گا۔ آپ سے بیٹھ کر آپ کا فیصلہ کروادیں گے۔ میں نے تو یہ بات کی تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ وہ ہو گیا اور یہ ہو گیا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کوئی ایم پی اے وہاں کا نہیں ہے۔ ان کو یہی نہیں پتا کہ
I am the only M.P.A from Chunian.

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں گزارش کروں۔

شیخ علاؤالدین: بتائیے۔

جناب سپیکر: آپ ایک چیز منسٹر صاحب کے نوٹس میں لے آئے ہیں اور انہوں نے on the floor of the House کہا ہے کہ اس کا ہم ازالہ کریں گے۔ آپ ان کو چیمبر میں مل لیں۔ انشاء اللہ اس کا کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔ یہ motion dispose of کی جاتی ہے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور ہاؤس آدھ گھنٹے کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ہاؤس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفے کے بعد
جناب سپیکر بوقت 7:00 کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! health Ministerصاحب بھی اگر ذرا بیٹھ جائیں تو میں بات کرتا ہوں۔ میرا point of orderیہ ہے کہ آج یہاں پر شیخ علاؤالدین صاحب نے جو ایک تحریک التوائے کار پڑھی ہے اور اس پر کافی زیادہ بحث ہوئی ہے اور اس میں جو معاملہ سامنے آیا ہے اس میں میری گزارش ہے کہ جس طرح لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ کسی بھی صوبے اور ملک کے لئے بڑا اہم ہے اسی طرح یہ صحت کا معاملہ بھی بڑا اہم ہے اور جو انہوں نے categoricallyیہاں پر figures پیش کئے اور جن ہسپتالوں کے بارے میں کئے اور جو ملازم نکالے گئے اور پھر انہیں واپس لیا گیا۔ یہ بڑا اہم issueاور بڑی اہم تحریک التوائے کار ہے لہذا میری گزارش یہ ہے کہ اس کو in orderقرار دے کر اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس پر مزید بات نہیں ہو سکتی۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 123 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں 123 پیش کر چکا ہوں۔ اس دن منسٹر صاحب نہیں تھے تو اس پر تو جواب آنا تھا۔ اگر آپ کہیں تو میں 124 پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر کلچر تشریف رکھتے ہیں؟۔۔ تو یہ کل تک کے لئے pendingکر دیتے ہیں۔ یہ motion pendingکی جاتی ہے۔ Nextہے۔ 124، جی، شیخ صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر تحریک پیش کرنا چاہ رہے ہیں؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): میں جناب سپیکر سے بہت مؤدبانہ ہاتھ جوڑ کر requestکرنا چاہتا ہوں کہ ایشیا کی سب سے بڑی ہائی کورٹ بار لاہور میں 17۔مارچ کو وکلاء پر جو تشدد ہوا، آنسو گیس پھینکے گئے تو اس حوالے سے 18۔مارچ کو میں نے تحریک التوائے کار داخل کی تھی۔ اس کو اگر out of turnکر لیں۔ چیف جسٹس آف پاکستان آج راولپنڈی میں آئے میں وہ پروگرام چھوڑ کر آیا اور اگر یہ نہیں کرنا چاہتے تو میرے ضمیر پر بوجھ ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! اس تحریک کا نمبر بتادیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): اس کا نمبر شاید نہیں لگا۔

جناب سپیکر: نمبر نہیں لگا۔ سیکرٹری صاحب! اس کو ذرا دیکھ لیں۔ عباسی صاحب! اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ جی، شیخ صاحب!

چائلڈ لیبر کے خلاف قانون سازی اور انہیں ماہانہ مالی امداد دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے اور انتہائی تشویش کا باعث ہے کہ یونائیٹڈ نیشنز (UN) کے ادارے UNESCO کی ایک رپورٹ کے مطابق تقریباً ستر سٹھ لاکھ بچے جن کی بہت بڑی تعداد پنجاب سے ہے۔ چائلڈ لیبر میں مصروف ہیں۔ یہ بچے اوسطاً 3 سال تک سکولوں میں بھی رہے ہیں لیکن گھمبیر معاشرتی مسائل کی وجہ سے بچوں کی اتنی بڑی تعداد شرمناک ماحول میں زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ اونٹ ریس کے لئے دبئی اور مشرق وسطیٰ کے دوسرے ممالک میں جانے والے بچے اس کے علاوہ ہیں۔ دنیا میں اس معاملے میں ہم سے زیادہ خراب صورتحال صرف نائیجیریا کی ہے۔ بچوں سے مشقت کے خلاف سخت قوانین اور نگرانی کے ساتھ ایسے تمام بچوں کے خاندانوں کو ایک انقلابی سپورٹ پروگرام کے تحت فوری ماہانہ مالی امداد دینا ضروری ہے۔ جن کی ادائیگی صرف سکولوں کے ذریعہ کی جائے جو ان بچوں کی تعلیمی ترقی کے تابع ہو اور والدین قانونی طور پر ان کو سکول بھیجنے کے پابند ہوں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: لیبر منسٹر صاحب کی طرف سے چٹ آئی ہے کہ ملتان سے انہوں نے آنا تھا، ان کا جہاز لیٹ ہو گیا ہے تو یہ بھی پھر کل تک کے لئے pending کر لیں؟

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ جناب!

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی۔ motion کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے request کی ہے کہ میری تحریک کو out of turn لیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! میں کیا out of turn لوں۔ ابھی میرے پاس پہنچی نہیں ہے۔ دیکھ لیتے ہیں۔ میں نے سیکرٹری صاحب کو کہا ہے کہ وہ trace کریں کہ وہ کہاں ہے۔ 126

شیخ علاؤالدین صاحب!

لاہور اور راولپنڈی کی فیکٹریوں کا دریائے راوی اور نالہ لئی میں ہزاروں ٹن مضر صحت waste کا پھینکا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ امر حیران کن اور اس معزز ایوان کی فوری توجہ کا طالب ہے کہ ملک میں Pakistan Environment Protection Act 1997 کی کھلم کھلا خلاف ورزی جاری ہے۔ حالات یہ ہیں کہ صرف دریائے راوی میں روزانہ ہزاروں ٹن انتہائی مضر صحت Industrial Waste پھینکے جا رہے ہیں۔ ایک اور مستند رپورٹ کے مطابق 1500 ٹن انتہائی مضر صحت Industrial Waste جو Pharmaceutical Industries, Oil and Ghee Mills، ماربل اور پلاسٹک فیکٹریوں سے راولپنڈی کے نالہ لئی میں روزانہ پھینکا جا رہا ہے۔ شوگر ملیں Scrubber Components کے بغیر چلائی جا رہی ہیں۔ پنجاب حکومت بلاشبہ Environment Protection پر ایک خطیر رقم خرچ کر رہی ہے تاکہ لوگوں کو اور آنے والی نسلوں کو بہتر ماحول مہیا کیا جا سکے لیکن اس معزز ایوان کے اراکین یہ جان کر حیران ہوں گے کہ پچھلے 6 ماہ سے Environment Tribunal کا کوئی چیئرمین ہی نہیں ہے۔ چیئرمین نہ ہونے کی صورت میں cases کیسے proceed ہو رہے ہوں گے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان انڈسٹریز کے کرتا دھرتا قوم کی صحت سے کھلے عام کھیل رہے ہیں۔ ان کو سادہ الفاظ میں ایسا کہنا چاہئے کہ جیسے ایک مجرم کے خلاف کنفرم جرم کی FIR درج کرانے کے بعد پولیس اگر خدانخواستہ یہ کہہ دے کہ ابھی کوئی عدالت میسر نہ ہے۔ اس لئے مجرم کو پکڑا نہیں جا سکتا۔ ہاں اس دوران وہ مزید تباہی پھیلاتا رہے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عملی طور پر Environment Protection Department پر لگنے والا تمام سرمایہ، افرادی قوت بالکل بیکار اور ضائع ہو رہی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ صاحب! یہ تحریک بھی کل تک کے لئے pending کرتے ہیں۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ارشد بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! شفقت عباسی صاحب walkout کر گئے ہیں۔ راجہ بشارت صاحب کے گرائیں ہیں تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی شدید ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: میں منسٹر ایجوکیشن سے گزارش کروں گا کہ انہیں واپس ہاؤس میں لے آئیں۔ جناب آصف سعید خان منیس پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-1999 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب آصف سعید خان منیس: جناب سپیکر! میں حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال -1999 2000 اور اس سے متعلق آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ رپورٹ پیش ہوئی۔

رپورٹیں
(توسیع)

جناب سپیکر: ملک نذر فرید کھوکھر تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر71,72/2004،
2,32,33,34,37,51/06اور3,5/2007
کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان
میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحاریک استحقاق نمبر71,72/2004، تحاریک استحقاقات نمبر2,32, 33,34,37,51/2006۔ تحاریک استحقاقات نمبر3,5/2007کے بارے مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی2007تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحاریک استحقاق نمبر71,72/2004، تحاریک استحقاقات نمبر2,32, 33,34,37,51/2006۔ تحاریک استحقاقات نمبر3,5/2007کے بارے مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی2007تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

تحاریک استحقاق نمبر71,72/2004، تحاریک استحقاقات نمبر2,32, 33,34,37,51/2006۔ تحاریک استحقاقات نمبر3,5/2007کے بارے مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی2007تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق ڈیڑھ دو سال سے pending پڑی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے چیئرمین صاحب کو گزارش کروں گا۔۔۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: ملک نذر فرید کھوکھر مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر 58/05-38اور 1,9,11,28,29,30,41,43,44,46/06 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 38/05، پیش کردہ جناب محمد اشرف خان ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 58/05، پیش کردہ جناب محمد وارث کلو ایم پی اے / پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز تحریک استحقاق نمبر 1/06، پیش کردہ سید محمد رفیع الدین بخاری، ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 9/06، پیش کردہ چودھری خضر الیاس ورک ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 11/06، پیش کردہ جناب محمد ثقلین انور ایم پی اے تحریک استحقاق نمبر 28/06، پیش کردہ ملک محمد اقبال چنڑ، ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 29/06، پیش کردہ حاجی مدثر قیوم نہرا، ایم پی اے / پارلیمانی سیکرٹری، تحریک استحقاق نمبر 30/06، پیش کردہ محترمہ کنول نسیم، ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 41,42/06، پیش کردہ جناب حفیظ اللہ خان ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر 43/06، پیش کردہ جناب محمد قمر حیات کاٹھیا ایم پی اے / پارلیمانی سیکرٹری۔ تحریک استحقاق نمبر 44/06، پیش کردہ میاں محمد اصغر، ایم پی اے اور تحریک استحقاق نمبر 46/06، پیش کردہ ملک اصغر علی قیصر ایم پی اے، کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی رپورٹیں پیش ہوئی۔ سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب۔۔۔

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کی کمیٹی برانچ نے موجودہ چار سالہ دور میں انتہائی غیر معمولی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایوان کی جانب سے refer ہونے والے 96 بلوں اور 87 تحاریک استحقاق کے بارے میں بروقت رپورٹیں پیش کر کے حکومت اور اسمبلی کی کارکردگی بڑھائی۔ کمیٹی برانچ کی اعلیٰ کارکردگی پر قومی اخبارات میں خبریں بھی چھپتی رہتی ہیں۔ میں کمیٹی برانچ کی اعلیٰ کارکردگی پر سفارش اور گزارش کروں گا کہ اس برانچ کے عملہ کی حوصلہ افزائی کے لئے دو ماہ کی تنخواہ کے برابر اعزازیہ دیئے جانے کا اعلان کیا جائے۔

رپورٹیں
(توسیع)

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 8671 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید محمد رفیع الدین بخاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"نشان زدہ سوال نمبر 8671 پیش کردہ جناب ارشد محمود بگو، ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2007 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 8671 پیش کردہ جناب ارشد محمود بگو، ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2007 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 8671 پیش کردہ جناب ارشد محمود بگو، ایم پی اے کے بارے میں

مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔اپریل2007تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: رائے اعجاز احمد سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر6/06کے بارے میں سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رائے اعجاز احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر6 بابت2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص، ایم پی اے کے بارے میں سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر6 بابت2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص، ایم پی اے کے بارے میں سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر6 بابت2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص، ایم پی اے کے بارے میں سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محترمہ پروین سکندر گل صاحبہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ پروین سکندر گل: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"The Ali Institution of Education, Lahore. Bill 2006 (Bill No.16 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2007 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Ali Institution of Education, Lahore.Bill 2006 (Bill No.16 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2007 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Ali Institution of Education,Lahore.Bill 2006 (Bill No.16 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2007 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ وزیر قانون!

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی اسمبلی پنجاب (اراکین کی تنخواہیں، الاؤنسز اور مراعات) مصدرہ 2007

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move to introduce the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill 2007.

MR SPEAKER: The Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill 2007 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs for report up to 30th April 2007.

ابھی اجلاس کے اختتام کے بعد میں ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کروں گا۔ اس میں کل کے ایجنڈے کے بارے میں طے کریں گے کہ کیا کرنا ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایجنڈا لاء اینڈ آرڈر کا ہے۔ میرے دوست صبح سے شور مچا رہے تھے اگر ہم اس وقت کہیں کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کریں تو صورتحال یہ ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن بھی نہیں ہیں تو کل بھی یہ اپنا کورم پورا رکھیں۔ یہ requisitioned اجلاس ہے تو ایجنڈا جیسے آپ فرمائیں گے تو ہم طے کر لیں گے لیکن جو basic principle طے ہو گا۔ چونکہ جتنا مینڈیٹ حکومتی بنچوں کی طرف سے ملا ہے تو

basic requirements are to be fulfilled by the Opposition. Inshallah we

will co-operate. Thank you.

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، راناثناء اللہ خان صاحب!

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ کہا ہے کہ کورم بڑا مسئلہ ہے۔وہ آپ سے پورا نہیں ہوگا۔ہم نے آج ان کو کورم پورا کر کے دکھادیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نظر آرہا ہے۔

راناثناء اللہ خان: جب اجلاس شروع ہوا اور جب ہم آپ سے کہہ رہے تھے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنی ہے تو اس وقت کورم پورا تھا۔اگر کورم پورا نہ ہوتا تو آپ باہر چلے جاتے۔اب بات یہ ہے کہ آج لاء منسٹر نے خود یہ بات کہی کہ آپ لاء اینڈ آرڈر پر آج کی بجائے کل بحث کر لیں۔یہی اس وقت طے ہوا تھا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔اب اجلاس بروز جمعرات29۔مارچ2007 کو صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد اشرف خان سوہنا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اشرف سوہنا صاحب فرمائیے!

حکومت کے ایماء پر اوکاڑہ پولیس کا معزز رکن اسمبلی کو جھوٹے مقدمہ میں گرفتار کرنا

جناب محمد اشرف خان سوہنا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! گزشتہ 20 دنوں میں حکومت پنجاب نے پولیس کے ذریعے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے میں آج ہاؤس کے سامنے وہ داستان ظلم رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اشرف سوہنا صاحب! آپ کی طرف سے تحریک استحقاق آچکی ہے۔ جب آپ کی باری آئے گی تو آپ کو اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! تحریک استحقاق تو صرف ایک point پر ہے جبکہ مجھے تو 20 دنوں کی داستان سنانی ہے۔ پچھلے بیس دنوں میں انھوں نے جو کچھ میرے ساتھ کیا، مجھے وہ ہاؤس کے سامنے گوش گزار کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں گے تو اس وقت یہ ساری باتیں کر لیجئے گا۔ آپ کو موقع دیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! You are the Custodian of the House اور یہ آپ کے فاضل رکن ہیں۔ اس بات کا آپ کو بخوبی علم ہے کہ تحریک استحقاق کا کچھ نہیں بننا۔ جناب! جو حکومت اس شخص کو توڑی چوری میں چالان کرتی ہے اس سے آپ کیا توقع کر سکتے ہیں؟ مہربانی کریں اور آپ ان کی بات سن لیں۔ جناب! ان کے بات کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ حکومت نے جو کچھ کرنا ہے وہ اس سے باز نہیں آئے گی۔ یہ آپ کا معزز ممبر ہے، آپ اس ہاؤس کے

کسٹوڈین ہیں لہذا ان کے حقوق کا تحفظ کرنا آپ کا فرض ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوہنا صاحب! آپ بات کریں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! 13۔فروری کو مجھے ٹیلیفون پر اطلاع ملی کہ ایک ایسا مجسٹریٹ جس کے دائرہ اختیار میں وہ علاقہ نہیں آتا، جس کا notification میں ذکر نہیں ہے۔ اس نے ایک دکاندار کے کہنے پر دوسرے دکاندار کے اوپر جعلی مشروبات بیچنے کے حوالے سے raid کیا ہے۔ میں موقعے پر پہنچا اور مجسٹریٹ صاحب سے کہا کہ آپ جس impression سے یہاں آئے ہیں وہ غلط ہے۔اس نے مجھے کوئی وضاحت دینے کی بجائے فوری طور پر پولیس کو حکم دیا کہ اس کو گرفتار کر لو۔ وہاں پولیس نے مجھے کیا گرفتار کرنا تھا، لوگوں نے اس مجسٹریٹ کو گرفتار کر لیا۔ میں نے ضلعی انتظامیہ سے پوچھا کہ آپ لوگوں کے ساتھ یہ کیا کر رہے ہیں؟ ضلعی انتظامیہ نے کہا کہ یہ writ of the government کا مسئلہ ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے مجسٹریٹ نے بلا جواز، پیسے لے کر کاروباری رقابت کی بنیاد پر ایک دکان کے اوپر raid کیا ہے۔آپ تو writ of the government خراب کر رہے ہیں۔آپ تو خود امن وامان کی صورتحال کو خراب کر رہے ہیں۔لوگوں نے اس پر احتجاج کیا، جلوس نکلا۔

جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ میرے علاقے میں ایک ایسے شخص کو جو کہ اپنے ضمیر کا دفاع نہیں کر سکا پاکستان کے دفاع کا وزیر بنا دیا گیا ہے۔اس نے وہاں پر اپنے عزیز واقارب کو مختلف عہدوں پر تعینات کروایا ہوا ہے۔ کسی کو مجسٹریٹ، کسی کو ریونیو آفیسر اور کسی کو کچھ لگوایا ہوا ہے۔ وہاں پر رشوت کا بازار اتنا گرم ہے کہ اگر میں اس ہاؤس کے سامنے تفصیلات رکھوں تو آپ خود پریشان ہو جائیں گے کہ نام کتنے بڑے بڑے اور کرتوت کیسے چھوٹے چھوٹے ہیں۔

جناب سپیکر! وہاں ایک کچی آبادی ہے۔ وزیر موصوف نے وہاں اپنی والدہ کے نام پر ٹرسٹ بنا کر ریلوے کی تین ایکڑ زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔اس ہسپتال کو بنے ہوئے دو سال ہو چکے ہیں لیکن آج تک وہاں سے کسی شخص کو ایک پائی کی دوائی بھی نہیں مل سکی۔ وزیر موصوف اس کے ساتھ والی زمین پر بھی قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ وہاں پر تحصیل کونسل کے لوگوں کو بھیجا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: سوہنا صاحب! تشریف رکھیں، کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں، میں حقائق آپ کے سامنے لا رہا ہوں۔ وہاں کی کچی آبادی کو گرانے کے لئے بلڈوزر بھیجے گئے۔

جناب سپیکر: اشرف سوہنا صاحب! آج امن وامان پر بحث ہونی ہے آپ یہ ساری باتیں اس وقت کر لینا۔ اب تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جیسا کہ رانا آفتاب احمد خان صاحب نے کہا ہے کہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور ہمیشہ بڑا وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کو تحفظ فراہم کرے۔ آپ سوہنا صاحب کی روداد تو سن لیں۔ یہاں پر پوائنٹ آف آرڈر پر کل بھی بہت سی باتیں ہوتی رہی ہیں، خلاف قاعدہ یا جو بھی آپ کہیں ہوتی رہی ہیں۔ یہ آپ کا بڑا پن ہو گا اور ہم آپ سے یہی توقع رکھتے ہیں۔ آپ ہم سے ہمیشہ محبت وشفقت سے بات کرتے ہیں۔ جس کے ساتھ زیادتی ہو، جس کو مارا جائے اسے رونے کا حق تو دیا جائے۔ کم از کم آپ ان کی بات تو سن لیں۔ آپ اس ہاؤس میں ایسی روایات قائم کریں کہ آنے والے وقتوں میں لوگ آپ کی precedents کو مشعل راہ سمجھیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ انھوں نے تحریک استحقاق دے دی ہے۔ آج اس کی turn آئے گی۔ معزز رکن نے جتنی باتیں ابھی کی ہیں وہ سب انھوں نے اس تحریک استحقاق میں بھی لکھ کر دی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک مرکزی وزیر کے کردار کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ اس وقت وزیر صاحب تو ادھر نہیں بیٹھے ہوئے، انھوں نے جواب تو نہیں دینا لہٰذا ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ جو کچھ ہوا یہ اس حوالے سے بات کریں۔ آج امن وامان کی صورتحال پر بحث ہونی ہے۔ اس وقت انھیں موقع دیا جائے گا یہ کھل کر بات کر لیں گے۔ ابھی یہ proper time نہیں ہے، یہ وقفہ سوالات ہے لہٰذا اسے چلنے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ اس وقت وقفہ سوالات چل رہا ہے مگر یہ آپ کی مہربانی ہو گی۔ ہم آپ کی محبت سے کیوں محروم رہیں؟ بڑا وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کی ناجوازیاں برداشت کرے۔ اگر وہ ناجوازیاں برداشت نہ کرے تو وہ بڑا بننے کا اہل نہیں۔ ہمیں آپ کی ذات سے ہر قسم کی توقع ہے۔ ہم آپ سے محبت اور شفقت کی توقع رکھتے ہیں اور یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ آپ بڑے پن کا ثبوت دیتے ہوئے ان کی فریاد سنیں گے۔ ویسے بھی ہر ارباب اقتدار کا فرض ہے، اس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ ایک مظلوم کی دل کی تشفی کے لئے اس کی بات سنے۔ لہٰذا آپ سوہنا صاحب کی

بات ضرور سن لیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،اشرف سوہنا صاحب!آپ مختصراً اپنی بات کر لیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! مجھے کچی آبادی کے لوگوں نے بلوایا۔ میں نے ضلعی حکومت سے کہا کہ آپ اس کچی آبادی کو نہیں گرا سکتے کیونکہ یہ لوگ اب اس کے مالک ہیں۔ بہت problem ہیں، ہمیں کوئی لوگوں کی بات نہیں کرنے دیتا۔ انھوں نے میرے اوپر ایک دہشت گردی کا پرچہ دیا، میرے ساتھ پیپلز پارٹی کے ایسے لوگوں کو شامل کیا گیا جو کہ وہاں پر موجود ہی نہیں تھے۔ان پر یہ الزام لگایا گیا کہ انھوں نے چہلم کے جلوس کے راستے میں ٹائر جلائے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ شیعہ سنی فساد ہو جائے۔ میں وہاں کا نمائندہ ہوں، میں یہ سب کچھ کیسے کر سکتا ہوں؟ میں یہ کیسے کر سکتا ہوں کہ میرے علاقے میں شیعہ سنی میرے کہنے پر آپس میں لڑ پڑیں؟ میرے اوپر دہشت گردی کا پرچہ درج کروایا گیا، مجھے گرفتار کیا گیا اور صبح تین بجے مجھے تھانے سے اٹھا کر لاہور لے آئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ مجھے پولیس مقابلہ میں مارنا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں تم دہشت گرد ہو اور ہم نے تمھیں دہشت گردی کی عدالت میں پیش کرنا ہے۔ مجھے عدالت میں پیش کیا گیا اور وہاں پر یہ ہوا کہ جن کے بارے میں میرے اوپر الزام لگایا گیا تھا کہ میں نے اہل تشیع کے بارے میں کہا ہے کہ ان کو مارو خود وہی اہل تشیع عدالت میں پہنچے اور انھوں نے عدالت میں آکر کہا کہ یہ شخص تو ایسا نہیں ہے۔یہ تو اہل تشیع اور سنیوں کے آپس میں اتحاد کا علم بردار ہے۔اس کے خلاف غلط ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔

جناب والا! میں وزیر قانون کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایف آئی آر درج کر کے حکومت نے خود وہاں شیعہ سنی فساد کرانے کی کوشش کی ہے ہم نے نہیں کی بلکہ حکومت نے یہ ایف آئی آر درج کر کے کہا کہ یہاں شیعہ سنی فساد ہونا چاہئے۔جب مجھے عدالت سے ریلیف ملا تو نظر بندی کے آرڈر کر دیئے گئے اور ساہیوال جیل سے اٹھا کر رات کو مجھے بہاولپور جیل میں چھوڑ آئے۔

جناب سپیکر! میرا کیا قصور تھا؟ عدالت نے مجھے ریلیف دیا تھا اور ضمانت پر چھوڑا تھا۔ مجھے صوبائی حکومت نے کیوں نظر بند کیا، کیا میں دہشت گرد ثابت ہو گیا تھا، کیا عدالت نے مجھے کوئی چارج شیٹ کر دیا تھا اور انھوں نے مجھے بہاولپور جیل میں کیوں بند کیا؟ پھر آپ کی وجہ سے انھیں اپنے آرڈر واپس لینا پڑے۔ جب انھوں نے آرڈر واپس لئے تو بہاولپور جیل کی انتظامیہ نے مجھے نہیں چھوڑا۔ مجھے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک نئے پرچے میں نامزد نہیں کر دیا۔

جناب والا! چھ مہینے پہلے ایک پرچے میں تتمہ لکھ کر کہ ایک نامعلوم شخص پستول لے کر میرے پیچھے بھاگا اور اس نے مجھے قتل کی دھمکیاں دیں۔ کیا ممبر صوبائی اسمبلی اپنے حلقے میں نامعلوم شخص ہوتا ہے؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ رکن اسمبلی کے خلاف تتمہ بیان لکھ دیں کہ یہ پستول لے کر مجھے مارنے کے لئے بھاگا۔ مجھے تین دن تھانے میں ذلیل کیا۔ تین دن مجھ سے تفتیش کی گئی۔ مجھے کہا گیا کہ آپ کو حوالات میں سلائیں گے۔ مجھے حوالات میں بند کیا۔ مجھے ہتھ کڑیاں لگائیں، مجھے گاڑی کے پیچھے بٹھایا۔ میرے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا؟ میرے ساتھ یہ سارا کچھ اس لئے کیا گیا ہے کہ میں یہاں سے اٹھ کر وہاں چلا جاؤں۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! یہ ہو نہیں سکتا اور انشاء اللہ یہ ہو گا بھی نہیں۔ پھر انھوں نے مجھے ضمانت پر چھوڑا۔ آپ میری بات نہیں سنتے۔ پلیز! میری بات سنئے کہ جب کل سارے شہر نے اور تمام وکلاء نے سیشن جج سے زبردستی میرٹ پر میری ضمانت کروائی تو پرسوں رات میرے خلاف ایک نیا پرچہ درج ہوا۔ وہ پرچہ کیا ہے؟ وہ پرچہ یہ ہے کہ میں نے اپنے ملازم کے ساتھ اپنے گاؤں سے توڑی چوری کی ہے۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں توڑی چور ہوں۔ میں توڑی چور ہوں اور اس ایوان میں توڑی چور بیٹھے ہیں۔ اس پرچے میں پولیس مجھے گرفتار کرنا چاہتی تھی لیکن ہوا نہیں۔ جب لوگوں کے ہاتھوں کی زنجیر بنی تو پھر ہتھ کڑیاں میرے ہاتھوں میں نہیں آ سکیں۔ جیل کے دروازے سے مجھے اتنے لوگوں نے استقبال میں لیا کہ پولیس کو مجھے گرفتار کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! آخری بات عرض کرتا ہوں کہ میرے جیسے self-made بندے کسی ضابطے سے زندگی گزارتے ہیں۔ ہمیشہ ان کے تین اصول ہوتے ہیں۔ ان کا ایک نظریہ ہوتا ہے، ان کے پاس ایک راستہ ہوتا ہے اور انھیں اس راستے پر چل کر ہی اپنی زندگی کو بچانا ہوتا ہے۔ میرے پاس میرے شہید ذوالفقار علی بھٹو کا راستہ ہے، self-made آدمی کبھی منافق نہیں ہوتا اس لئے انشاء اللہ میں کبھی بھی اپنے لوگوں کے ساتھ منافقت نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر! اس کا تیسرا اصول یہ ہوتا ہے کہ وہ جھکتا نہیں ہے۔ self-made آدمی کبھی نہیں جھکتا، self-made کبھی compromise نہیں کرتا، self-made آدمی کبھی deal نہیں کرتا اور self-made آدمی کبھی floor-crossing نہیں کرتا اس لئے یہ floor crossing نہیں ہو سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو میں Chair کو appreciate کرنا چاہوں گا کہ آپ نے اشرف سوہنا صاحب کو ٹائم دیا اور ان کی بات سے پورے ہاؤس کو آگاہ ہونے کا موقع دیا۔ آپ کا رویہ ہمیشہ ایسا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ appreciatable ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ٹھیک ہے کہ انھوں نے اپنے نظریے اور commitment پر بات کی ہے میں اس بات کے merits and demerits پر نہیں جاتا لیکن انھوں نے دو باتیں کی ہیں۔ ایک بات کی ہے کہ 506 کا ایک ایسا مقدمہ جس میں ملزم نامعلوم تھا کہ وہ ریوالور لے کر کسی کو جان سے مارنے کے لئے بھاگا یا اس نے دھمکی دی اور اس نامعلوم مقدمے میں مجھے پولیس نے گرفتار کیا۔ انھوں نے دوسرا کہا کہ اب میرے نوکر کے ہمراہ مجھ پر توڑی چوری کا پرچہ دے دیا گیا ہے۔ وزیر قانون بیٹھے ہیں اور یہ یہاں پر ہمیشہ rule of law کی بات کرتے ہیں۔ اکثر اوقات اگر انھوں نے غلط بات کو تسلیم نہیں کیا تو کم از کم اسے support بھی نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان دو باتوں پر ہمیں بتائیں کہ حکومت کیا کر رہی ہے؟ یہ کس قسم کی مثال قائم کر رہے ہیں اور اس معاشرے کو کس طرف لے کر جانا چاہتے ہیں، کیا سیاسی رواداری اس چیز کا نام ہے کہ ایک رکن اسمبلی کو 506 کے ایسے مقدمے میں نامزد کر دیا جائے اور اس کے خلاف توڑی چوری کا پرچہ دے دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دو باتوں پر وزیر قانون کا جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں رانا صاحب سے پہلے بات کرنا چاہ رہا تھا بلکہ جب محترم اشرف سوہنا صاحب اپنی بات کر رہے تھے تو یہ میرا حق بنتا تھا کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر انھیں interrupt کرتا اور یہ کہتا جیسے آپ نے فرمایا کہ ان کی تحریک استحقاق آئی ہوئی ہے اس پر بات کر لیں گے اس لئے ان کو اجازت نہ دی جائے لیکن اس معزز ایوان کے رکن کے احترام میں نہ تو میں نے پوائنٹ آف آرڈر کیا بلکہ میں نے ان کی پوری بات یہاں بیٹھ کر دلجمعی سے سنی۔ آپ یقین کیجئے کہ ان کے کیس سے متعلقہ میرے پاس hard copy موجود ہے جس میں ساری تصاویر

ہیں اور total procession جہاں آگ لگائی گئی اس کی سی ڈی موجود ہے جو میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔اس کے باوجود صرف اور صرف معزز بھائی کے احترام میں ان کی پوری بات تحمل کے ساتھ سنی تھی۔ میں سمجھتا تھا کہ ان کی دل آزاری ہوئی اور بقول ان کے ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس لئے ایک مناسب فورم پر انھیں اظہار خیال کر لینے دینا چاہئے اس لئے میں ان کے احترام میں بالکل خاموش رہا۔

جناب والا! چند واقعات ایسے ہیں جن کے شواہد میرے پاس موجود ہیں باقی باتیں معزز رکن نے زبانی بتائی ہیں اور پرچوں کے متعلق بھی بتایا ہے۔ میں ان سے تفصیل لوں گا۔انھوں نے تحریک استحقاق دی ہے لیکن ابھی تک مجھے نہیں ملی۔ابھی سپیکر صاحب کی طرف سے حکم ہوا کہ انھوں نے تحریک استحقاق دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:انھوں نے تحریک استحقاق دی ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:ابھی وہ circulate ہو گی اور مجھے ملے گی تو میں اسے دیکھ کر جواب دوں گا۔ میں آپ کی،اس معزز ایوان اور بالخصوص اپنے بھائی اشرف خان صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے خیال میں اس سے پہلے بھی ان کی تحاریک استحقاق آئی ہیں کیا میں نے ان کی ایک تحریک استحقاق بھی oppose کی ہے؟ قطعی طور پر نہیں کی۔ جو اس معزز ایوان سے باہر ہوتا ہے وہ کچھ حالات ایسے ہیں جو آپ کے کنٹرول میں نہیں اور کچھ ہمارے کنٹرول میں نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہر بات قواعد و ضوابط کے مطابق چل رہی ہو تو پھر شاید کسی کو مداخلت کی ضرورت نہ پڑے۔ اگر کوئی ادارہ کہیں غلطی کرتا ہے تب ہی استحقاق کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر ہم جو ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز اراکین ہیں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اس بات کو صحیح کرنے کے لئے اقدامات کریں۔ اگر کسی نے غلطی کی ہے اور ان کے ساتھ زیادتی کی ہے تو مجھے اس تحریک استحقاق کو دیکھ لینے دیں تو جیسے ہم نے across the board اصول اپنا رکھا ہے کہ کسی معزز رکن کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے اس لئے وقت آنے دیں تو انشاء اللہ اس کا جواب بھی دیں گے اور اگر یہ تحریک استحقاق منظور ہو کر مجلس استحقاقات کے پاس چلی جاتی ہے اور جو بھی متعلقہ افراد غلط ثابت ہوئے تو آپ کی سفارشات پر عملدرآمد ہو گا لیکن قبل از وقت یہ تاثر لینا کہ کسی کے ساتھ زیادتی ہو گی میں اس معزز ایوان میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ بات نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں ایجنڈے کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کل اجلاس کے اختتام کے بعد آپ کے آفس میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی اور اس میں یہ طے ہوا تھا کہ جب سرکاری کارروائی ختم ہو جائے گی تو اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو جائے گی لیکن ایجنڈے میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر کل یہ طے ہوا تھا کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بات ہونی ہے تو پھر اسے آج کے ایجنڈے میں آنا چاہئے تھا۔ لہذا لاء منسٹر صاحب اس بارے میں فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! بات ہوئی تھی اور طے یہی ہوا تھا کہ جو آج کے ایجنڈے پر کارروائی ہے اس کو نمٹائیں گے اس کے بعد اگر آپ کی تعداد پوری ہے تو آپ جتنا مرضی اور جتنی دیر کہیں گے آپ کے ساتھ ہم بیٹھیں گے لیکن تعداد تو میں نے پوری نہیں کرنی۔ ہم تو کل بھی اجلاس کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ کی تقریر کے شوق کو پورا کرنے کے لئے ممبران میں کہاں سے اکٹھے کر کے لاؤں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر موصوف راجہ بشارت صاحب ہمارے بھائی ہیں۔ جس طرح کل انہوں نے ہمارا یہاں پر تیا پانچا کیا ہے۔ یہ ہر بات کرنے کے بڑے ماہر ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ پچھلے اجلاس میں میں نے بار بار کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ گورنمنٹ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کروانا نہیں چاہتی اور میری بات یہ سچ ثابت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ہم چودہ پندرہ تاریخ کو ضرور بحث کروائیں گے۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں انہوں نے کم از کم چار بار کھڑے ہو کر میری بات کا جواب دیا اور پھر ہوا کیا ہے کہ تیرہ تاریخ کو اجلاس ہی ختم ہو گیا۔ اب بھی اور کل بھی کوئی اس قسم کی بات نہیں ہوئی کہ کورم پورا رکھیں گے تو پھر یہ بحث کروائیں گے ورنہ یہ بحث نہیں کروائیں گے۔ طے یہ ہوا تھا کہ ---

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ یہ کہیں یا نہ کہیں یہ تو understood بات ہے کہ اگر کوئی

معزز رکن کورم کی نشاندہی کرتا ہے تو پھر گنتی ہو گی اور اگر کورم ہو گا تو ہاؤس چلے گا اور اگر کورم نہیں ہو گا تو ہاؤس نہیں چلے گا۔ یہ کہنے کی یا نہ کہنے کی تو بات ہی نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! یہاں پر بحث بھی ہوتی رہی ہے کورم کے بغیر بھی کارروائی ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو پھر mutual understanding سے کام چلتا ہے۔ آپ لاء منسٹر صاحب کے پاس بیٹھ جائیں جو بھی وہ طے کریں گے ٹھیک ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال ہے آپ نمبر پکاریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ہماری کم از کم دس تحاریک التوائے کار صرف اس وجہ سے منسوخ کر دی گئی تھیں کہ یہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلق ہیں اور ان پر لاء اینڈ آرڈر کی بحث کے دوران بات کی جائے گی۔ اب اس کے نتیجے میں آپ بحث بھی نہ کروائیں۔

جناب سپیکر: کروائیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں بڑے احترام کے ساتھ عرض کر رہا ہوں میری مراد بحیثیت سپیکر نہیں ہے بلکہ حکومت ہے کیونکہ حکومت نے کہا اور خود اس کو ایجنڈے پر رکھوایا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔ جب حکومت کی طرف سے ایجنڈے پر یہ بات آ جائے تو پھر اسمبلی سیکرٹریٹ اس کا پابند ہے کہ جس چیز پر بحث ہونی ہے اس کی تحریک التوائے کار ختم کر دی جائے۔ جب وہ تحاریک التوائے کار آپ نے ہماری ختم کر دی ہیں تو اب حکومت اس پر بحث بھی نہیں کروا رہی۔ یہ تو ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں ایک چھوٹی سی بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ابھی کورم کے حوالے سے بات ہوئی ہے اور آپ نے بھی فرمایا ہے اور اس پر راجہ بشارت صاحب اور چودھری اقبال صاحب بہت خوش ہوئے ہیں بلکہ دونوں وزراء چہک رہے ہیں۔ میں جناب! کی توجہ last session کی طرف دلانا چاہوں گا کہ ایک دن حکومت کی طرف سے ایک بل تھا غالباً ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کروانے سے متعلق تھا اور وہ مفاد عامہ میں تھا۔

راجہ صاحب نے کہا کہ دیکھیں آج کورم نہیں ہے تو اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مفاد عامہ کا بل ہے تو آپ کورم کی نشاندہی نہ کریں اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ بل آج پاس ہو جائے اور اگر آج یہ بل پاس نہ ہوا تو پھر شاید پھر اس میں بہت دیر ہو جائے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس دن ڈاکٹر اسد اشرف صاحب یہاں پر تشریف فرما تھے ان کو شاید میری اور راجہ صاحب کی بات کا پتا نہیں تھا اور انہوں نے اٹھ کر کورم کی نشاندہی کر دی۔ اگر اپوزیشن کے اراکین اس وقت اٹھ کر باہر چلے جاتے تو کورم پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ راجہ صاحب بھی اس بات کی گواہی دیں گے کہ کورم اس دن نہیں تھا۔ ہم نے یہاں ساتھ بیٹھ کر کورم پورا کروایا کیونکہ وہ مفاد عامہ کی بات تھی اور وہ بل اس دن پاس ہوا۔ اگر راجہ بشارت صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر پر جو بحث ہے یہ مفاد عامہ میں نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے یہ کورم کی نشاندہی کر کے اس بحث کو نہ ہونے دیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: امجد حمید خان دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! ایک burning issue چیف جسٹس کی معطلی کا ہے۔ اس ضمن میں نعیم بخاری سے پوچھا گیا کہ کیا تم نے جو یہ لیٹر لکھا تھا اپنی شہرت کے لئے لکھا تھا اور یہ آج کے اخبارات میں آیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ شہرت کے لئے نہیں لکھا میں تو ایک اچھا وکیل ہوں میری بطور وکیل اچھی شہرت ہے تو میں ریکارڈ کی درستی کے لئے آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ کبھی بھی اچھا وکیل نہیں تھا اور اس کی پہچان جس طرح شاہنواز کی پہچان تھی "بیگم شاہنواز کا خاوند" اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ طاہرہ سید کا خاوند ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: شکریہ۔ دستی صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں بس ختم کرتا ہوں اور اس کو نعیم بخاری کی بجائے لوگ کہتے تھے بیگم طاہرہ سید۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

سردار امجد حمید خان دستی: بس میں ختم کرتا ہوں۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیگم طاہرہ سید کے کہنے پر Resolution آ گیا۔ ایک نامرد کے کہنے پر یہ Resolution آ گیا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں نے اس لئے یہ بات کی ہے اور اس خیال سے بات کی ہے کہ شاید آج کا دن آخری ہو اور میں نے کہا کہ کل تیسرا دن ہے شاید تیسرا ابھی ہو۔ صاحب اختیار آدمی نے بتایا کہ two is company three is not آج ہی ختم ہو جائے۔

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب! نمبر پکاریں۔

محترمہ زیب النساء قریشی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ تشریف رکھیں۔ ہاؤس کو چلنے دیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 2426۔

2002-03 میں گندم کی کاشت اور پیداواری اہداف کی تفصیل

*2426: **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں 2002-03 میں گندم کی ضلع وار کتنے ایکڑ کاشت کی گئی؟

(ب) ضلع وار ایکڑ کے حصول (figure collect) کا کیا طریق کار ہے زرعی شماری (agriculture census) کے لئے کیا فارمولہ اختیار کیا جاتا ہے درست اور قابل اعتماد شمار (census) کا کیا اہتمام ہے؟

(ج) اس سال گندم کی فی ایکڑ اوسط پیداوار صوبہ میں کیا رہی کیا یہ ہدف کے مطابق ہے اگر ہدف سے کم رہی، تو اس کے کیا اسباب ہیں اور آئندہ زیادہ سے زیادہ اوسط پیداوار کے حصول کے لئے کیا اقدامات تجویز کئے گئے ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) حتمی تخمینہ برائے سال 2002-03 کے مطابق صوبہ پنجاب میں تقریباً 1,50,67,000 ایکڑ رقبہ پر گندم کاشت کی گئی۔ ضلع وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جہاں تک ضلع وار ایکڑ کے حصول(figure collect)کے طریقے کا تعلق ہے تو محکمہ زراعت شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس ہر فصل کا تین بار تخمینہ لگاتا ہے،اس کام کے لئے صوبہ پنجاب سے1010گاؤں (مواضعات)سائنسی طور پر منتخب کئے گئے ہیں جو کہ کل مواضعات کا تقریباً چار فیصد ہیں۔

1۔ پہلا تخمینہ:

ہر سال ماہ جنوری میں ان1010 مواضعات میں سروے کیا جاتا ہے، جس سے گندم کے کاشتہ رقبہ کا اندازاً تخمینہ لگایا جاتا ہے، یہ ضلع وار ہوتا ہے اور اس کا نوٹیفکیشن مقررہ تاریخ(یکم فروری) کو جاری کیا جاتا ہے، جس سے کاشتہ رقبہ کا گزشتہ سال کے مقابلہ میں کمی وبیشی کا پتا چلتا ہے۔

II۔ دوسرا تخمینہ:

یہ ہر سال یکم اپریل کو جاری کیا جاتا ہے جس میں پیداوار کا اندازہ بھی شامل ہوتا ہے جس کی بنیاد پانی کی فراہمی، کھادوں کا استعمال، جڑی بوٹیوں و بیماریوں کا کنٹرول، بارش اور موسمی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کاشتکاروں کا انٹرویو کر کے فصل کے بارے میں تفصیلی جائزہ لے کر دوسرا تخمینہ تیار ہوتا ہے۔

III۔ حتمی تخمینہ:

ان1010 مواضعات میں ہر سال تین کھیتrandomlyمنتخب کر کے چھ پلاٹ 20x15سائز کے مطابق محکمہ شماریات کا اہلکار دی گئی ہدایات کے مطابق فصل کو کاٹتا ہے اور اس میں سے گندم کے دانے صاف کر کے موقع پر وزن کرتا ہے۔اس کی پیداوار متعلقہ کاشتکار کے حوالے کرتا ہے اور اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھتا ہے اس کام کی ایک گریڈ17کا آفیسر باقاعدہ نگرانی کرتا ہے۔یہی اوزان اوسط پیداوار کی بنیاد ہیں، یہ عمل اپریل اور مئی میں جاری رہتا ہے، مکمل ہونے پر صوبائی پیداوار کا تخمینہ حاصل ہوتا ہے، حتمی تخمینہ "ادارہ اعداد و شمار پنجاب(Bureau of Statistics, Punjab)"کی طرف سے تمام مواضعات کا ضلع وار رقبہ موصول ہونے پرPunjab Agricultural Statistics (Coordination Board)میں منظوری کے لئے پیش کیا جاتا ہے اس کی منظوری کے بعد نوٹیفکیشن جاری کر دیا جاتا ہے جس کی آخری تاریخ یکم اگست ہے۔زرعی شماری(agriculture census)کا معاملہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ج) وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب کے لئے گندم کی فی ایکڑ پیداوار کا ہدف28.23 من مقرر

کیا تھا جبکہ امسال 03-2002 کے دوران پنجاب بھر کی فی ایکڑ اوسط پیداوار 27.30 من رہی جو کہ ہدف سے 3.30 فیصد کم ہے، جبکہ گزشتہ سال کی اوسط پیداوار 25.93 من فی ایکڑ کے مقابلے میں 5.30 فیصد زیادہ ہے، اس سال گندم کی فصل کو کئی ایک نشیب و فراز سے گزرنا پڑا۔ دراصل مارچ تک تمام عوامل مثبت رہے، کوالٹی سیڈ کا استعمال 8.18 فیصد، نہری پانی کی دستیابی 10 فیصد، بارشیں 67.5 فیصد، فارسفورس اور نائٹروجن کھاد کا استعمال بالترتیب 51 اور تین فیصد زیادہ رہا لیکن مارچ کے بعد سست تیلے اور امریکی سنڈی کے شدید حملہ اور گندم کی کنگھی اور کانگیاری کے زیادہ حملے سے گندم کی پیداوار متاثر ہوئی۔ اس طرح گندم کی پیداوار جو کہ 1,65,00,000 ٹن تک متوقع تھی، کیڑوں اور بیماریوں کے شدید حملہ کی وجہ سے اس کی فی ایکڑ پیداوار پر برا اثر پڑا، 2 جس سے گندم کی مجموعی پیداوار پنجاب میں 1,53,55,030 ٹن رہ گئی، بارانی علاقوں میں بہر حال فی ایکڑ پیداوار کافی بہتر رہی۔

آئندہ سال کے اہداف کو پورا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائیں گے اور ان کے اہداف نچلی سطح تک پہنچا کر ان کے حصول کی مسلسل کوشش کی جائے گی۔

1۔ زیادہ سے زیادہ رقبہ پر بروقت کاشت۔
2۔ گندم کی زیادہ پیداواری صلاحیت کی حامل اقسام کے بیج کا زیادہ استعمال۔
3۔ کاشتکاروں کو اچھا بیج مہیا کرنے کے لئے سیڈ گریڈرز کی سہولت کی فراہمی۔
4۔ متوازن کھاد کا زیادہ استعمال۔
5۔ مہیا پانی کا منصفانہ استعمال
6۔ جڑی بوٹیوں کا بروقت تدارک
7۔ کیڑوں، کوڑوں اور بیماریوں کا بروقت انسداد۔
8۔ جعلی زرعی ادویات کے خلاف پرزور مہم۔
9۔ حکومت کی طرف سے گندم کی زیادہ سے زیادہ بروقت خرید کا بندوبست۔
10۔ بعد از برداشت گندم کی دیکھ بھال کے طریقوں سے زمینداروں کو روشناس کروانا۔
11۔ گاؤں گاؤں تربیتی پروگرام کا انعقاد۔
12۔ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے زمینداروں کی بروقت رہنمائی اور موسمی پیشگوئیاں۔
13۔ زیادہ پیداوار کی صورت میں زائد از ضرورت گندم کی بروقت برآمد کے اقدامات۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا!لودھی صاحب! تشریف رکھیں گے تو میں سوال کروں گا کیونکہ اچھا نہیں لگتا لودھی صاحب ہمارے بزرگ ہیں وہ کھڑے ہو جائیں اور میں سوال کروں۔

جناب سپیکر: جی، لودھی! صاحب آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: بہت شکریہ۔ لودھی صاحب! میرا ضمنی سوال محترم لودھی صاحب جو ہر دور میں بڑے ہی محترم وزیر رہے ہیں ان سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ زراعت کا شعبہ کراپس رپورٹنگ سروس کا جو سسٹم ہے کیا یہ کوئی الگ cell ہے، کوئی الگ شعبہ یا محکمہ ہے اور کراپس رپورٹنگ سروس کے جو arrangements ہیں۔ تمام اضلاع کے اندر کون سے آفیسر زاس کو deal کرتے ہیں اور اس کا کیا status ہوتا ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک چھوٹا سا ضمنی سوال یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے بارے میں جو گندم کی اوسط بتائی گئی ہے وہ تقریباً 28.23 من فی ایکڑ انہوں نے بتائی ہے۔ برصغیر کی تقسیم سے پہلے پورا پنجاب، تقسیم کے بعد ایک حصہ مشرقی پنجاب کی صورت میں ہندوستان کے اندر شامل ہے وہاں پر گندم کی فی ایکڑ پیداوار کیا ہے اور ہماری فی ایکڑ پیداوار کی اوسط کیا ہے اور ان کا آپس میں کیا فرق ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! وقاص صاحب نے crops reporting کی بات کی ہے تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کراپس رپورٹنگ ہمارا ایک محکمہ ہے جو فیلڈ میں کام کرتا ہے اور اس کے دو کام ہیں۔ ایک تو وہ سارے پنجاب میں ضلع وار گندم کی کاشت کا data اکٹھا کرتا ہے اور دوسرا پھر فی ایکڑ پیداوار کا تخمینہ حاصل کر کے ہمارے بورڈ کو فراہم کرتا ہے جس کی calculation کے بعد پھر پنجاب میں announcement ہوتی ہے ایک تو ان کا purpose یہ ہے کہ کتنے لاکھ ایکڑ میں گندم بوئی گئی ہے اور اس کی پیداوار یہ ہوئی اور دوسرا purpose ان کا یہ ہے کہ وہ فصل کی حالت بتانے میں expert ہیں۔ وہ تین سروے کرتے ہیں ایک جنوری، دوسرا مارچ اور تیسرا اپریل کے آخر میں کرتے ہیں۔ اس کی نگرانی ہمارا ایگریکلچر آفیسر کرتا ہے۔ تمام مواضعات میں 1010 پر plants تیار کئے جاتے ہیں، اس کو visit کیا جاتا ہے، اس کو inspect کیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کا تخمینہ یہاں ہیڈ کوارٹر پر بھیجا جاتا ہے۔ انہوں نے 2002 کے بارے میں سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ 03-2002 میں تقریباً ایک کروڑ 50 لاکھ 67 ہزار ایکڑ رقبے پر گندم بوئی گئی تھی اور

انہوں نے دوسرا سوال یہ کیا تھا کہ اس کی پیداوار کی کیا average آئی ہے لیکن اس پر میں نے یہ جواب دیا ہے کہ اس وقت ہماری 28 من فی ایکڑ average ہے لیکن اس وقت بیماری کی وجہ سے 25 من فی ایکڑ آیا تھا لیکن وہ پچھلے سال سے 5 فیصد زیادہ ہے۔ ہمارا ایک پورا ڈیپارٹمنٹ ہے جو day and night field میں کام کرتا ہے اور ہم اپنی عوام اور گورنمنٹ کو صحیح figures provide کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے دوسرا بھی ایک قصہ عرض کیا تھا اس کے ساتھ comparison کر کے مشرقی پنجاب کی اوسط زیادہ ہے یا ہماری اوسط زیادہ ہے۔ اگر وہاں زیادہ ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اس کے بارے میں بھی کچھ رہنمائی فرمائیں۔ وزیر موصوف نے اس حصے کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایگریکلچر!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میرے دوست پہلے بھی انڈیا کی بات کرتے ہیں لیکن میں اس پر اپنی reservation رکھتا ہوں وہ اس لئے کہ ان کی فی ایکڑ پیداوار twenty nine point something ہے لیکن وہاں پر جو facilities provide ہوتی ہیں وہ شاید وقاص صاحب کے علم میں ہو کہ وہ پانی تقریباً مفت دیتے ہیں، pesticides provide کرتے ہیں، بیج provide کرتے ہیں، levelling وہ کر چکے ہیں اور اس کے بعد وہ کسانوں کو facilitate کرتے ہیں۔ ہم فخریہ انداز میں یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے farmer کو کوئی subsidy نہیں دے رہے اس کے باوجود ہم نے پنجاب میں ایک کروڑ 70/72 لاکھ ٹن گندم پیدا کی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! وزیر موصوف خود فرما رہے ہیں ہم کوئی subsidy نہیں دیتے ہیں۔ مشرقی پنجاب میں حکومت اپنے کسانوں کو جو سہولتیں فراہم کر رہی ہے وہ اگر آپ بھی کر رہے ہوں تو اس صورت میں تو یہ اوسط اور بہتر ہو جائے گی۔ آپ اس credit کو اپنے کھاتے میں کیسے ڈال رہے ہیں؟

وزیر زراعت: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ .This credit goes to farmers وہ facilitate کر رہے ہیں ہم facilitate نہیں کر رہے لیکن اس کے باوجود ہم ان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ this

appreciation goes to our farmers. لیکن اب ہم نیو ٹیکنالوجی indict کر رہے ہیں۔ ہم لیزر levelling کر رہے ہیں، water coursing کر رہے ہیں، ہم فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کی طرف گامزن ہیں اور انشاء اللہ عنقریب آپ دیکھیں گے کہ پنجاب اناج گھر بن جائے گا۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! محترم لودھی صاحب سے سوال پوچھنے سے پہلے میری ایک گزارش ہے کہ کوئی بھی حکومت ہو میں کسی حکومت کا نام لیتا ہوں نہ ہی میں موجودہ حکومت پر کوئی تنقید کرنا چاہتا ہوں۔ میرا ہر گز یہ مقصد ہے اور نہ ہی لودھی صاحب پر میرا تنقید کرنے کا کوئی ارادہ ہے لیکن یقین جانیں جب سے پاکستان بنا ہے محکمہ زراعت اور اریگیشن نے پاکستان کی زراعت کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ ضمنی question کریں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! جس طرح کہ راجہ بشارت صاحب چاہتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر پر بات نہ ہو۔ آپ دیکھیں کہ محکمہ اریگیشن میں الیکشن شروع کرا دیئے گئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ نے agriculture پر ضمنی question کرنا ہے اور بات آپ کر رہے ہیں اریگیشن پر۔ آپ agriculture پر ضمنی question کریں، اریگیشن کہاں سے نکل آیا؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔ آپ بھی زمیندار ہیں، میں بھی زمیندار ہوں۔ پنجاب کا ایوان ہو اور زمینداروں کی بات کرنے کی اجازت نہ ہو، اس سے بڑا کوئی ظلم اور ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ relevant رہ کر ایگریکلچر پر بات کریں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کی ساری باتیں مان لیں۔ میں کسی گورنمنٹ کا نام نہیں لیتا، میں تو محکمے کی بات کرتا ہوں۔ زراعت کے محکمے سے صرف اتنا پوچھیں کہ ان کی کارکردگی بیج کی نئی اقسام اور فی ایکڑ پیداوار کے لئے کسی ایک فصل کا بتادیں اور اگر انڈیا سے تمام فصلیں آدھے سے بھی کم نہ ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ لودھی صاحب نے 29 من کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ پاکستان کے اندر اچھی پیداوار دینے والے بیج کی اچھی variety کون سی ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ہم شفق اور سحر نئی variety لے کر آئے ہیں۔اس کے باوجود ہماری پہلی varieties انقلاب، اقبال اور بھکر زیر کار ہیں اور میں یہ facts and figures کی بات کر رہا ہوں۔ راجہ صاحب میرے بھائی ہیں وہ کہہ رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ریکارڈ کی بات ہے ہم نے پچھلے سال ایک کروڑ 68 لاکھ ٹن گندم پنجاب میں پیدا کی۔اس سے پچھلے سال ایک کروڑ 72 لاکھ ٹن گندم اسی بیج اور اسی facility کے ساتھ پیدا کی لیکن پاکستان کی کل پیداوار 2 کروڑ 10 لاکھ ٹن ہے جس میں سے ایک کروڑ 72 لاکھ ٹن پنجاب پیدا کر رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہمارے سائنسدانوں کا بیج ہے، ہمارا ہی بیج ہے۔ ہم بغیر facility کے اتنی progress حاصل کر رہے ہیں تو یہ انڈیا کی کیسے بات کر رہے ہیں۔آج ہم 5 لاکھ ٹن گندم export کر رہے ہیں اور یہ اخباروں میں آرہا ہے۔ ہم اللہ کی مہربانی سے اس میں خود کفیل ہو گئے ہیں تو اس ہاؤس اور پنجاب کو خوش ہونا چاہئے تو یہ کیوں پریشان ہیں؟

جناب سپیکر: حاجی اعجاز احمد صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح ابھی انہوں نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ انڈین گورنمنٹ نے وہاں پر کسانوں کو بہت ساری سہولتیں دی ہیں جس کی وجہ سے ان کی پیداوار ہم سے زیادہ ہے۔ وزیر موصوف مجھے صرف یہ بتادیں کہ گورنمنٹ آف پنجاب کوئی ایسا منصوبہ بنانا چاہتی ہے کہ ہم اپنے کاشتکاروں کو وہ سہولتیں دے سکیں جو انڈیا دے رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایگریکلچر!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اگر سہولت کی بات کی جائے تو آج تک ہمارے کھیتوں کی levelling نہیں ہوئی تھی۔ ہم اپنے کسانوں کو facilitate کر رہے ہیں۔ایسے نہیں بات، پھر سننے کی بھی ہمت کریں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پلیز سنیں۔جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ہم نے Lazer Levelling Machine باہر سے منگوائی۔اس کے بعد ہمارے یہاں پر بن رہی ہے۔ ہم ہر یونین کونسل میں وہ مشین provide کر رہے ہیں۔اس مشین کی قیمت 3 لاکھ 20 ہزار روپے ہے لیکن اس کو آدھا subsidies گورنمنٹ کر رہی ہے اور

آدھا زمیندار کرتا ہے۔ چیف منسٹر پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ by the end of this year یہ مشین ہر یونین کونسل میں provide کر دیں گے۔ اس سے levelling کرنے کا فائدہ ہو گا۔ اس طرح سے ہم اپنے کسانوں کو ڈیڑھ لاکھ کی subsidy provide کر رہے ہیں تاکہ ان کی field ہموار ہو سکے جبکہ انڈیا 25 سال پہلے field ہموار کر چکا ہے اور ہم اس کو آج کر رہے ہیں۔ اس کا کریڈٹ ہماری گورنمنٹ کو جاتا ہے، ہمارے صدر پاکستان کو جاتا ہے، ہمارے پرائم منسٹر کو جاتا ہے اور ہمارے چیف منسٹر پنجاب کو جاتا ہے کہ ہم ایک لیزر لیولنگ مشین ہر یونین کونسل کو دے رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! جب 2003 میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اقتدار دیا اور ان کو بھی اپوزیشن کا موقع ملا۔ اس وقت فی من کی قیمت -/300 روپے تھی۔ یہ کریڈٹ اس گورنمنٹ کو جاتا ہے کہ ہم نے -/300 سے -/350 کیا، -/350 سے -/400 کیا اور -/400 سے -/415 روپے کیا۔ یہ سہولت کس کو دی ہے، یہ سہولت ہم نے کسانوں کو دی ہے اور یہ ان کا حق بنتا ہے۔ اس کا رزلٹ یہ مل رہا ہے کہ bumper crop ہو رہی ہے اور آج ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ ہم گندم ایکسپورٹ کر رہے ہیں اور مصر ہمارا سب سے بڑا گاہک ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! حاجی اعجاز صاحب نے پوچھا تھا کہ کون سی سہولیات کسانوں کو دی جا رہی ہیں۔ محترم وزیر زراعت نے بہت ساری سہولیات کا بتا دیا ہے۔ ایک سہولت جو وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے دنوں مہیا کی ہے وہ میں جناب کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ٹیوب ویل ٹائم میٹر سپلائی کئے گئے ہیں اور رات آٹھ بجے سے لے کر صبح سات بجے تک اس کے بل پر 25 فیصد چھوٹ ہے جو کہ پنجاب گورنمنٹ سبسڈائز کر رہی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) میں انھوں نے لکھا ہے کہ کسانوں کو جو advice دی جاتی ہے اس میں متوازن کھاد کا زیادہ استعمال ہے۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت اتفاق سے زراعت کا محکمہ زیر بحث ہے میں یہ عرض کروں گا کہ فیلڈ میں یہ پوزیشن ہے کہ DAP کھاد جو کہ ہر فصل سے پہلے ڈالی جاتی ہے۔ ظلم یہ ہے کہ 14/15 روز کے اندر -/700 روپے فی بوری سے اس کی قیمت -/1440 روپے فی بوری ہو گئی ہے اور پورے پنجاب کا کسان انتہائی پریشان ہے۔ اگر گورنمنٹ کا کسی قسم کا کوئی کنٹرول ہے تو بتایا جائے۔ میں اس پر شدید احتجاج بھی کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ اس کا میکینیزم ہے کہ 14/15 روز میں -/700 روپے کی بوری -/1440 روپے کی ہو گئی ہے اس کے بارے میں کوئی بات بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کو چاہئے تھا کہ شکایت کرنے سے پہلے کم از کم یہ appreciation کر جاتے کہ جو کہتے ہیں کہ کیا ہم کسانوں کو کیا سہولیات دے رہے ہیں۔ یہ اسی گورنمنٹ کا کام ہے کہ ہم نے DAP کو -/250 روپے کم کر کے اس کھاد کو -/850 روپے کر دیا۔ جو یوریا کھاد یہاں پیدا ہوتی ہے اور جو باہر سے آتی ہے وہ -/1100 روپے فی بیگ ہوتی ہے لیکن ہم اس کو -/550 روپے میں فروخت کرتے ہیں، یہ سہولت ہے۔ اگر کوئی شکایت ہے تو زیادہ کنٹرولنگ اتھارٹی فیڈرل گورنمنٹ ہے لیکن ہم خاموش نہیں ہیں۔ ہم اس کا نوٹس لے رہے ہیں۔ اگر کوئی مثال ڈاکٹر صاحب کے پاس ہے تو مجھے بتائیں تو ہم انشاء اللہ فوراً اس پر ایکشن لیتے ہوئے ٹھیک کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ انتہائی سنجیدہ معاملہ ہے۔ انھوں نے مثال مانگی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ چار پانچ روز پہلے میرے ڈرائیور نے دوران ڈرائیونگ یہ کہا کہ میں نے دو ایکڑ زمین مستاجری پر لی ہوئی ہے۔ میں نے مہینہ پہلے ایک DAP کی بوری اس میں ڈالی تھی اور اس نے کہا کہ کل میں نے اسی طرح اپنی جیب کے اندر -/700 روپے ڈال کر کھاد کے ڈیلر کے پاس گیا اور میں نے اسے کہا کہ مجھے یہ بوری چاہئے، جب میں نے -/700 روپے نکال کر اس کو دیئے تو اس نے کہا کہ بھائی صاحب یہ آپ جیب میں رکھ لیں۔ اب یہ بوری -/1440 روپے کی ملے گی۔ میں یہ first hand مثال وزیر موصوف کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے جو فیلڈ کے افسران ہیں ان کے ذمہ لگائیں کہ وہ معلوم کریں کہ فیلڈ کے اندر کسان کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے اور اس کی rectification کرائی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ جز(الف) میں انھوں نے پنجاب میں ضلع وار پیداوار کا لکھا گیا ہے۔ اس میں جو ضلع وار فہرست مجھے فراہم کی گئی ہے اس میں گوجرانوالہ ڈویژن میں ضلع وار لکھا گیا ہے لیکن گجرات ضلع میں جو تحصیل سرائے عالمگیر جس میں تھانہ کھاریاں اور سرائے عالمگیر ہے۔ اس میں un-irrigated area ایک لاکھ 65 ہزار ایکڑ لکھا گیا ہے اور اسی نہر کی وجہ سے ضلع سرگودھا 1898 میں آباد ہوا اور جتنی نہریں بنی ہیڈ رسول، ہیڈ جگو، ہیڈ منگلہ، شادیوال پاور ہاؤس سب اس نہر پر ہیں۔ آج تک اس ڈویژن میں سب سے زیادہ un irrigated area سرائے عالمگیر میں ہے جس کو پانی نہیں دیا گیا۔ موجودہ اور پچھلی حکومت کسی نے کچھ نہیں کیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اسی ضلع سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ 1985 سے پہلے راولپنڈی ڈویژن تھا اب یہ گوجرانوالہ ڈویژن ہے۔

جناب سپیکر: آپ کون سے سوال کی بات کر رہے ہیں؟

چودھری اعجاز احمد سماں: پہلا سوال اور پہلا جز ہے۔

جناب سپیکر: کون سا جز ہے۔ آپ Irrigation کی بات کر رہے ہیں اور سوال Agriculture کا چل رہا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے جو un irrigated area لکھا ہے وہ سب سے زیادہ ہے۔ کیا وہاں پر یہ پیداوار بڑھانے کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں جو نہر وہاں سے گزرتی ہے اس کا پانی اس کو نہیں ملتا۔ یہ محکمہ زراعت کا فرض ہے کہ ان لوگوں کو پانی پہنچائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، شکریہ۔ محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! آج زراعت کے بارے میں سوالات ہیں۔ اس میں گندم آتی ہے جو کہ خواتین سے بہت زیادہ متعلقہ ہے۔ دن بدن گندم مہنگی ہوتی جا رہی ہے اور لودھی صاحب بڑے آرام سے کھڑے ہو کر اس طرح آسانی سے جواب دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! جز (ج) میں انھوں نے تقریباً تیرہ پوائنٹ گندم کے اہداف کو زیادہ کرنے کے لئے دیئے ہوئے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اصل چیز زرعی آلات کے کارخانے ہیں جس میں غریب کسان کو تھریشر کے لئے مارا مارا پھرنا پڑتا ہے اور اس کا کرایہ دینا پڑتا ہے۔ ٹیوب ویل

کا کرایہ دینا پڑتا ہے تو انھوں نے کیا اقدامات کئے ہیں کیونکہ ان تیرہ پوائنٹس کے اندر زرعی آلات کا کہیں بھی نام نہیں ہے۔ مجھے ان سے صرف یہ پوچھنا ہے کہ جن اضلاع میں زرعی آلات کے کارخانے ہیں ان کو بہتر کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اور کہاں کہاں نئے کارخانے لگائے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! مجھے اس سوال کی سمجھ نہیں آئی۔ ادھر آواز کم ہے اگر بی بی مجھے دوبارہ بتادیں تو میں ان کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! اپنا سوال repeat کر دیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! جز (ج) کے آخری پیرے میں لکھا ہوا ہے کہ آئندہ سال کے اہداف کو پورا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائیں گے اور ان کے اہداف نچلی سطح تک پہنچا کر ان کے حصول کی مسلسل کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر! یہ 2003 کا سوال ہے اور اب 2007 ہے۔ یہاں پر تیرہ پوائنٹس دیئے گئے ہیں۔ جن میں گندم کی زیادہ پیداواری صلاحیت کی حامل اقسام کے بیج، کاشتکاروں کو اچھا بیج، متوازن کھاد کا زیادہ استعمال، مہیا پانی کا منصفانہ استعمال، جڑی بوٹیوں کا بروقت تدارک، کیڑے مکوڑوں اور بیماریوں کا بروقت انسداد اور باقی بھی تیرہ پوائنٹس ہیں لیکن اس میں زرعی آلات کا کارخانہ جہاں پر تھریشرز بنائے جاتے ہیں جہاں پر زرعی آلات استعمال ہوتے ہیں، ان کے جو کارخانے ہیں ان کی بہتری کے لئے آپ نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ایگریکلچر منسٹر صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! انہوں نے زرعی آلات بنانے کی بات کی ہے۔ یہ جو پوائنٹس دیئے ہوئے ہیں یہ فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے دیئے ہوئے ہیں اور ہم نے میڈیا کے ذریعے بھی لوگوں کو apprise کیا ہے کہ یہ طریق کار استعمال کیا جائے۔ جہاں تک زرعی آلات بنانے کا تعلق ہے یہ میاں چنوں، ملتان، ڈسکہ اور گوجرانوالہ میں ہے، ہر جگہ پر ہماری مشینری بن رہی ہے اور ہم ارزاں قیمت پر لوگوں کو مہیا کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، ناظم شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہمارے بھائی جو ماشاء اللہ1970 کے ساتھی ہیں میں آپ کی وساطت سے ان سے ضمنی سوال کروں گا کہ انہوں نے گندم کی فی ایکڑپیداوار اور ٹوٹل بھی بتادی۔ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ اس ملک پاکستان میں یا پنجاب میں کون کونسی اقسام کی گندم کی کاشت ہو رہی ہے اور خصوصی طور پر میں یہ کہوں گا کہ جس سے یہstarchقسم کیmacronies, pastries وغیرہ بنتی ہیں جیسےclub wheatایک قسم ہے او باقی بھی کئی اقسام ہیں یہ اس کی تفصیل بتادیں۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ جیسے آپ کو بھی علم ہے کہcross breedسے ہمیشہ بہتر نتائج سامنے آتے ہیں۔اگر گندم کے بیج یہاں لاہور سے ملتان میں کاشت کئے جائیں تو اس کی پیداوار زیادہ آتی ہے اور ملتان کا بیج اگر ادھر آ جائے یعنیnorthسےsouthچلا جائے،southسےnorthآ جائے،westسےeastآ جائے توپیداوار زیادہ ہو گی۔ ہوتا یہ ہے کہ جب ہمseed لیتے ہیں اور میں ہمیشہ بیج سیڈ کارپوریشن سے لیتا ہوں مگر وہ ملتان کا ہی بیج ملتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ ان سے requestکی ہے کہ آپ ہمیںnorthایریالاہور، فیصل آباد یا سیالکوٹ سے بیج لاکر دیں تو اس کے بہت بہتر نتائج آ سکتے ہیں۔یہ میرے دو سوال ہیں کہ کیاان کے زیر نظر ایسی کوئی تجویز ہے یا آئندہ جیسے میں نے تجویز دی ہے اور اگر ان کو پسند ہے تو اس پر عملدر آمد کریں اور دوسرا یہ بتادیں کہ یہ macroniesاورpastriesوغیرہ کے لئے جو گندم کی اقسام ہیں وہ کتنی کتنی کاشت ہوتی ہیں اور کون سے ایریا میں ہوتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ایگریکلچر منسٹر صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! شاہ صاحب کے آموں کے باغ ہیں۔یہ آم کی بات کریں گندم کی یہ کیا بات کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: اگر یہ آموں کی اقسام کی بات کرتے ہیں تو پھر سنیں، لنگڑا، لٹور، دسہری وغیرہ اور اس کے علاوہ کئی قسمیں ہیں یہ آموں کی اقسام مجھ سے پوچھیں۔

جناب سپیکر: بہر حال وہ گندم کی اقسام پوچھ رہے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! شاہ صاحب میرے دوست ہیں۔ یہ میرے پاس تشریف لائیں، چائے وغیرہ پلائیں گے اور گندم سے تمام واقفیت کروائیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: یہ ہمارے ساتھی ہیں۔ یہ اس وقت جا کر رہتے تھے اور انہوں نے بھی آموں کے باغ دیکھے ہوئے ہیں اور ان کو اقسام کا بھی پتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ایگریکلچر منسٹر صاحب!

وزیر زراعت: ان کو چاہئے کہ ساری اسمبلی کو آموں کی دعوت دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ان سے پوچھیں کہ کیا اس سال انہوں نے اس باغ کے آم نہیں کھائے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ان کا مائیک تو ٹھیک کرا دیں تاکہ ان سے ہمارا رابطہ جڑا رہے۔ ہمارے تین زون ہیں۔ ایک arid zone ہے، ایک rice zone ہے اور ایک cotton zone ہے۔ شاہ صاحب ہمارے cotton zone میں آباد ہیں اور بڑی اچھی کاشتکاری کرتے ہیں۔ ہمارا فیلڈ سٹاف جا کر ان کو یہ بتاتا ہے کہ گندم کا فلاں بیج اس زون کے لئے مناسب ہے اور فلاں بیج اس زون کے لئے مناسب ہے۔ ان کا جو کاٹن ایریا ہے اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ ان کی پیداوار دن بدن بڑھ رہی ہے تو کاٹن ایریا میں گندم لیٹ ہو جاتی ہے کیونکہ اس کی آخری چنائی اکتوبر نومبر میں چلی جاتی ہے اور اس کے بعد وہاں پر جو یہ اقسام اگاتے ہیں وہ بھی پیداوار پوری دے رہی ہیں۔ یہ اقسام تو بے شمار ہیں جو میں نے گنی ہیں اور وہاں پر ہماری سیڈ کارپوریشن certified بیج مہیا کرتی ہے اور پرائیویٹ کمپنیاں بھی مہیا کر رہی ہیں لیکن میں اس ہاؤس سے یہ کہتا ہوں کہ ہماری سیڈ کارپوریشن جو بیج مہیا کرتی ہے وہ certified ہوتا ہے جو ہر depot پر میسر ہے اور کاشتکار وہاں پر واقفیت حاصل کر کے گندم اگاتے ہیں اور اسی وجہ سے ہم اس کی ترقی کر رہے ہیں اور ماشاء اللہ آگے بڑھتے جائیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے پہلا سوال یہ کیا تھا جس گندم سے macaronies pastry, starch بنتا ہے اس کی اقسام یہ کہاں کہاں کاشت کرتے ہیں؟ ویسے تو دیکھیں کہ 6000(BC)۔ Mesopotania میں first of all یہ use ہوئی اور وہاں سے اس کی development ہوتے ہوتے کیونکہ مختلف مراحل میں یہ develop ہوئی۔ جیسے rice کا آپ دیکھیں کہ (BC)10000 جنوبی ایشیا میں کاشت ہوتا تھا۔ پہلے مکئی برازیل میں کاشت ہوئی مگر وہاں سے develop ہو کر ہمارے پاس آئی۔ آج گندم کی جو دوسری اقسام ہیں مگر جن سے macaronies یا pastry وغیرہ وہ اور قسم ہے یا starch جو بنتا ہے وہ اور ہے وہ کھانے کے لئے

بہت کم استعمال ہوتی ہے۔ میں نے وہ پوچھا ہے کہ وہ قسم کہاں پر کاشت ہوتی ہے اور اس کی کتنی کاشت ہوتی ہے۔ میں ویسے آپ کی اطلاع کے لئے کہتا ہوں کہ اگر کل ہاؤس چلا تو بتاؤں گا اور اگر کل نہ ہوا تو پھر جب یہ اجلاس دوبارہ ہوگا تو میں Botany کی کتاب لاکر آپ کے سامنے رکھ دوں گا تو پھر اس میں آپ خود دیکھ لیجئے گا کہ اس میں کتنی اقسام ہیں اور وہ کس طریقے سے develop ہوئی ہیں؟

محترمہ نشاط افزاء: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: محترمہ! کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! صرف ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے ضمنی سوال کرنا ہے شعر نہیں پڑھنا۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! شعر عرض ہے۔

یہ کیسا دستور زباں بندی ہے تیری محفل میں
یہاں بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین بھی اس ایوان کا حصہ ہیں لیکن ہمارے ساتھ مسلسل یہی ہو رہا ہے کہ ہم سارا دن کھڑی رہتی ہیں مگر ہمیں بولنے کے لئے وقت نہیں دیا جاتا۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس پر کوئی general discussion تو نہیں ہونی۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! اگر آپ یہ سمجھیں کہ یہ میرا غیر متعلقہ سوال ہے لیکن اسی پر آکر ہی میری بات ختم ہوگی۔ کل آپ نے ایک کمیٹی مقرر کی تھی تو اسی پر ہی متعلقہ میرا سوال ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ جھوٹ ہے یا غلط ہے۔ ہم بڑے مشکور ہیں کہ آپ نے یہ کمیٹی بنائی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یہ حکومت ساڑھے چار سال سے جھوٹ پر جھوٹ بولے چلی جا رہی ہے، تقریروں میں، تصویروں میں اور ہر بات میں یہ

قوم کے ساتھ فراڈ کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! آپ ان [******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

محترمہ نشاط افزاء: میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ ان کے لئے بھی کمیٹیاں بنائی جائیں جو یہ [**] بول رہے ہیں۔

محترمہ خالدہ منصور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میں کافی دیر سے کوشش کر رہی تھی کہ مجھے آج یہ جو گندم کے حوالے سے سوال ہے اس پر بات کرنے کا موقع ملے اس لئے کہ میرے علاقے میں ایک بہت ہی serious problem گندم کے حوالے سے ہے، آپ بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتی ہوں کہ ہمارے گاؤں 127/RB جس کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں جو کہ آپ کے ووٹرز بھی اور سپوٹرز بھی ہیں۔ حالیہ بارشوں کی وجہ سے ہمارے 25 خاندان جو کہ چھوٹے کاشتکار ہیں جن کی گندم پانچ، چھ، سات اور آٹھ ایکڑ تھی جو کہ ساری کی ساری خراب ہو گئی ہے کیونکہ پہلے وہ سیم زدہ زمین تھی اور جب بارشیں ہوئیں اس میں پانی گھٹنوں تک کھڑا ہو گیا۔ ان تمام لوگوں کی گندم خراب ہو گئی ہے اور ان کے لئے بہت problem ہے۔ میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گی کہ اگر وہ ان کی کچھ رہنمائی کر سکیں یا ان کو کوئی ٹیکنیکل اسسٹنس دے سکیں کیونکہ جو سیم نالہ ہے وہ ان زمینوں سے کچھ فاصلے پر ہے اگر ان زمینوں کے ساتھ ساتھ ایک ایسی نالی بن جائے جو کہ سیم نالے میں گرے تو ان سب کی زمینیں بچ سکتی ہیں۔ یہ فصل تو ان کی خراب ہو گئی ہے لیکن اگر حکومت ان کو ٹیکنیکل اسسٹنس دے تو آئندہ فصل کاشت ہو سکتی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گی کہ اس علاقے میں جو زراعت کے آفیسر ہیں اگر آپ ان کو ہدایات دیں تو وہ ان زمینداروں کے ساتھ مل کر بات کر سکتے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! ایک اور بات جو میں آج کے اس question کے حوالے سے وزیر صاحب کے گوش گزار کروں گی کہ جہاں انہوں نے یہ بتایا کہ ہم کسانوں کو بہت سی رعایت دے رہے ہیں یا ان کو زراعت کے متعلق اطلاعات دے رہے ہیں۔ میں ایک گزارش کرنا چاہوں گی کہ اگر یہ زمین سیم زدہ ہو گئی ہے، وہ زمین اور دوسری زمین کی مٹی کی ٹیکنیکل انسپکشن کروائیں اور کسانوں کو یہ ہدایات دیں کہ وہ کس قسم کی فصلیں زمین میں کاشت کریں تو میرے خیال میں ہمارے علاقے کا بہت بڑا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! پرانے زمانے میں جب کبھی تعلق قائم کیا جاتا تھا تو بزرگ ان کے آباؤاجداد کے بارے میں جاننا ضروری سمجھتے تھے کہ origin کیا ہے۔ مسلم لیگ کی بنیاد قائداعظم محمد علی جناح ہیں جنہوں نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں تھا۔ جن کے بارے میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا ہے کہ اگر مجھے پتا ہوتا کہ جناح کو ٹی بی تھی تو میں پاکستان کی تکمیل delay کر دیتا کیونکہ اس کے بعد کسی لیڈر میں دم خم ہی نہیں تھا کہ جو پاکستان بناتا۔ ان کے لیڈر ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر بھٹو تو سراپا جھوٹ تھے۔ آپ بتا دیں کہ سچ ہم بولتے ہیں یا یہ بولتے ہیں۔ آئینے میں اپنا چہرہ نظر آتا ہے جو جھوٹے ہوتے ہیں انہیں جھوٹے ہی نظر آتے ہیں۔ ہمارا تو origin آپ دیکھ لیں کہ کتنا pure ہے اور مسلم لیگ ایک pure جماعت ہے جن کا مقصد ہی عوام کی خدمت اور سچائی پر قائم ہے۔ ویسے بھی ہمارے لیڈر نے کہا تھا کہ اتحاد، تنظیم اور سچائی یہ ہمارے basic themes ہیں۔ شکریہ

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں معزز اراکین اسمبلی سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایجنڈا کا سب سے اہم آئٹم وقفہ سوالات ہوتا ہے اور ایک سوال پر ہی تقریباً میرا خیال ہے کہ کوئی چالیس پینتالیس منٹ کے لگ بھگ تقریباً 15/16 ضمنی سوالات ہوئے۔ ضمنی سوال تو کیا تقریریں شروع ہو گئیں۔ زراعت پر متعلقہ ضمنی سوال کرنا ہے، کوئی دوست آبپاشی کی بات کر رہا

ہے، کوئی مسلم لیگ کی بات کر رہا ہے، کوئی پی پی پی کی بات کر رہا ہے۔ خدارا! یہ ایجنڈے کا اتنا اہم آئٹم ہے اور ہم ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میرے دیکھنے میں دو معزز اراکین نے relevant ضمنی سوال کئے ہیں ایک حاجی اعجاز صاحب کا تھا۔ وزیر صاحب! ان کا سوال یہ تھا آپ نے on the floor of the House کہا جب سوال ہوا، کسی معزز رکن نے کہا کہ جی انڈیا میں گندم کی پیداوار کیوں زیادہ ہے اور پاکستان میں کیوں کم ہے۔ آپ کا فرمان تھا کہ انڈیا میں زمیندار کو حکومت زیادہ facilitate کر رہی ہے لیکن میں اپنے کاشتکاروں کو appreciate کرتا ہوں کہ ان کی محنت اور کوشش کی وجہ سے حالانکہ ہم اتنا facilitate نہیں کر پا رہے جتنا کہ انڈیا والے کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی ہماری پیداوار بہت اچھی ہے۔ ان کا ضمنی سوال یہ تھا کہ جو سہولتیں انڈیا والے اپنے کاشتکار کو دے رہے ہیں کیا حکومت ارادہ رکھتی ہے کہ وہ بھی اس ملک اور اس صوبے کے اندر بھی وہی سہولتیں دی جائیں۔ کیونکہ آپ کے جواب سے بھی یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اگر وہ سہولتیں دی جائیں تو ہم لوگ انڈیا سے بھی زیادہ پیداوار لے سکتے ہیں۔ ایک تو ان کا یہ سوال تھا، ایک سوال ناظم حسین شاہ صاحب کا تھا کہ یہ جو گندم کا بیج ہے یہ اگر ایک ضلع سے دوسرے ضلع نارتھ سے ساؤتھ، ساؤتھ سے نارتھ شفٹ کیا جائے تو اس سے بھی ان کی بات ٹھیک ہے کہ پیداوار پر اثر پڑتا ہے۔ آپ نے جواب دیا تھا کہ تین زون ہیں اور ان زون کو مدنظر رکھتے ہوئے بیج کی تشخیص کی جاتی ہے کہ کون سا بیج کس علاقے میں، یقیناً بارانی علاقے کا بیج اور ہے، نہری علاقے کا اور ہے، شمالی علاقہ جات میں اور کاشت کرتے ہیں، جنوبی میں اور کرتے ہیں، سنٹرل پنجاب میں اور کرتے ہیں لیکن شاہ صاحب کا جو سوال تھا یہ تین زون ہیں۔ 35 اضلاع کے تین زون ہم نے بنائے ہیں، 35 اضلاع کے اگر تین زون بھی بنیں تو یہ سات آٹھ یا دس اضلاع پر ایک زون بنا۔ ایک زون میں جو بیج ایگریکلچر نے تشخیص کیا اس کو اگر ایک دوسرے ضلع میں شفٹ کر دیا جائے تو تھوڑا بہت پیداوار میں فرق پڑتا ہے اور بہتر طریقہ سے پیداوار لی جا سکتی ہے۔ یہ دو ہی questions پورے چالیس منٹ میں ناظم حسین شاہ صاحب کا اور حاجی اعجاز صاحب کا یہ relevant تھے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی معزز رکن بات کرتا ہے ہم وقفہ سوالات پر عام بحث شروع کر دیتے ہیں۔ ابھی یہ بڑے ضروری سوال ہیں، کئی سوال ایسے ہیں کہ ان کا سال بعد نمبر آیا ہے لیکن ہم نے سارا وقت ضائع کر دیا ہے صرف ایک سوال پر ہی، میری آپ سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ ضمنی سوال دو یا تین ہونے چاہئیں۔ کوئی منسٹر صاحب کو زچ کرنے کا مقصد نہیں ہے منسٹر صاحب کی آپ رہنمائی کرتے

ہیں کہ جو پہلے گورنمنٹ کے نوٹس میں کوئی چیز نہیں تو آپ ذرا گائیڈ لائن دے دیں کہ اس طریقے سے ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اس بات پر معذرت خواہ ہوں کہ مجھے آپ کی قطع کلامی نہیں کرنی چاہئے تھی مگر ہم ہمیشہ آپ کی محبت سے سرفراز ہوتے رہتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ میرے دوسرے سوال کا بھی جواب نہیں آیا وہ بڑا اہم ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ساڑھے چھ ہزار بی سی پہلے Mesopotania میں گندم کاشت ہوئی اور پہلے پیغمبر جنہوں نے گندم کاشت کی وہ حضرت لوط علیہ السلام تھے جنہیں یہ طریقہ بتایا قدرت نے بتایا۔ جیسے حضرت ادریس علیہ السلام جنہوں نے کپڑا بننا وغیرہ سکھایا۔ حضرت لوط علیہ السلام جنہوں نے کھیتی باڑی کی ابتداء کی۔ وہاں سے مختلف مراحل میں مختلف اقسام کی گندم کاشت ہوتی رہی اور یہ آتی رہی۔ میں نے یہ سوال کیا ہے، میں اس کے پچھلے پس منظر میں گیا ہوں اور میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ میں نے کہا ہے کہ جن سے یہ پیسٹری یا سٹارچ قسم کا میکارونیز یہ اور قسم کی گندم ہے یہ پہاڑی علاقے میں کاشت ہوتی ہے۔ ہم جو گندم کاشت کرتے ہیں نیچے سے اس کی بہت ساری شاخیں نکلتی ہیں وہ اس کی ایک ورائٹی ہے۔ ہم اس وقت سٹارچ قسم کی پیسٹری اور میکارونی وغیرہ ہم یہ گندم import کرتے ہیں تو اس لئے میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا اس قسم کی کاشت کون کون سے علاقے میں ہو رہی ہے اور کیا اس کی availability ہے یا نہیں۔ اس کو بھی شامل کر دیں اور ویسے میں آپ کو کل یا پرسوں کتاب دکھا دوں گا۔ آپ اس کا بھی مطالعہ کریں کہ کتنی اقسام ہیں اور وزیر موصوف اس کا بھی نوٹس لے لیں؟

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ یہ وقفہ سوالات بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور بڑا ٹائم ضائع ہوتا ہے لیکن میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ یہاں پر 03-2002 کے سوال یعنی چار سال پرانی بات ہم کر رہے ہیں اور اصل میں ہم اپنے آپ سے مذاق کر رہے ہیں اور دوسرے نمبر پر یہ کہ آپ چار سال سے اس ہاؤس کے سپیکر ہیں اور ماشاء اللہ آپ پہلے بھی کئی دفعہ ممبر اسمبلی رہ چکے ہیں۔ کیا آج تک جتنے سوالوں پر اپوزیشن کی طرف سے یا حکومت کی طرف سے جو بات کی جاتی ہے کوئی ایک ممبر یہاں سے اٹھ کر کہہ دے کہ بات کرنے کا کبھی کوئی فائدہ ہوا ہے۔

کوئی ایک ممبر کہہ دے کہ یہاں پر ہم جو بات کرتے ہیں اس کا محکمے پر اور محکمے کی کارکردگی پر؟

جناب سپیکر! ہم چار سال پرانی بات کر رہے ہیں۔ چار سال پہلے حالات کچھ تھے اور آج حالات کچھ ہیں۔ آج کمپیوٹر کا دور آ چکا ہے اور کھالوں پر کمپیوٹر لگ چکے ہیں۔ اب اس وقت چار سال پہلے کی بات کریں تو اس کا کون موازنہ کرے گا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس کا یقیناً فائدہ ہو گا جو بات اس ہاؤس میں ہوتی ہے اس کا فائدہ ہوتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں نے تو آج تک نہیں دیکھا۔ یہ محکمے جو بے لگام ہو چکے ہیں، میں کسی ایک محکمے کی بات نہیں کرتا۔ یہ خاص طور پر زراعت اور اریگیشن کا محکمہ بالکل بے لگام ہے اور ان پر کوئی گرفت نہیں ہے اور یہ اس ملک کی تباہی کا باعث بن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میرے سوال کا نمبر 2427 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید احسان اللہ وقاص: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سبزیوں کی اگیتی اقسام کی تیاری اور برآمد کے لئے اقدامات کی تفصیل

*2427: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں سبزیوں کے کاشتکاروں کو سبزیوں کی تاخیر سے آمد شروع ہونے کی وجہ سے بہت کم قیمت ملتی ہے جبکہ سندھ کی سبزیوں کے بہت جلد مارکیٹ میں آنے کی وجہ سے بہت زیادہ مہنگی فروخت ہوتی ہیں اور وہاں کے کاشتکاروں کو بہت اچھا معاوضہ مل جاتا ہے؟

(ب) کیا محکمہ زراعت نے ایسے بیج تیار کئے ہیں جنہیں استعمال کر کے پنجاب میں بھی سبزیوں کی اگیتی فصلات حاصل کی جا سکیں؟

(ج) بحیثیت مجموعی سبزیوں کی کاشت کے فروغ اور اس کی برآمد کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔ ہر سبزی کی کاشت کے لئے مخصوص موسمی حالات کی ضرورت ہوتی ہے، سندھ میں ساحل کے قریب موسم معتدل ہوتا ہے، اس کی وجہ سے گرمیوں کی سبزیوں کی کاشت سارا سال جاری رہتی ہے اور کاشتکاران اگیتی سبزیوں کو پنجاب میں مارکیٹ کرکے زیادہ منافع کماتے ہیں یہ سبزیاں بہت تھوڑے رقبہ پر کاشت ہوتی ہیں جس کی وجہ سے پیداوار کم ہوتی ہے، مارکیٹ میں کم مقدار میں فراہم ہونے کی وجہ سے اس کی قیمت زیادہ مل جاتی ہے جبکہ پنجاب میں مخصوص موسم میں زیادہ رقبہ پر فصل کاشت ہونے کی وجہ سے مارکیٹ میں سپلائی بڑھ جاتی ہے جس سے نرخ کم ہو جاتے ہیں۔

(ب) ادارہ تحقیقات سبزیات فیصل آباد نے پھول گوبھی، مولی، شلجم، ٹماٹر اور مٹر کے اگیتے بیج تیار کر لئے ہیں جن سے کاشتکار حضرات بھرپور فائدہ حاصل کر رہے ہیں تاہم گرمیوں کی سبزیاں اگیتی حاصل کرنے کے لئے ٹنل ٹیکنالوجی بھی متعارف کروائی گئی ہے جس کی بدولت پنجاب میں موسم گرما کی سبزیاں (گھیا کدو، کھیرا، کریلا، گھیا توری، حلوہ کدو، ٹماٹر اور مرچ) تقریباً دو ماہ اگیتی حاصل کرنا ممکن ہو گیا ہے اس کے لئے وسط اکتوبر سے آخر اکتوبر تک بوائی کی جاتی ہے سردی سے بچاؤ کے لئے ٹنل کو پلاسٹک سے ڈھانپ دیا جاتا ہے، فروری میں جب عام فصل کی کاشت کا موسم ہوتا ہے اس سے پیداوار حاصل ہونا شروع ہو جاتی ہے، اس طریقہ کاشت سے پیداوار اور مارکیٹ میں نرخ زیادہ ہونے کی وجہ سے کاشتکار کو خاصا منافع ہو جاتا ہے۔

(ج)

i۔ محکمہ زراعت زرعی مطبوعات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور براہ راست کاشتکاروں کو معلومات فراہم کرکے سبزیوں کی بہتر پیداوار کے لئے کوشاں ہے، کم لاگت سے پیدا ہونے والی ان سبزیوں کو برآمد کرکے زر مبادلہ کمایا جا سکتا ہے۔

ii۔ سبزیوں کی کاشت کے فروغ اور اس کی برآمد کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت پاکستان نے ہارٹیکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ ایکسپورٹ بورڈ (Horticulture Development and Export Board) تشکیل دیا ہے۔

(iii)۔ محکمہ زراعت پنجاب نے بحیثیت مجموعی سبزیوں کی کاشت کے لئے ایک جامع پروگرام تشکیل دیا ہے جس کے تحت ٹنل ٹیکنالوجی کو فروغ دیا جائے گا۔اس مقصد کے لئے محکمہ زراعت کے اڈاپٹیو ریسرچ فارموں پر تجرباتی طور پر اس ٹنل ٹیکنالوجی کو متعارف کروایا جا رہا ہے اس کے حوصلہ افزاء نتائج کی روشنی میں اس جدید ٹیکنالوجی کو پورے صوبہ پنجاب میں متعارف کروایا جائے گا تاکہ کاشتکاروں کی سبزیوں کی جلد برداشت اور بروقت مارکیٹ میں آمد میں مددگار ثابت ہو اور وہ اس سے مناسب منافع کما سکیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم سوال ہے کیونکہ پنجاب کے زمیندار کا براہ راست اس کے ساتھ تعلق ہے۔ جس میں یہ پوچھا گیا ہے کہ پنجاب میں سبزیوں کے حوالے سے محکمہ کا کیا کردار ہے۔ میں ضمنی سوال سے پہلے ایک چھوٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت Constitution کے تحت Provincial subject ہے اور پنجاب کے اندر اتنا بڑا potential موجود ہے کہ ہم بڑے پیمانے پر سبزیوں کی ایکسپورٹ کے ذریعے ملک کے لئے بڑا زرمبادلہ کما سکتے ہیں لیکن وفاق کی طرف سے یہ ایک وتیرہ بنا لیا گیا ہے کہ ہر معاملے میں وہ صوبائی حکومت پر قبضہ کر لیتے ہیں اور اپنے محکمے بنا دیتے ہیں۔ اب اس جواب کے جز (ج) میں فرمایا گیا ہے کہ ہارٹیکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ ایکسپورٹ بورڈ وفاق کی سطح پر قائم کیا گیا ہے۔ بھئی! وفاقی سطح پر تو کوئی کوآرڈینیشن کا ادارہ ہونا چاہئے۔ صوبے کے اندر اس طرح کے ادارے بننے چاہئیں جو اس معاملے میں کوئی کردار ادا کریں۔ اس تمہید کے ساتھ میں ضمنی سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ زراعت کے اندر آپ نے سبزیوں کی کاشت بڑھانے کے لئے اور مخصوص موسمی حالات کی وجہ سے، جو ٹنل ٹیکنالوجی ہے، اس کے لئے آپ نے کوئی خصوصی شعبہ قائم کیا ہے جو اس معاملے میں کردار ادا کرتا ہو اور دوسرا یہ کہ جز (ج) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ محکمہ زراعت کے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پہلے ایک کا جواب آ لینے دیں ورنہ یہ لمبا ہو جائے گا۔ جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! شاہ صاحب نے بڑا اچھا سوال کیا ہے اور میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو ٹنل ٹیکنالوجی کو متعارف کروایا ہے اور اس کے ذریعے چونکہ گرمیوں کی سبزیوں اور سردیوں کی سبزیوں کا مخصوص ٹمپریچر ہوتا ہے اور مخصوص موسم ہے۔ جہاں تک سندھ کی سبزی کا تعلق ہے اور وہ بھی شاید اسی میں جواب دوں یا بعد میں پوچھیں تو اس کا جواب ہو گا لیکن ہم نے ٹنل ٹیکنالوجی متعارف کروائی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے گرمیوں کی سبزیوں کا بیج آپ کے فیصل آباد میں پیدا کیا ہے اور متعارف کروایا ہے جو کہ زیادہ پیداوار دیتی ہیں۔ چاہے وہ کوئی بھی سبزی ہو، گرمیوں کی ہو یا سردیوں کی لیکن اس کے باوجود ہم نے ٹنل ٹیکنالوجی شروع کی ہے اور اس پر ہماری adoptable research ہے اور تجربات کے ذریعے ہم اس ٹیکنالوجی پر پہنچ گئے ہیں کہ ہم بے موسمی سبزیاں اگانے میں کامیاب ہو رہے ہیں اور کاشتکاروں کو اس کے بدلے زیادہ رقم آمدنی کی صورت میں حاصل ہوتی ہے اور اس میں ٹنل ٹیکنالوجی شروع کی گئی ہے۔ اس میں لوہے کی ضرورت ہے، اس میں گس کی ضرورت ہے جو مہنگا ہے لیکن ایک ایکڑ میں متعارف کروانے کے لئے جو دو دو لاکھ، تین تین لاکھ روپیہ لگتا ہے لیکن ہمارے لوگ اس پر آ رہے ہیں اور انشاء اللہ میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس ٹیکنالوجی کے ذریعے غیر موسمی سبزیاں اگانے میں کامیاب ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ ہوں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے کہ جیسے انہوں نے غیر موسمی سبزیوں کا کہا ہے تو گزارش یہ ہے کہ سب کا مسئلہ ہے۔ آپ کا بھی مسئلہ ہے اور میرا بھی ہے اور پورے ایوان کا ہے کہ سبزیات پر عموماً بھنڈی، توری اور ٹماٹر پر ایسی سپرے کی جاتی ہے یعنی سپرا سائیڈ آپ لے لیں، پولوٹرین سی لے لیں۔ پولوٹرین سپرے کپاس کے اوپر ہوتی ہے اور اس لئے ہوتی ہے کہ وہ ٹینڈے کے اندر سرایت کر جاتی ہے اور اس کا پندرہ دن effect رہتا ہے تاکہ کپاس کی فصل کیڑے سے محفوظ رہے۔ اسی طریقے سے سپرا سائیڈ کا بھی تقریباً پندرہ دن کا tenure ہے تو بھنڈی کے اوپر یہ پولوٹرین سی سپرے صبح کی جاتی ہے اور شام کو اس کو collect کر کے صبح منڈی میں لاتے ہیں اور یہ لشکری سنڈی جو گوبھی کے اوپر ہوتی ہے اس کا بہت attack ہوتا ہے اب کچھ لوگ اس طرح کر رہے ہیں کہ گوبھی کا پھول توڑا اور اسے سپرے کے ایک پورے بھرے ہوئے ڈرم کے اندر ڈال دیتے ہیں وہ کیڑا مر جاتا ہے اور پھر اس کو نکال کر صبح منڈی میں لے آتے ہیں۔ ٹماٹر کا granose ڈالتے ہیں جس کا 40 دن تک اثر رہتا ہے جو گنے کی فصل میں ڈالا جاتا ہے تاکہ گنے کی فصل کیڑے سے محفوظ رہے۔ میری آپ کی وساطت سے اتنی لمبی بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا وزیر زراعت اس قسم کا کوئی بندوبست کر رہے ہیں کہ یہ جو مضر صحت، لوگوں میں عموماً آپ دیکھیں کہ ہیپاٹائٹس سی بڑھ رہا ہے اور السر کی بیماری بڑھ رہی ہے۔ لوگوں کی صحت

سے یہ لوگ کھیلتے ہیں کیا کوئی ایسا منصوبہ ہے کہ ان کے لئے تادیبی کارروائی ہو سکے تاکہ یہ سبزیاں جن پر معمولی قسم کی سپرے ہوتی ہیں جس کا 24 گھنٹے affect ہو، ان کو اجازت ہو، اس قسم کی اجازت نہ ہو۔ کیا اس کے متعلق انہوں نے کچھ سوچا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ اس سپرے کی بات کر رہے ہیں جو سبزیوں پر کیا جاتا ہے یا مختلف فصلوں پر کیا جاتا ہے لیکن ان کے علم میں ہے کہ ہمارا فیلڈ ڈیپارٹمنٹ جو ایکسٹینشن ہے وہ کھیت سے کھیت اور کونسل سے کونسل تک جا کر یہی لوگوں کو apprise کرتا ہے کہ یہ یہ پیسٹی سائیڈ اس کے لئے ضروری ہے، کب ضروری ہے اور کب نہیں لیکن جہاں تک سبزیوں کا ایریا ہے وہاں پر ہمارا Pest Warding Field جو day to day کام کرتا ہے اور ان کو آگاہ کرتا ہے اور پھر پرائیویٹ کمپنیوں پر ہماری گرفت ہے اور ان کو چیک کیا جاتا ہے کہ یہ ایسی مضر صحت کوئی دوائی تو فروخت نہیں کر رہے جو insect کرتی ہے لیکن یہ ایک پورا سسٹم ہے جو چل رہا ہے اور یہ ایسی بات تو نہیں ہے کہ خدانخواستہ سبزی پیدا کرتے کرتے کسی کو نقصان پہنچائیں۔ We are doing our best کہ ان کو کنٹرول کیسے کیا جاتا ہے اور ہم اپنے ڈیپارٹمنٹس کے ذریعے فیلڈ کے ذریعے pest warding کرنے کے ذریعے ہم اس کو کنٹرول کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال کیا تھا کہ کیا سبزیات کی ترقی کے لئے اس کو improve کرنے کے لئے محکمہ زراعت پنجاب کے اندر کوئی خصوصی شعبہ قائم ہے اور اگر قائم ہے تو اس کو کون handle کر رہا ہے اور اس نے اب تک کیا کردار ادا کیا ہے؟ اس کے حوالے سے کوئی جواب نہیں آیا۔ اس کی ذرا وضاحت فرما دیتے تو میں ٹنل سے متعلق سوال کرنے والا تھا اور آپ نے ٹنل والے سوال سے تو مجھے روک دیا تھا۔ وہ میں نے سوال ہی نہیں کیا اور اس کا انہوں نے جواب ارشاد فرما دیا ہے اور جو میں نے یہ پوچھا کہ کیا محکمہ زراعت میں سبزیات کی بہتری کرنے کے لئے اور اس کا بیج develop کرنے کے لئے کوئی خصوصی شعبہ موجود ہے اگر موجود ہے تو اس کا کیا کردار ہے اس کی کوئی وضاحت نہیں آئی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! شعبہ موجود ہے ہمارے فیصل آباد ریسرچ سنٹر میں سبزیوں کا شعبہ موجود ہے جو گرمیوں اور سردیوں کی سبزیوں کا بیج پیدا کر رہے ہیں اس کے علاوہ vegetable and fruit ایک ہم نے پراجیکٹ شروع کیا ہے اور یہ پراجیکٹ 54 کروڑ روپے سے اسی بجٹ سے شروع کیا ہے جو کہ vegetable and fruit کو ئی نرسری پیدا کرنے کے لئے، بیج پیدا کرنے کے لئے، لوگوں کو apprise کرنے کے لئے، اس کی آمدنی بڑھانے کے لئے، پیداوار بڑھانے کے لئے اور اس کو اس لیول پر لے جانے کے لئے تاکہ ہم ایکسپورٹ کر سکیں ایک پورا پراجیکٹ جو ہم نے 54 کروڑ سے شروع کیا اور ہمارا ایک ڈی۔جی vegetable and fruit پر کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، کلو صاحب!

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ عرض کرنا چاہوں گا اور ان کے نوٹس میں یہ لاؤں گا کہ میرے علاقہ ضلع خوشاب میں ایک جگہ ہے کھوڑا، وہاں ایک دو زمینداروں نے گوبھی اور ٹماٹر بغیر موسم کے جب یہاں سے سارے پنجاب میں ختم ہو جاتا ہے تو وہاں انہوں نے تجربہ کیا اور وہاں سے بغیر موسم کے گوبھی اور ٹماٹر آتا ہے اور کافی مہنگا بکتا ہے چونکہ وہ natural ہے تقریباً اس پر pesticides بھی استعمال نہیں کی جاتی کم ہی استعمال کی جاتی ہیں۔ بڑی fertile وادی ہے وادی سون۔ میں منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ کیا ان کا محکمہ پوری وادی سون جو خوشاب میں انتہائی زرخیز وادی ہے۔ وہاں پر بارشیں بہت ہوتی ہیں اور زمین بہت اچھی ہے۔ یہ تو زمینداروں نے خود اپنے طور پر تھوڑے سے لیول پر وہاں پر کر لیا۔ اگر گورنمنٹ توجہ دے تو وہاں پوری وادی سے گوبھی، ٹماٹر اور دوسری سبزیاں انتہائی مقدار میں پیدا کی جا سکتی ہیں۔ کیا ان کے محکمہ زراعت کو اس کا علم ہے یا ان کا محکمہ وہاں پر کوئی development کرنا چاہتا ہے یا نہیں کرنا چاہتا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں نے ابھی آپ کے سامنے یہ گزارش کی ہے ہم نے اسی سلسلے میں جو معتدل آب و ہوا ہے اس کا available ہونا ان کی وادی میں available ہونا اور مری کی طرف available ہونا اور سمندر کے کنارے پر available ہونا وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ وہاں سارا سال فصلیں اگتی رہتی ہیں لیکن ہم نے پراجیکٹ شروع کیا ہے جو ہم نے بڑی قیمت لگا کر

شروع کیا ہےاور وہsearchکر رہے ہیں کہ کس کس جگہ پر اس کی نرسری کوintroduceکیا جائے اور وہاں پر اس کی ترقی بڑھانے کے بعد اس کو ہمexportکریں گے۔ اسی کی بات میرے دوست کر رہے ہیں کہ ہم مختلف جگہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ کہاں نرسری پیدا ہو گی، کہاں اس پر before timeسبزی اگائی جائے گی اور کہاں اس کی قیمت ادا کی جائے گی اور کیسے اس کو ایکسپورٹ کیا جائے گا۔ یہ ہم نے ایک بہت بڑا پراجیکٹ شروع کیا ہے ایک ڈائریکٹر لگایا ہے جو اس کوco-ordinateکر رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ چیئر کے پاس کوئی ٹائمindicateکرنے کا انتظام موجود ہونا چاہئے۔ ایک دن آپ نے دس منٹ پہلے وقفہ سوالات ختم کر دیا تھا اور آج بیس منٹ اوپر ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات کے؟

رانا ثناء اللہ خان: جی، وقفہ سوالات کے، آپ ٹائم چیک فرمالیں۔

جناب سپیکر: یہ لیٹ شروع کیا تھا۔

رانا ثناء اللہ خان: دس بج کر بیس اور پچیس منٹ کے درمیان شروع ہوا تھا اور تقریباً یہ بیس منٹ سے اوپر ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کچھ ٹائم پوائنٹ آف آرڈرز پر بھی لگا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن جناب سپیکر! کبھی تو آپ ایسا نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: چلیں یہ آخری سوال ہے اس کے بعد پھرnextشروع کرتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکمے نے یہ بات کی ہے کہ سبزیوں کی کاشت اور اس کی بہتری کے لئے ٹنل ٹیکنالوجی کو فروغ دیا جائے گا۔ اس کا جواب 03-07-24 کو وصول ہوا تھا اور اس کو ساڑھے

تین سال گزر گئے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ ٹنل ٹیکنالوجی فائدہ مند رہی ہے تو پنجاب میں اب تک اس کو کتنے رقبے میں introduce کروایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اس پر ہم نے اسے اپنے فارم کی زمینوں پر experiment کیا کیونکہ یہ ایک costly منصوبہ ہے اس لئے ہم آہستہ آہستہ زمینداروں کو یہ introduce کر رہے ہیں جیسے آپ کے فیصل آباد کے گردونواح میں دو تین چکوک ہیں جہاں پر انہوں نے اس کو introduce کیا ہے اور They are earning a lot of money ہمارا ایک شعبہ Adopter Research شعبہ ہے جہاں پر ہم نے اس کو شروع کیا اگر آپ اس کی cost دیکھیں تو ایک ایکڑ میں بڑی ٹنل کی کاشت پر دس مرلہ والی دس ٹنل لگتی ہیں اور اس پر ایک لاکھ 47 ہزار روپے cost آئے گی۔ جس پر سولہ مرلہ والی چھ ٹنل لگے گی تو فی ایکڑ تقریباً دو لاکھ روپے cost آئے گی، اگر اس پر کمائی ہو گی تو اس پر cost بھی تو لگے گی ناں۔ ہمارے Adopter Research وہاں پر تجربہ کر کے لوگوں کو سمجھا کر یہ introduce کر رہے ہیں کہ وہ اس پر آئیں تاکہ شہروں کے ارد گرد سبزیوں کی بہتات ہو۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! حکومت ان لوگوں کی کیا مدد کر رہی ہے جو ٹنل ٹیکنالوجی کے ذریعے کاشت کرنا چاہتے ہیں اور کیا رہنمائی کر رہی ہے؟ انہوں نے رہنمائی کے بارے میں تو بتا دیا کہ Adopter Research فارم پر کام کر رہے ہیں لیکن کیا subsidize کرنے کے لئے بھی حکومت نے کوئی پالیسی بنائی ہے کہ یہ ان کی ٹنل ٹیکنالوجی کو متعارف کرانے میں حکومت کوئی subsidize میں حصہ ڈالے؟

جناب سپیکر! زراعت پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے آپ سے زیادہ اس کو کون جانتا ہے؟ آپ یہاں صرف سبزیوں کو ہی بہتر بنالیں، آپ زراعت کو بہتر بنالیں۔ ہمارا ملک جو موجودہ خوشحالی کا نام نہاد چرچہ ہے اس سے کئی آگے جا سکتا ہے۔ کیونکہ خود وزیر موصوف نے یہ تسلیم کیا ہے کہ کسی معاملے میں گورنمنٹ کی کوئی سرپرستی نہیں ہے۔ لوگ خود باصلاحیت اور باہمت ہیں اور محب وطن ہیں وہ اپنی کوششوں سے کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں لیکن حکومت کو بھی تو کوئی کردار ادا کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس کو take up

کرتے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کھال پختہ کرنے کے لئے امداد کی سکیم، 2002 تا 2004، پختہ کردہ کھالوں اور اخراجات کی تفصیل

*5779: **جناب تنویر اشرف کائرہ:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا صوبہ میں اپنی زمین رکھنے والوں کے کھال پختہ کرنے کے لئے کوئی امدادی سکیم موجود ہے۔ اگر ہے تو اس کی شرائط کیا ہیں؟

(ب) سال 2002 سے 2004 تک کتنے کلو میٹر کھال صوبہ پنجاب میں پختہ کئے گئے اور اس پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی ضلع وار تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) صوبہ پنجاب میں ایسے نہری کھالہ جات اور ان کی برانچیں پختہ کی جاتی ہیں جو کاشتکاروں کی مشترکہ اور حکومت سے منظور شدہ ہوں۔ زمینداروں کی ذاتی برانچوں کو پختہ کرنے کے لئے کوئی امدادی سکیم موجود نہ ہے۔

(ب) سال 2002 سے 2004 تک کل 2,443 کھال پختہ کئے گئے اور ان کی 1,797 کلو میٹر لمبائی کو پختہ کیا گیا ان کھالوں پر تقریباً 77 کروڑ 85 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، 2000 تا حال، بھرتی اور ٹرانسفرز کی تفصیلات

*6228: **جناب سمیع اللہ خان:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2000 سے آج تک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں گریڈ 1 سے 16 تک کتنے ملازمین بھرتی کئے گئے ان کے نام، تعلیمی قابلیت اور گریڈ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) موجودہ وائس چانسلر کے عہدہ کا چارج سنبھالنے کے بعد آج تک کون سے انتظامی عہدوں کے ملازمین کو تبدیل کیا گیا،ان کے نام،عہدہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیرزراعت:

(الف) یکم جنوری 2000 سے 23-11-2004 تک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں گریڈ ایک تا سولہ کل 379 ملازمین بھرتی کئے گئے جن کے نام، تعلیمی قابلیت اور گریڈ وار تفصیل ملحقہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) موجودہ وائس چانسلر صاحب نے مورخہ 16-02-2004 چارج سنبھالنے کے بعد 23-11-2004 تک مندرجہ ذیل انتظامی عہدوں کے ملازمین کو تبدیل کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔

نام وعہدہ مع دفتر	تبدیلی کی جگہ
1۔علی احمد اسسٹنٹ رجسٹرار اسٹیبلشمنٹ سیکشن	وائس چانسلر آفس (یہ پہلے بھی وائس چانسلر آفس میں اضافی ڈیوٹی کر رہے تھے)
2۔سید محسن شاہ سیکرٹری ٹو وی سی	کنٹرولر امتحانات آفس

شعبہ واٹر مینجمنٹ محکمہ زراعت، قبائلی امیدواروں کے لئے عمر میں رعایت کا مسئلہ

*6436: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حالیہ بھرتیوں میں محکمہ زراعت واٹر مینجمنٹ میں قبائلی امیدواروں کو 3 سال عمر کی حد میں رعایت دی جارہی ہے؟

وزیرزراعت:

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ محکمہ زراعت اصلاح آبپاشی میں خالی اسامیوں کے تحت بھرتی میں تمام امیدواروں کو حکومت پنجاب کی پالیسی 2004 کے تحت بھرتی کیا گیا ہے اور عمر کی حد میں پانچ سال کی رعایت بھی پالیسی کے تحت دی گئی ہے۔

شعبہ "دالیں" ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کی منتقلی روکنے کا مسئلہ

*6570: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ "شعبہ دالیں" ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کو ختم کر کے ایرڈ زون ریسرچ انسٹیٹیوٹ بھکر میں ضم کیا جارہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایرڈ زون ریسرچ انسٹیٹیوٹ بھکر صرف چنے کی دال پر ریسرچ کر رہا ہے اور باقی دالوں کے لئے اس علاقہ کی آب وہوا مناسب نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ "شعبہ دالیں" ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کی بھکر منتقلی سے اس ادارہ میں کام کرنے والے سینکڑوں ملازمین کو شدید مشکلات کا سامنا ہوگا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ادارہ کی منتقلی سے قبل مجاز اتھارٹی سے منظوری بھی حاصل نہیں کی گئی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت "شعبہ دالیں" ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کی منتقلی کا ارادہ ختم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) جی نہیں۔ یہ درست نہ ہے۔ ایسی کوئی تجویز محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ایرڈ زون ریسرچ انسٹیٹیوٹ بھکر صرف چنے پر ریسرچ کر رہا ہے، بلکہ یہ ادارہ چنے اور مونگ کی دال پر تحقیق کر رہا ہے جن کا زیادہ رقبہ ایرڈ زون میں ہے اور آب وہوا بھی ان کے لئے موزوں ہے۔ اس کے علاوہ گندم پر بھی ریسرچ ورک ہو رہا ہے۔ گندم کی قسم "Bhakkar-2002" اس ادارہ کی منظور شدہ ہے جو ملکی لیول پر اچھے رزلٹ دے رہی ہے۔

(ج) چونکہ شعبہ دالیں ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کی بھکر منتقلی کی کوئی تجویز محکمہ / حکومت کے زیر غور نہ ہے۔ لہذا ملازمین کو مشکلات کا کوئی اندیشہ نہ ہے۔

(د) چونکہ محکمہ نے ادارہ کی منتقلی کے لئے حکومت کو کوئی تجویز ارسال نہ کی ہے لہذا مجاز اتھارٹی سے منظوری کا سوال نہ ہے۔

(ہ) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، 2004تا حال، بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6669: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2004 سے آج تک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی، تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) یکم جنوری2004 سے آج تک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں گریڈ ایک سے سولہ تک 95ملازمین اور گریڈ17 سے 20تک کل 111ملازمین بھرتی کئے گئے جن کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سکیل نمبر1تا16 میں میرٹ پر بھرتی ہونے والے ملازمین کی میرٹ لسٹ اور میرٹ بنانے کے طریق کار کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ سکیل نمبر17تا20 میں بھرتی ہونے والے ملازمین کی میرٹ لسٹ اور طریق کار کی تفصیل بھی ایوان کی

میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افراد کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی برائے ملازمین گریڈ ایک تا16 ملحقہ نمبر 3 کے کالم کیفیت / ریمارکس میں دیئے گئے ہیں جبکہ ملازمین گریڈ17تا20ملحقہ نمبر6 میں دیئے گئے ہیں جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(د) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری2004 سے آج تک صرف گریڈ1تا16 کے چھ ملازمین کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان میں سے پانچ ملازمین کو گورنمنٹ آف پنجاب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر SORI (S&GAD)9-6/2003 بتاریخ13-05-03 کے تحت عمر کی بالائی حد میں اور ایک ملازم کو زرعی یونیورسٹی فیصل آباد گریڈ ایک تا سولہ (Appointment and special condition of service) ڈرافٹ سٹیچوٹس1988 کے پیرا گراف 15 کے تحت تجربہ میں رعایت دے کر بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل نیز رولز میں نرمی کی وجوہات ملحقہ نمبر7 میں دی گئی ہیں ملحقہ نمبر7 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری2004 سے آج تک کسی ملازم کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی نہیں کیا گیا۔

(و) مذکورہ بھرتی سے قبل مندرجہ ذیل اخبارات میں تشہیر کی گئی جن کے نام اور تاریخ درج ذیل ہیں:۔

گریڈ17 اور اس سے اوپر مشتہر اسامیوں کی تفصیل

نمبر شمار	نام اخبار	تاریخ	نام اسامیاں
1۔	دی نیشن	17-11-2001	ملحقہ نمبر2 کے سیریل نمبر7 والی اسامی
2۔	دی نیشن	11-06-2002	ملحقہ نمبر2 کے سیریل نمبر57، 75، 76 والی اسامیاں
3۔	دی نیشن	03-12-2002	ملحقہ نمبر2 کے سیریل نمبر58 والی اسامی
4۔	نوائے وقت	01-04-2003	ملحقہ نمبر2 کے سیریل نمبر1تا6 اور8تا56 والی اسامیاں
5۔	دی نیشن	22-08-2003	ملحقہ نمبر2 کے سیریل نمبر59، 71، 72، 73، 74، 77 والی
6۔	دی نیشن	13-12-2003	ملحقہ نمبر2 کے سیریل نمبر60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70 والی اسامیاں

گریڈایک سے سولہ تک مشتہر اسامیوں کی تفصیل

7۔	نوائے وقت	04-12-2002	ٹیلی فون آپریٹر،کمپوزیٹر
8۔	دی نیشن	13-12-2000	شاپ فورمین
9۔	جنگ	19-12-2003	کمپیوٹر ٹیکنیشن گرافکس،لیب ٹیکنیشن،ڈرافٹسمین،آرٹسٹ
10۔	خبریں	18-11-2001	ٹریسر

اخبارات کی نقول ملحقہ نمبر8 میں دی گئی ہیں جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ، لیزر لیولنگ مشینز کی تعداد، استعمال اور کرایہ سے متعلقہ تفصیل

*7117: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ لیزر لیولنگ مشینز کتنی ہیں اور یہ کس کس ماڈل کی ہیں؟

(ب) یکم جنوری2004 سے آج تک یہ مشینیں جن زمینداروں کو دی گئی ہیں ان کے نام، پتاجات نیز ان سے کتنا کرایہ وصول کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے لیزر مشین کا کرایہ -/200روپے فی گھنٹہ ہے مگر اس ضلع کا ڈپٹی ڈائریکٹر کسانوں سے -/500روپے فی گھنٹہ وصول کر رہا ہے؟

(د) کیا حکومت کسانوں کو یہ مشین -/200روپے فی گھنٹہ کے حساب سے فراہم کرنے کے لئے مذکورہ ڈپٹی ڈائریکٹر کو ہدایات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کل آٹھ لیزر لیولنگ مشینیں ہیں جن میں چار عدد نئی اور چار عدد پرانی مشینیں شامل ہیں۔ نئی مشینیں چار عدد ٹریکٹرز (85ہارس پاور)فیٹ640 سپیشل اور پاکستان اٹامک انرجی کمیشن (Pinstech)اسلام آباد کی تیار کردہ "ایگرو لیزر یونٹ پر مشتمل ہیں جبکہ پرانی مشینیں سپیکٹرافزکس،امریکہ سے درآمد شدہ ہیں۔

(ب) یکم جنوری2004 سے آج تک یہ مشینیں جن زمینداروں کو دی گئیں ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان زمینداروں سے کل مبلغ -/4,28,880روپے کرایہ وصول کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ لیزر مشین کا کرایہ -/200روپے فی گھنٹہ ہے اور اسی شرح سے کسانوں سے وصول کیا جاتا ہے۔یہ درست نہیں کہ ضلعی آفیسر یا اس کا کوئی اہلکار -/500 روپے فی گھنٹہ یا اس سے زائد وصول کر رہا ہے۔

(د) گورنمنٹ کی طرف سے کسانوں کو -/200روپے فی گھنٹہ کے حساب سے کرایہ وصول کرنے کے متعلق ہدایات متعلقہ آفیسرز کو پہلے ہی دی جا چکی ہیں نیز اس سے متعلقہ ضروری تشہیر اخبارات، رسائل اور ٹی وی کے ذریعہ گاہے بگاہے ہوتی رہتی ہے۔

گوجرانوالہ، 2004-05، پختہ کھالوں کی تعمیر اور فنڈز سے متعلقہ تفصیل

*7118: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) مالی سال 2004-05 میں گوجرانوالہ میں کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کتنی رقم شعبہ اصلاح آبپاشی کو دی گئی تھی اور اس سے کتنے کھالے پختہ کرنے تھے؟

(ب) مذکورہ مالی سال کے دوران اس ضلع میں کتنے کھالے پختہ کئے گئے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) مذکورہ سال کے دوران کتنی رقم خرچ نہ ہو سکی اور اس سے کتنے کھالے تعمیر ہونے تھے؟

(د) جو رقم کھالوں کی تعمیر پر خرچ نہ ہوئی اس کی وجوہات کیا تھیں اور خرچ نہ کرنے والے افسران واہلکاران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) مالی سال 2004-05 کے دوران نیشنل پروگرام کے تحت گوجرانوالہ میں کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کل رقم مبلغ 37.312 ملین روپے فراہم کی گئی تھی اور اس سے کل 90 کھالے پختہ کرنے تھے۔

(ب) مذکورہ مالی سال کے دوران اس ضلع میں کل 90 کھالے پختہ کئے گئے، اب تک ان کھالوں کی تعمیر کے لئے مبلغ 29.913 ملین روپے کی رقم (90 فیصد) دو اقساط میں کاشتکاروں کے مشترکہ اکاؤنٹ میں منتقل کی جا چکی ہے، جبکہ بقیہ رقم (10 فیصد) تیسری

قسط فیلڈ انجینئر NESPAK کی طرف سے تکمیلی رپورٹ کی باقاعدہ تصدیق کے بعد کاشتکاروں کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دی جائے گی۔

(ج) مذکورہ سال کے دوران کھالوں کی تعمیر کا ہدف حاصل کر لیا گیا ہے۔

(د) کھالوں کی تعمیر کے لئے مختص رقم منظور شدہ طریق کار کے مطابق خرچ کی جا رہی ہے، جس کی تفصیل اوپر جز(ب) میں دی گئی ہے اور کسی افسر یا اہلکار نے کوتاہی نہ کی ہے۔

گندم، چاول اور گنے کی نئی اقسام و فی ایکڑ پیداوار کی تفصیل

*7402: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ نے گزشتہ تین سالوں اور رواں مالی سال میں گندم، چاول اور گنا کی کتنی نئی اقسام متعارف کرائی ہیں ان تمام اقسام کی فی ایکڑ پیداوار کیا ہے؟

(ب) محکمہ ہذا نے زرعی ادویات اور صحت مند بیجوں کی فراہمی کے لئے کون کون سے اقدامات کئے ہوئے ہیں اور کن کن اقسام کے بیجوں کی فراہمی حکومتی اور نجی سطح پر کی جاتی ہے گزشتہ 2 سالوں کے اعداد و شمار دیئے جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس کے معاون ادارہ جات نے گزشتہ تین سالوں اور رواں مالی سال میں گندم اور گنا کی بالترتیب چھ اور تین عدد نئی اقسام متعارف کروائیں جبکہ چاول کی اس عرصہ کے دوران کوئی بھی نئی قسم متعارف نہیں کروائی گئی تاہم باسمتی گروپ کی چار اور موٹے چاول کی دو لائنیں تیاری کے آخری مراحل میں ہیں، ہذا فصلات کی سفارش کردہ اقسام کی فی ایکڑ پیداوار حسب ذیل ہے:

سال 2002 تا 2005 میں تیار کردہ نئی اقسام اور پیداوار فی ایکڑ (من)

نمبر شمار	سال	نام قسم گندم	پیداواری صلاحیت فی ایکڑ (من)	سال	نام قسم گنا	پیداواری صلاحیت فی ایکڑ (من)
1۔	2002	اے ایس 2002	65	2002	ایچ ایس ایف 240	1500
2۔		اے ایس 2002	65		ایچ ایس ایف 234	1600
3۔		بھکر 2002	۔ایضاً۔	2003	---	---
4۔		جی اے 2002	۔ایضاً۔	2004	ایچ ایس ایف 245	1500
5۔		افق 2002	۔ایضاً۔	2005	---	---

6۔	2003	منٹھار2003	۔ایضاً۔
7۔	2004	---	---
8۔	2005	---	---

(ب) زرعی زہروں کی بروقت فراہمی اور معیار

محکمہ زراعت پنجاب معیاری زرعی ادویات کی بروقت دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے ہمہ وقت مصروف عمل رہتا ہے۔ زرعی ادویات کی درآمد تقسیم نجی شعبہ سرانجام دیتا ہے لہذااس سلسلے میں درآمد / تقسیم نجی شعبہ سرانجام دیتا ہے لہذااس سلسلے میں درآمد / تقسیم کنندگان کی ایسوسی ایشن کے اجلاس متواتر طلب کئے جاتے ہیں۔ جن میں زرعی ادویات کی مناسب مقدار کی بروقت درآمد اور ان کی کاشتکاران کو فراہمی جیسے امور بخیر وخوبی انجام دہی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ اہم فصلات مثلاً کپاس، گندم اور چاول کی کاشت کے سیزن میں یہ اجلاس مزید اہمیت اختیار کر جاتے ہیں کیونکہ تحفظ نباتات کے عوامل ان فصلات کی پیداوار کو براہ راست متاثر کرتے ہیں۔ ان اقدامات کے نتیجے میں سال 2005 کے دوران زرعی ادویات کی مناسب مقدار کاشتکاران کو بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہی اور کسی قسم کی کمی رپورٹ نہ کی گئی۔

محکمہ زراعت پنجاب کاشتکاران کو فراہم کی جانے والی زرعی ادویات کے معیاری اور ملاوٹ سے پاک ہونے کو بھی یقینی بناتا ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ کے نامزد انسپکٹر تقسیم کنندگان کے (Refilling Plants) گوداموں اور ڈیلروں کی دوکانوں سے وقتاً فوقتاً نمونے حاصل کر کے مقرر لیبارٹریوں کو برائے تجزیہ ارسال کرتے ہیں۔ کسی بھی نمونہ کے غیر معیاری / ملاوٹ شدہ ہونے کی صورت میں ذمہ دار اشخاص کے خلاف قانون کے تحت فوری کارروائی عمل میں لاکر عدالتوں سے سزائیں دلوائی جاتی ہیں۔

محکمہ زراعت کے سال2003 تا2005 کے دوران حاصل کردہ زرعی ادویات کے نمونہ جات کی تعداد اور موصولہ نتائج کی تفصیل درج ذیل جدول میں دی گئی ہے۔ ان اعداد و شمار سے عیاں ہے کہ مسلسل نگرانی کے نتیجے میں زرعی ادویات کا معیار سال بہ سال بہتر ہوا ہے اور کاشتکار کو معیاری ادویات کی فراہمی یقینی بنائی گئی ہے۔

سال	کل جتنے نمونے لئے گئے	جتنے نمونوں کو چیک کیا گیا	ان فٹ نمونے	جتنے فیصد نمونے ان فٹ ہوئے
2003	5683	5422	227	4.18
2004	6712	6548	175	2.67
2005	6162	5722	158	2.76

حکومت پنجاب کی طرف سے دیئے گئے چارٹر کے مطابق پنجاب سیڈ کارپوریشن کے ذمے صوبہ کی سالانہ مانگ برائے تصدیق شدہ بیج کا 50 فیصد مہیا کرنا ہے جبکہ بقیہ 50 فیصد صوبہ بھر میں فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے قائم کردہ 600 سے زائد پرائیویٹ کمپنیوں نے فراہم کرنا ہوتا ہے گزشتہ دو سالوں کے اعداد و شمار مندرجہ ذیل ہیں۔

سال 2003-04 — اعداد میٹرک ٹنوں میں

نام ایجنسی	فصل	ٹارگٹ	خرید کردہ بیج	تقسیم کردہ بیج
پی ایس سی	گندم	75000	69000.00	55987.00
پرائیویٹ سیکٹر	گندم	74088	65249.33	47881.33
پی ایس سی	دھان (فائن)	2000	1567.00	1384.00
پرائیویٹ سیکٹر	دھان (فائن)	3400	5404.00	3771.00
پی ایس سی	دھان (موٹا)	900	609.00	471.00
پرائیویٹ سیکٹر	دھان (موٹا)	1064	1886.00	1219.00

سال 2004-05 — اعداد میٹرک ٹنوں میں

نام ایجنسی	فصل	ٹارگٹ	خرید کردہ بیج	تقسیم کردہ بیج
پی ایس سی	گندم	75000	68000	51169
پرائیویٹ سیکٹر	گندم	74326	112352	79748
پی ایس سی	دھان (فائن)	2000	2430	1607
پرائیویٹ سیکٹر	دھان (فائن)	3641	5866	5211
پی ایس سی	دھان (موٹا)	600	747	747
پرائیویٹ سیکٹر	دھان (موٹا)	660	1217	1005

جہاں تک گنے کے بیج کی سپلائی کا تعلق ہے پنجاب سیڈ کارپوریشن اس کا بیج تیار نہ کرتی ہے۔

صوبہ میں محکمہ زراعت کی ضلع وار ملکیتی اراضی اور استعمال سے متعلقہ تفصیل

*7403: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ زراعت کی کتنی ملکیتی اراضی ہے اور کہاں کہاں واقع ہے تفصیل ضلع وار دی جائے؟

(ب) کیا یہ تمام رقبہ محکمہ زراعت کے زیر کاشت ہے یا یہ رقبہ دیگر افراد کو دیا گیا ہے تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

(ج) محکمہ کو گزشتہ تین سالوں میں اس جائیداد سے کتنی آمدنی حاصل ہوئی ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت کے پنجاب بھر میں17ذیلی شعبہ جات ہیں ان میں سے صرف10 شعبہ جات کے پاس ملکیتی زرعی اراضی ہے جو کہ تقریباً28735ایکڑ ہے، جس کی ضلع وار اور مطلوبہ تفصیلات منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) مطلوبہ تفصیلات منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) مطلوبہ تفصیلات منسلکہ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

باغ جناح لاہور، گندے نالے کی صفائی اور ڈھانپنے کا مسئلہ

*7442: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) باغ جناح لاہور میں بہنے والے گندا نالہ کی سال میں کتنی مرتبہ صفائی کروائی جاتی ہے آخری مرتبہ کب صفائی کروائی گئی کیونکہ اس کی وجہ سے باغ کی خوبصورتی ختم ہو رہی ہے اور تعفن اور بدبو سے بیماریاں پھیلنے کا خدشہ ہے؟

(ب) کیا متعلقہ محکمہ اس کو ڈھانپنے یا بند کرنیکا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

(ج) باغ جناح کی خوبصورتی بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) باغ جناح میں بہنے والے گندا نالہ کی صفائی کی ذمہ داری محکمہ واسا کی ہے، انتظامیہ باغ جناح کی درخواست پر واسا انتظامیہ سال میں دو تین دفعہ اس گندا نالہ کی صفائی کرتی ہے، آخری مرتبہ صفائی10۔ستمبر2005کو ہوئی تھی۔

(ب) واسا انتظامیہ اس گندا نالہ کی بحالی اور ڈھانپنے کی ذمہ دار ہے، اس بارے میں واسا انتظامیہ ہی بتا سکتی ہے کہ وہ اس کو کب ڈھانپ رہی ہے اور اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں۔ ہاں البتہ واسا کی سروے ٹیم نے اس گندا نالہ جو کہ گورنر ہاؤس سے آ رہا ہے اور باغ جناح سے گزرتا ہے کی بحالی کے لئے باغ جناح کا دورہ کیا اور اسے ہنگامی بنیادوں پر بحال کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ واسا انتظامیہ کی جانب سے جاری کردہ خط کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ

دی گئی ہے۔

(ج) باغ جناح کی خوبصورتی مختلف پھولوں ہرے بھرے درختوں اور سر سبز گھاس والے پلاٹوں سے ہے۔انتظامیہ باغ جناح اس ضمن میں پوری کوشش کر رہی ہے کہ ان درختوں، سر سبز پلاٹوں کی خوبصورتی کو سردی کے موسم سے بچاکر رکھاجائے نیزآنے والے موسم بہار میں خوب پھول دکھائے جا سکیں جس کے لئے پنیریاں مکمل کی جاچکی ہیں اور زائد پنیریوں کو محفوظ بھی کیاہوا ہے تاکہ موسم آنے پر مکمل پھول نظر آئیں۔

2۔ باغ جناح میں جوگنگ ٹریک باقاعدہ تیاری کے مراحل میں ہے، جس کے ساتھ ساتھ پھولوں کی کیاریوں اور خوبصورت لائٹوں کا انتظام کیا جارہا ہے تاکہ سیر کرنے والے حضرات پوری طرح سے لطف اندوز ہو سکیں یہ ساراکام عرصہ تین ماہ کے اندر مکمل ہو جائے گا۔(انشاءاللہ)

3۔ درختوں کی شکل کو درست کیا جارہا ہے تاکہ درختوں کے نیچے بھی سبزے کا انتظام کیا جا سکے نیز دور تک سکیورٹی کے حوالے سے دیکھا جاسکے۔

4۔ ٹریک کے ساتھ ساتھ نئے بنچ اور کوڑادان بھی لگوائے جارہے ہیں تاکہ سیر کرنے والے سیر کے دوران وقفہ بھی کر سکیں۔

5۔ باغ جناح کے داخلی دروازوں کی خوبصورتی کی طرف توجہ دی جارہی ہے جس کے لئے مال گیٹ پر تعمیری کام کیا جارہا ہے اسی طرح دوسرے داخلی دروازوں پر بھی خصوصی کام کروایاجارہا ہے۔

6۔ بجلی اور پانی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے بھی سکیمیں منظوری کے لئے گورنمنٹ کو بھیجی جاچکی ہیں۔

7۔ باغ جناح میں موجود پہاڑیوں جو کہ باغ کا ایک اہم حصہ ہیں ان کو خوبصورت کرنے کے لئے درختوں کی کانٹ چھانٹ کی جارہی ہے تاکہ خوبصورت پودوں کا اضافہ کیا جاسکے۔ اس ضمن میں اوپن ایئر تھیٹر کے گرد پہاڑی پر کافی کام کیا گیا ہے اور دوسری پہاڑیوں پر بھی کام جاری ہے۔

8۔ باغ جناح میں بچوں کی تفریح کے لئے دو چلڈرن پارک بنوائے گئے جن میں بچوں کی تفریح کے مختلف ساز و سامان مہیا کئے گئے ہیں۔انشاءاللہ آنے والے موسم بہار میں باغ پھولوں سے مالامال نظر آئے گا۔

ڈی جی پیسٹ وارننگ کے فرائض و کارکردگی اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*8031: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈائریکٹر جنرل پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز پنجاب لاہور کے فرائض کیا ہیں؟

(ب) سال 05-2004 کے دوران کن کن زرعی ادویات کمپنیوں کے خلاف کارروائی کی گئی؟

(ج) جعلی زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(د) سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران اس ڈائریکٹوریٹ کی آمدن اور خرچ کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم گاڑیوں کی مرمت اور ڈیزل/تیل پر خرچ ہوئی؟

وزیر زراعت:

(الف) ڈائریکٹر جنرل پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز، پنجاب کے فرائض درج ذیل ہیں:۔

* پنجاب بھر میں فصلات، باغات اور سبزیات وغیرہ پر کیڑوں مکوڑوں کا حملہ کو دیکھنے کے لئے پیسٹ سکاؤٹنگ کروانا۔
* کیڑے مکوڑوں کی روک تھام اور بیماریوں کے تدارک کے لئے موسم، ربیع اور خریف میں مہمات چلانا۔
* کیڑے مکوڑوں اور بیماریوں کے حملہ کی نوعیت کے متعلق ہفتہ وار رپورٹ تحصیل اور ضلع کی سطح سے حاصل کر کے اکٹھا کرنا اور شعبہ تحفظ نباتات اور متعلقہ اداروں کو حملہ کے بارے میں آگاہ کرنا۔
* نقصان دہ کیڑے اور بیماری کی بروقت روک تھام کے لئے کاشتکاروں کی رہنمائی کرنا۔
* کیڑے مکوڑوں اور بیماریوں کے حملہ کی ہفتہ وار رپورٹ کو ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات اور بذریعہ اشتہارات نشر کرنا تاکہ کاشتکاروں کی رہنمائی ہو سکے۔
* زہروں کی کوالٹی کو بہتر بنانے کے لئے ڈیلرز حضرات اور کمپنیوں کے سٹورز سے نمونہ جات لے کر تجزیہ کے بعد غیر معیاری آنے کی صورت میں متعلقہ ڈیلرز/کمپنیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی نگرانی کرنا۔

* کسانوں کو حشرات اور بیماریوں کی صحیح اور بروقت روک تھام کے لئے مناسب تجاویز اور مشورے دینا۔
* کاشتکاروں اور شعبہ توسیع کے عملہ کو کیڑوں مکوڑوں کی پہچان اور مناسب زرعی ادویات کی تربیت کے لئے Training Session منعقد کروانا۔
* کسانوں کو ملاوٹ سے پاک زہروں کی فراہمی یقینی بنانا۔
* فصلات اور باغوں پر تحفظ نباتات سے متعلقہ مختلف تحقیقاتی تجربات اپنی زیر نگرانی کروانا۔
* صوبے اور وفاق کی سطح پر تحفظ نباتات کے متعلق مختلف میٹنگز اور سیمینارز میں شمولیت کرنا۔

محکمہ زراعت کا یہ شعبہ اس حوالے سے بھی بہت اہمیت کا حامل ہے کہ اس شعبہ کی رپورٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے آئندہ ہفتہ کے لئے کیڑوں مکوڑوں کے متعلق حکمت عملی تیار کی جاتی ہے اور بذریعہ عملہ توسیع کاشتکاروں تک رہنمائی کی جاتی ہے۔

(ب) 2004-05 کے دوران درج ذیل زرعی ادویات کی کمپنیوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔

سال 2004

نمبر شمار	کمپنی کا نام	زرعی ادویات کے نام	FIR نمبر مع تاریخ اندراج
-1	Image Agro Chemicals	Chlorpyrifos	533/04 dt:12-10-04
-2	-do-	Deltamethrin	497/04 dt:28-09-04
-3	Rehman Agro Chemicals	Imidacloprid	455/04 dt:16-09-04
-4	-do-	Isoproturon	-do-
-5	Sato Agro Services	Chlorpyrifos	336/04 dt:21-09-04

سال 2005

نمبر شمار	کمپنی کا نام	زرعی ادویات کے نام	FIR نمبر مع تاریخ اندراج
-1	Advance Agrotech.	Masco	207/05 dt:26-06-05
-2	Starlet Agro Chemicals	Monomehypo	225/05 dt:31-08-05
-3	Pest Evo Agro Chemicals	-do-	225/05 dt:31-08-05
-4	Gulf Pesticides International	Cartap	226/05 dt:31-08-05
-5	Green Leaf Agro Chemicals	Monomehypo	227/05 dt:31-08-05
6	Dawn Agro Chemicals	Profinophos	313/05 dt:09-10-05
7	Any Agro Quality & Services	Chlorpyrifos	434/05 dt:25-09-05
8	-do-	Profinophos	435/05 dt:25-09-05
9	Sato Agro Services	Emamectin Benzoate	313/05 dt:22-10-05
10	Sun Shine Agro Chemicals	Carbofuran	176/05 dt:24-04-05
11	Messers of Lasani Agro	Monomehypo	133/05 dt:23-06-05
12	Muhammad Tayyab, Sales	Carbofuran	84/05 dt:20-06-05

(ج) سال 2004-05 میں زرعی ادویات کی ملاوٹ میں روک تھام کے خلاف جو اقدامات اٹھائے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

اقدامات	کل تعداد
*ڈیلر چیک کئے گئے	21665
*غیر لائسنس یافتہ ڈیلر پائے گئے۔	33
*زہروں کے نمونے لئے گئے۔	4938
*نمونے غیر معیاری ثابت ہوئے۔	45
*آدمی گرفتار ہوئے۔	117
ملزمان (جن کو سزا یا جرمانہ ہوا)(-/10000 روپے فی ملزم)	2

کل نمونہ جات میں سے 2.76 فیصد غیر معیاری پائے گئے۔

(د) اس شعبہ کی آمدن کیڑے مار زہروں کے ڈیلرز کی ٹریننگ کے سلسلے میں جو فیس مقرر کی گئی ہے اس مد میں ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔اس شعبہ کا خرچ، تنخواہ، گاڑیاں اور ان کے تیل و مرمت، سٹیشنری، بجلی اور کرایہ وغیرہ پر مشتمل ہے وہ بھی درج ذیل ہے۔

(ہ) اس شعبہ کی آمدن اس زاویہ سے دیکھنی چاہئے کہ جو اس شعبہ کی خدمات کے سلسلہ میں یعنی پچھلے سالوں کی نسبت اس شعبہ کے معرض وجود میں آنے سے قبل سپرے کی تعداد میں زیادتی جو کہ 14 تا 16 تھی اس کی تعداد کم ہو کر 4 تا 6 رہ گئی ہے، یعنی خرچہ جو کہ زہروں پر زیادہ ہوتا تھا اس میں بچت اور پیداوار میں کم از کم 1520 فیصد اضافہ ہوا ہے اس خرچہ میں کمی اور پیداوار میں اضافے کے حساب نکالنے سے اس محکمہ کی افادیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

	2004-05	2005-06(مارچ2006تک)
آمدن	8744000/-	886000/-
خرچ	72184000/-	2545000/-

	2004-05	2005-06(مارچ2006تک)
مرمت	2876000/-	886000/-
ڈیزل/تیل	3940000/-	2876000/-

ضلع جھنگ، 2004 تا حال، پختہ کھالوں کی تعمیر سے متعلقہ تفصیل

*8454: سید حسن مرتضیٰ۔کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک ضلع جھنگ میں کتنے کھال پختہ کئے گئے، ان کھالوں کی

تفصیل نیز تخمینہ لاگت علیحدہ علیحدہ کھال وار فراہم کریں؟

(ب) حکومت آئندہ سال کتنے مزید کھال پختہ کرنے کا ارادہ ضلع ہذا میں رکھتی ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) یکم جنوری 2004 سے لے کر جون 2006 تک عرصہ تین سالوں میں 300 عدد کھالہ جات ضلع جھنگ میں پختہ کئے گئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) آئندہ مالی سال 07-2006 میں حکومت ضلع جھنگ میں 360 عدد کھالہ جات پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ضلع وہاڑی، سال 06-2004، کھالہ جات پختہ کرنے کی تفصیلات

*8484: میاں ماجد نواز۔ کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں سال 06-2004 اور 06-2005 کے دوران کتنی رقم کھالہ جات کو پختہ کرنے کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں کتنے کھالہ جات پختہ کئے گئے ان کی تفصیل مع اخراجات علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم جو حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی لیکن خرچ نہ ہوئی اس کو خرچ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) اس وقت محکمہ اصلاح آبپاشی میں کتنے ملازمین اس ضلع میں کام کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) ضلعی حکومت وہاڑی نے دوران سال 05-2004 میں کھالہ جات کی پختگی کے لئے -/54,98,592 روپے فراہم کئے اور نیشنل پروگرام کے تحت -/5,28,13,745 روپے فراہم کئے، ضلعی حکومت وہاڑی کی طرف سے دوران سال 06-2005 کے لئے کوئی رقم فراہم نہ کی گئی جبکہ نیشنل پروگرام کے تحت -/9,31,31,873 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ب) سال 05-2004 میں ضلعی حکومت کے تحت 25 ایڈیشنل کھالہ جات تحصیل بوریوالا

میں تعمیر کئے گئے جن پر-/50,09,559روپے کی رقم خرچ ہوئی (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) سال05-2004میں نیشنل پروگرام کے تحت ضلع وہاڑی میں92 کھالہ جات تعمیر کئے گئے جن پر-/5,28,13,745روپے کی رقم خرچ ہوئی، (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)اور سال06-2005میں نیشنل پروگرام کے تحت ضلع وہاڑی میں135 کھالہ جات تعمیر کئے گئے جن پر-/9,31,31,873روپے کی رخم خرچ ہوئی(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) سال05-2004میں-/4,89,033روپے کی رقم فیلڈٹیم بوریوالہ میں خرچ نہ ہو سکی کیونکہ 3عدد کھالہ جات پر حصہ داران کی طرف سے ان کے حصہ کی رقم (فارمر شیئر) جمع نہ کروانے کی وجہ سے تعمیر نہ ہو سکے۔

(د) ضلع وہاڑی میں شعبہ اصلاح آبپاشی کے تحت ایک سو بائیس ملازمین مختلف عہدوں پر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ لاہور سے متعلقہ تفصیلات

*8509: محترمہ فائزہ احمد۔کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پنجاب ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے مالی سال05-2004 اور06-2005کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران اس انسٹیٹیوٹ کے ملازمین کو جو رقم تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کی گئی اس کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران اس انسٹیٹیوٹ کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر جو رقم خرچ ہوئی اس کی تفصیل نیز یہ گاڑیاں کن کن افسران کے زیر استعمال ہیں؟

(د) اس انسٹیٹیوٹ میں کیا کیا فرائض سرانجام دیئے جا رہے ہیں اور اس کے قیام کا مقصد کیا تھا؟

(ہ) اس انسٹیٹیوٹ میں کن کن سرکاری اور غیر سرکاری افراد کو کس کس شعبہ میں ٹریننگ دی جاتی ہے؟

وزیرزراعت:

(الف) واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پنجاب، ٹھوکر نیاز بیگ لاہور ایک تربیتی ادارہ ہے اور اس ادارہ میں اصلاح آبپاشی کے تحت بہتر زرعی پیداوار حاصل کرنے کے لئے فیلڈ عملہ اور زمینداروں کو تربیت دی جاتی ہے۔ یہ ادارہ آمدن کے لئے کام نہیں کرتا اس کا کام بلامعاوضہ عملے اور کاشتکاروں کو تربیت فراہم کرنا ہے۔ سال 05-2004 اور 2005-06 میں تربیت دینے کے لئے حکومت کی جانب سے کل -/6,75,55,669 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔ جس میں سے -/6,16,47,708 روپے کی رقم خرچ ہوئی جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	بجٹ	خرچ
2004-05	4,61,60,100	4,11,05,922
2005-06	2,13,95,569	2,05,41,786
کل	6,75,55,669	6,16,47,708

(ب) اس عرصہ کے دوران اس انسٹیٹیوٹ کے ملازمین کو جو رقم تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	بجٹ	خرچ
2004-05	37,12,044	3,71,954
2005-06	47,83,715	6,29,162
کل	84,95,759	10,01,116

(ج) اس عرصہ کے دوران اس انسٹیٹیوٹ کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر جو رقم خرچ ہوئی ان کی تفصیل نیچے گوشوارہ میں درج ہے:۔

مالی سال	بجٹ	خرچ
2004-05	25,32,762	41,92,158
2005-06	4,26,512	17,33,154
کل	29,59,299	59,25,312

نیز یہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس انسٹیٹیوٹ کے فرائض اور قیام کا مقصد درج ذیل ہے۔

1۔ بنیادی طور پر واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا کام اپنے عملہ کو کھالہ جات کی ڈیزائننگ اور اصلاح، لیزر لینڈ لیولنگ، انجمن اصلاح آبپاشاں اور توسیع اصلاح آبپاشی کے بارے

میں ان سروس آفیسرز / سٹاف کی ٹریننگ ہے۔

2۔ فیلڈ میں درپیش تکنیکی مسائل کے متعلق اس کا حل دریافت کرنا۔

3۔ فیلڈ میں معیار اور مقدار کا تعین کرنا۔

4۔ اصلاح آبپاشی کے متعلق نئی ٹیکنالوجی کی تحقیق اور اس کو اپنے حالات کے مطابق تبدیل کرنا۔

5۔ اصلاح آبپاشی کے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنا۔

(ہ)

شعبہ ٹریننگ	افراد
ڈیزائننگ، کنسٹرکشن(Designing/ Construction)	انجنیئر، سپروائزر، واٹر مینجمنٹ آفیسر
سوشل موبلائزیشن(Social Mobilization)	انجنیئر، سپروائزر، واٹر مینجمنٹ آفیسر
سروئینگ(Surveying)	انجنیئر، سپروائزر، واٹر مینجمنٹ آفیسر
پانی کی پیمائش(Measurement of Water)	انجنیئر، سپروائزر، واٹر مینجمنٹ آفیسر، کاشتکار
انجمن اصلاح آبپاشاں کا کردار(Role of Association of Water Management)	انجنیئر، واٹر مینجمنٹ آفیسر، کاشتکار
فارم پلاننگ(Form Planning)	انجنیئر، واٹر مینجمنٹ آفیسر، کاشتکار
ریسورس کنزرویشن(Resource Conservation)	انجنیئر، واٹر مینجمنٹ آفیسر، کاشتکار

خصوصی کارکردگی

دوران سال 05-2004 اور 06-2005 ادارہ ہذا نے دیگر پانچ اداروں کے اشتراک سے سال 05-2004 میں 1865 سرکاری اور 125 غیر سرکاری 06-2005 میں سرکاری 368 اور 514 غیر سرکاری افراد کو مختلف شعبہ جات میں تربیت دی گئی جو کہ ایک ریکارڈ ہے کیونکہ ادارہ ہذا کی سالانہ گنجائش تقریباً افراد ہے۔

سال 2004 تا حال، واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ لاہور میں بھرتی کی تفصیل

*8510: محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں یکم جنوری 2004 سے آج تک جو ملازمین بھرتی کئے گئے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات، ڈومیسائل کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کی بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تو ان اخبارات کے نام مع تاریخ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹیں فراہم کی جائیں نیز میرٹ بنانے والے سرکاری ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں؟

(د) اس بھرتی کے لئے جن افسران کی کمیٹی تشکیل پائی ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹوٹ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں یکم جنوری 2004 سے آج تک (مورخہ 07-02-12 عظمت علی ولد محمد اسلم (مرحوم) کو (Lathe Machine) ورکر سکیل نمبر 5 میں بذریعہ آرڈر نمبر 3616/19 مورخہ 05-11-18 کے تحت بھرتی کیا گیا اور اہلکار نے 05-12-01 کو ڈیوٹی جوائن کی۔ اس کی تعلیم میٹرک مع تین سالہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر، (Diploma of Associate Engineer) فارم مشینری میں ہے اور اہلکار کو 2۔ جون 2000 سے 30۔ ستمبر 2003 تک Lathe Machine پر کام کرنے کا تجربہ حاصل ہے ڈومیسائل کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا کیس میں اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اہلکار کو رول A-17 آف پنجاب سول سرونٹس (Appointment & condition of service) رولز 1974 کے تحت بھرتی کیا گیا ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ایضاً۔

زرعی سپلائی کارپوریشن کی بحالی کا مسئلہ

*8728: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت زرعی سپلائی کارپوریشن کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت:

حکومت پنجاب نے محکمہ ہذا 11۔ اپریل 1998 سے بند کر دیا ہے اور اس کی بحالی کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

جنوری 2006 تا حال۔ ای ڈی او (زراعت) سیالکوٹ کے ماتحت درجہ چہارم کی بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*8836: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یکم جنوری 2006 سے آج تک E.D.O زراعت کے ماتحت ضلع سیالکوٹ میں درجہ چہارم کی بھرتیاں ہوئی ہیں؟

(ب) ان بھرتیوں کے لئے جن افراد نے درخواستیں جمع کروائیں ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل بتائیں؟

(ج) جو افراد محکمانہ ٹیسٹ اور انٹرویو میں appear ہوئے ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(د) کتنے افراد کو درجہ چہارم کی اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ان کے نام، پتاجات، گریڈ، ڈومیسائل، ولدیت اور تعلیمی قابلیت بتائیں نیز ان کی تعلیمی اسناد کی کاپیاں فراہم کریں؟

(ہ) کتنے افراد نے جوائن کیا اور کتنے افراد نے جوائن نہ کیا کیا جن افراد نے جوائن نہ کیا ان کی جگہ پر اگلے امیدواروں کو بھرتی کے آرڈر جاری ہوئے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) کیا یہ بھرتی حکومت پنجاب کی ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے تحت ہوئی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ز) اگر یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ فراہم کریں نیز میرٹ بنانے والے سرکاری ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ح) جن افراد کو Rules میں نرمی کر کے بھرتی کیا ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، عہدہ، گریڈ بتائیں نیز کتنے افراد کو وزیر اعلیٰ اور وزیر متعلقہ کی سفارش پر بھرتی کیا گیا؟

وزیر زراعت:

(الف) ہاں۔

(ب) تفصیل جدول (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پالیسی کے مطابق ٹیسٹ کی ضرورت نہ ہے تاہم بھرتی پالیسی کے تحت انٹرویو لیا گیا تفصیل جدول (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل جدول(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام افراد نے جوائن کر لیا۔

(و) بھرتی حکومت پنجاب کی ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے تحت ہوئی۔

(ز) میرٹ لسٹ مع سرکاری ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل جدول(پ)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ح) کوئی نہیں۔

ضلع بھکر میں آج تک پختہ ہونے والے کھالوں سے متعلقہ تفصیل

*8870:جناب حفیظ اللہ خان:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بھکر میں آج تک کتنے، آبپاشی کے کھالوں کو پختہ کیا گیا ہے؟

(ب) ان کی کل لمبائی اور حکومت کی طرف سے برداشت کئے گئے اخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر زراعت:

(الف) ضلع بھکر میں 1981 سے لے کر 30۔جون 2006 تک مختلف منصوبوں کے تحت 499 عدد کھالہ جات پختہ کئے گئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مختلف منصوبوں کے تحت جو 499 کھالہ جات تعمیر کئے گئے ہیں ان کی کل پختہ کی گئی لمبائی تقریباً 3,33,570 میٹر بنتی ہے ان پر تقریباً بارہ کروڑ چھیالیس لاکھ سات ہزار سات سو ستتر روپے خرچ ہوئے جو کہ حکومت پنجاب کی طرف سے مختلف منصوبوں کے تحت مہیا کئے گئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ زراعت کے ریٹائرڈ آپریٹر کے میڈیکل بل کی ادائیگی کا مسئلہ

*8915:ڈاکٹر سید وسیم اختر:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ افتخار احمد جو کہ محکمہ زراعت میں زرعی انجینئرنگ کے شعبہ میں آپریٹر کے طور پر ریٹائر ہوا اس کا ایک میڈیکل بل کا کیس فائل نمبر-SO(PH)17 98/2002 گزشتہ پانچ سال سے محکمہ میں pending ہے؟

(ب) اتنے عرصہ سے اس کا فیصلہ / منظوری نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں اور اس تاخیر کا کون ذمہ دار ہے؟

(ج) محکمہ صحت میں اس تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کیا وزیر صحت کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ درست ہے کہ افتخار احمد جو کہ محکمہ زراعت میں زرعی انجینئرنگ کے شعبہ میں آپریٹر کے طور پر ریٹائر ہوا تھا اس کی والدہ کا ایک میڈیکل بل کا کیس مئی2002 کو محکمہ صحت کو مزید کارروائی کے لئے بذریعہ چٹھی نمبر3510/5-101/4/Admn بتاریخ29-09-2004ارسال کیا گیا تھا جو کہ زیر التواء رہا۔

تاہم اب محکمہ صحت نے بذریعہ حکم نامہ نمبرSO(A IV) 8-2/91-11بتاریخ 22۔جنوری2007 کو اس کا میڈیکل کلیم مبلغ-/20,690روپے منظور کر دیا ہے جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ زراعت سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) محکمہ زراعت سے متعلقہ نہ ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد۔شعبہ جات اور اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*9131: محترمہ نور النساء ملک: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد زرعی یونیورسٹی میں کئی اسامیاں خالی ہیں کون کون سی اور کتنے عرصہ سے خالی ہیں؟

(ب) یونیورسٹی میں اس وقت کل کتنے شعبہ جات ہیں ہر شعبہ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) تو کیا حکومت خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیرزراعت:

(الف) یہ درست ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں چند اسامیاں خالی ہیں یہ اسامیاں کون کون سی ہیں اور کتنے عرصے سے خالی ہیں اس کی تفصیل ملحقہ نمبر 1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یونیورسٹی میں اس وقت کل شعبہ جات کی تعداد 85 ہے اور ان شعبہ جات اور ہر شعبہ میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل ملحقہ نمبر 2 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد تمام خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ زیادہ تر اسامیوں کو پر کرنے کے لئے مروجہ طریق کار کے مطابق اخبارات میں مشتہر کر دیا گیا مشتہر شدہ اسامیاں ملحقہ نمبر 3 ایوان کی میز پر رکھ دی دیا گئی ہیں جبکہ باقی اسامیاں مشتہر کرنے کے لئے زیر کارروائی ہیں اور پروموشن والی اسامیاں سلیکشن کمیٹی کے زیر غور ہیں۔

نوٹ:

1۔ علاوہ ازیں 365 عدد پوسٹیں بطور پول پوسٹ تخلیق کی ہوئی ہیں جو کہ سنڈیکیٹ بتاریخ 29/11/2005 کے فیصلہ کے مطابق نئے بننے والے سب کیمپسز اور نئے ڈیپارٹمنٹوں کی ضرورت کو 56 مدنظر رکھتے ہوئے ریلیز کی جاتی ہیں، تفصیل ملحقہ نمبر 4 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ ہائر ایجوکیشن اسلام آباد نے اکیڈمک پوسٹوں کی کوالیفکیشن تبدیل کر دی ہے جس کی وجہ سے اکیڈمک پوسٹوں کو پر کرنے میں تاخیر ہوئی ہے۔

گندم بوائی کا آئیڈیل عرصہ اور 15۔نومبر 2006 تک گندم کی کاشت کے رقبہ کی تفصیل

*9133: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں ماہرین زراعت کے مطابق گندم کی اچھی سے اچھی فصل کے لئے بوائی کس تاریخ تک مکمل ہو جانی چاہئے؟

(ب) سال 2006 میں پنجاب کے کل کتنے رقبہ پر 15۔نومبر تک گندم کاشت ہو چکی تھی؟

وزیر زراعت:

(الف) ماہرین زراعت کی سفارشات کے مطابق پنجاب میں گندم کی اچھی سے اچھی فصل کے لئے کاشت کا موزوں ترین وقت نومبر کے پہلے دو ہفتے ہوتا ہے یعنی بوائی 15۔نومبر تک مکمل کر لینی چاہئے کیونکہ اس کے بعد کاشت کی جانے والی فصل کی پیداوار میں کمی آنی شروع ہو جاتی ہے۔

(ب) سال 2006 میں پنجاب میں 15۔نومبر تک 54,44,000 ایکڑ رقبہ پر گندم کاشت ہوئی۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کل جب ہم آپ کے چیمبر میں گئے تھے اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے حوالے سے بات ہوئی تھی اور وہاں پر یہی بات ہوئی تھی کہ ہمارا لاء اینڈ آرڈر پر اور موجودہ ملک میں جاری جو آئینی بحران ہے اس پر ہم نے بات کرنی ہے اور ہمیں بات کرنے کا کل موقع دیں اور لاء اینڈ آرڈر پر پوری بات ہونی چاہئے۔وہاں پر یہ بات طے بھی ہوئی کہ لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی اور ملک میں جاری آئینی بحران پر بات ہو گی اور چیف جسٹس کے ساتھ جو معاملہ کیا گیا اس پر بھی بات ہو گی۔

جناب سپیکر: نہیں، چیف جسٹس والے معاملے والی بات نہیں ہوئی لاء اینڈ آرڈر کی بات ہوئی تھی لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں، گزارش یہ ہے وہ بھی لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں ہی مسئلہ ہے ناں۔

جناب سپیکر: وہ بھی لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اگر کورم پورا ہوا تو بالکل لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اب جو ماحول یہاں پر دیکھنے کو مل رہا ہے اور جس طرف حکومت معاملات کو لے کر جا رہی ہے۔اگر آج نمبرز کی بنیاد پر اور کم یا زیادہ تعداد کی بنیاد پر کورم کو پوائنٹ آؤٹ کر کے تحریک التوائے کار کے وقفے کے بعد اگر گورنمنٹ یہاں سے جس طرح پہلے

اجلاس میں لاء اینڈ آرڈر کو face کئے بغیر بھاگ گئی تھی اگر آج بھی وہی طریق کار اختیار کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے عوام اس بات پر پھر حق بجانب ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ حکومت چاہتی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ سوچیں کہ ہمارا اس بات پر پورا concern ہے وکلاء کے ساتھ تشدد کیا گیا، بکتر بند گاڑیاں۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی پھر اس پر بات کرنا۔

حاجی محمد اعجاز: بکتر بند گاڑیاں ہائی کورٹ میں داخل کر کے شیلنگ کی گئی اور اگر آج یہاں پر گورنمنٹ دوڑے گی تو پورا پاکستان پورا پنجاب جو ہے۔۔۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: یہ توجہ دلاؤ نوٹس لالہ شکیل الرحمٰن کی طرف سے ہے۔

رانا مشہود احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پچھلے سیشن میں جس دن جب یہاں پر ہاؤس کو prorogue کیا گیا تھا اس دن میں ہاؤس کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا تھا۔ آپ custodian of the House ہیں، میں زخمی حالت میں اس ہاؤس کے اندر آیا تھا اور میرا خیال تھا کہ میرے زخموں کو دیکھتے ہوئے آپ مجھے بات کرنے کا موقع ضرور دیں گے۔ ہم ہمیشہ آپ سے اچھی امید رکھتے ہیں اور آپ نے ہمیشہ اس ہاؤس کو۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن آپ واک آؤٹ کر گئے تھے میں موقع کس کو دیتا؟

رانا مشہود احمد خان: جناب والا! میری بات سن لیں۔ میں یہاں ہاؤس میں ایک مسئلہ لے کر آیا تھا۔ پنجاب کے اندر، لاہور کے اندر اس دن جو کچھ مال روڈ کی سڑکوں پر ہوا تھا اس سے یہ ایوان لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ وکلاء کی جدوجہد اس دن مال روڈ کے اوپر ہو رہی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونی ہے، پھر بات کر لینا، آپ کو موقع دیا جائے گا۔

رانا مشہود احمد خان: جناب والا! میری پوائنٹ آف آرڈر پر ایک چھوٹی سی بات ہے۔ آپ مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو میں ٹائم دوں گا۔ لاء اینڈ آرڈر پر آپ کھل کر بات کر لینا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 865 ہے۔

فیروزوالا میں محنت کش کے تین سالہ بیٹے کا اغواء اور قتل

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 18-مارچ 2007 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق فیروزوالا کی نواحی بستی نین سکھ میں محنت کش محمد اسلم کے ساڑھے تین سالہ بیٹے زیب احمد کو اغواء کرنے کے بعد قتل کر دیا گیا؟

(ب) اس کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا ہے؟

(ج) کیا کسی ملزم کو گرفتار کیا گیا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) اس کیس کے تفتیشی افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شکریہ

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ مورخہ 07-03-07 کو محمد اعظم کے ساڑھے تین سالہ بیٹے زیب احمد کو اغواء کر کے مبینہ طور پر بدفعلی کر کے قتل کر دیا گیا۔

(ب) اس کا مقدمہ نمبر 259 مورخہ 07-03-17 بجرم 302,367(a),377 (ت،پ) تھانہ فیکٹری ایریا میں درج ہوا۔

(ج) مقدمہ ہذا میں ایک کس ملزم جو کہ دوران تفتیش پیش ہوا جس کا نام محمد سلیم ولد خادم حسین، قوم مسلم شیخ، سکنہ نین سکھ ہے، گرفتار ہو چکا ہے۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش غلام فرید سب انسپکٹر (گریڈ-14) تھانہ فیکٹری ایریا اور انچارج انویسٹی گیشن انسپکٹر فرحان اسلم (گریڈ 16) کر رہے ہیں۔ بعد از تکمیل تفتیش چالان عدالت مجاز میں دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اس پر چالان بھی مکمل ہو چکا ہے۔ under scrutiny ہے، پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ میں آ چکا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دو تین دنوں میں اس کا

چالان بھی عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محرک چونکہ مزید اس کو press نہیں کرنا چاہ رہے لہذا یہ dispose of ہوئی۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

مولانا شبیر ہاشمی پر ناجائز مقدمات ختم اور انہیں رہا کرنے کا مطالبہ

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے ٹائم دیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ مولانا شبیر ہاشمی صاحب کو تقریباً دو مہینے سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے کہ ادھر ان کو پکڑ کر بند کر دیا گیا ہے اور ان کے اوپر دہشت گردی کے مقدمے چلائے گئے ہیں۔ ان کا قصور صرف اتنا تھا کہ حقوق نسواں کے نام سے جو بل آیا تھا اس میں انھوں نے جو شیلی تقریریں کی تھیں اور اس کو condemn کیا تھا تو ان کے اوپر دہشت گردی کا مقدمہ چلایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! علامہ شاہ احمد نورانی صاحب کے جتنے بھی پیروکار ہیں وہ تو بالکل بھی اس طرح کے لوگ نہیں ہیں کہ دہشت گردی کریں۔ میں آپ سے اور حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتی ہوں کہ ان کے اوپر سے مقدمے واپس لئے جائیں اور ان کو رہا کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب سے میں نے بھی ذاتی طور پر جا کر درخواست کی تھی۔ وہ بزرگ آدمی ہیں اور 80 سال کے قریب ان کی عمر ہے۔ متحدہ مجلس عمل ضلع قصور کے وہ صدر ہیں۔ مہربانی کریں، ان کو کبھی ایک عدالت میں گھسیٹتے ہیں، کبھی دوسری عدالت میں گھسیٹتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ مولانا شبیر ہاشمی صاحب کا مسئلہ جو پرائم منسٹر صاحب کی واضح ہدایات کی بنیاد پر ان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے اس کو واپس لیا جائے اور ان کو رہا کیا جائے۔ لاء منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اس بارے میں ہمیں کوئی یقین دہانی کرائیں۔

انھوں نے اپنے کمرے میں بیٹھ کر یہ یقین دہانی کرادی تھی کہ ہم ان کو انشاء اللہ رہا کروائیں گے اور ان کے معاملے کو حل کروائیں گے۔ وہ بزرگ آدمی ہیں۔ سیاست کے اندر ایک تحمل اور برداشت جو ہے یہ اصل چیز ہوتی ہے۔ آپ اپنے مخالفین کو سنیں، آپ کا جو اپنا نقطہ نظر ہے وہ آپ اپنا رکھیں اور جو مخالفین کا نقطہ نظر ہے ان کو بھی کہنے دیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ ایک بزرگ آدمی کو اس طرح جیلوں میں ڈالا ہوا ہے اور دو ماہ سے وہ جیل میں پڑے ہوئے ہیں۔ مہربانی کر کے ایک سیاسی انتقام کا ان کو جو نشانہ بنایا جا رہا ہے حکومت اس بات کو واپس لے اور ان کو رہا کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ مسئلہ انفرادی طور پر بھی ہم نے discuss کیا تھا تو لاء منسٹر صاحب اس پر کوئی اپنی رائے دیں۔ ایک شخص بالکل نہتا ہے، وہ عالم دین ہے، 80 سال کا وہ شخص ہے اور دو مہینے سے اس کے خلاف کبھی ایک تھانے میں کیس بناتے ہیں، کبھی دوسرے تھانے میں کیس بنا دیتے ہیں تو ان سے درخواست ہے کہ یہ ان کا قصور بتا دیں کہ انھوں نے کیا کیا ہے کہ وہ دو مہینے سے جیل میں بند ہیں۔ ہم ان سے صرف یہ درخواست کرتے ہیں کہ یہ ان سے رپورٹ مانگ لیں کہ ان کے خلاف کیس کیا کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میرے پاس رپورٹ بھی آئی ہوئی ہے، ارشد بگو صاحب نے درست فرمایا ہے اور اس سے پہلے بات بھی ہوئی تھی لیکن ایک معاملہ عدالت میں زیر غور ہے۔ چالان عدالت میں پیش ہو چکا ہے اور وہاں اگر وہ بے گناہ ثابت ہوئے تو بری ہو جائیں گے۔ اس میں اب میرا اختیار نہیں ہے کہ میں نے ان کو رکھا ہوا ہے بلکہ عدالت نے ان کی ضمانت reject کی تھی اس لئے وہ عدالت میں ہیں اور جو انھوں نے فرمایا تھا، میں سمجھتا ہوں کہ میں وہ الفاظ دہرانا نہیں چاہتا اور میری بہن نے جس طرح فرمایا ہے میں اگر ان سے یہ سوال کرتا کہ آپ بتا دیں کہ کس بنیاد پر مقدمہ درج ہوا ہے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میری محترمہ بہن اس معزز ایوان میں وہ بات دہرا بھی نہیں سکتیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں تو اس لئے میں پھر بھی ارشد بگو صاحب اور احسان اللہ وقاص صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم بیٹھ جاتے ہیں اور اس میں مجھ سے جو کچھ ہو سکا، ہم جو بھی ان کو facilitate کر سکے انشاء اللہ ضرور کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! راجہ صاحب جو فرما رہے ہیں وہ ایجنسیوں کی جھوٹی رپورٹیں

ہیں۔ وہ ایک شریف آدمی ہیں، عالم دین ہیں، 80 سال کی عمر کے آدمی ہیں، ان کے متعلق بالکل ایک جھوٹی رپورٹ ایجنسیوں نے بنا کر بھیج دی ہے اور یہ اس کو درست مان رہے ہیں اور ہم ان کے سامنے جو گزارش کر رہے ہیں کہ وہ ایک بزرگ آدمی ہیں، ان کو آپ کبھی ایک جیل میں اور کبھی دوسری جیل میں نہ گھسیٹیں۔ یہ ہماری درخواست کو مانیں، ایجنسیوں کی بات کے پیچھے نہ لگیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں کسی ایجنسی کی بات پر rely نہیں کروں گا۔ میرے محترم بھائی بیٹھ جائیں، ریکارڈنگ سن لیں، وہ سننے کے بعد اگر یہ کہیں کہ یہ جھوٹ ہے تو میں تسلیم کر لوں گا۔ یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ انتظام کر لیں لیکن یہ وعدہ کرا دیں کہ پھر اس کے بعد یہ کیس واپس لے لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ آپ مجھ سے بیٹھ کر کر لیں، باقی جو بھی ان سے ہو سکا وہ کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ وعدہ کریں کہ یہ کیس واپس لے لیں گے تو پھر بالکل ہم ریکارڈنگ سنتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر وہ ایسی نوعیت کی چیز ہو گی تو وہ ضرور کریں گے۔ آپ پہلے ان سے مل لیں۔ شاہ صاحب! وہ آپ کا احترام کرتے ہیں، آپ کے نقطہ نظر کا احترام کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ کی بڑی شفقت ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ جو سیفٹی ایکٹ ہے وہ اس کا اتنا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ آپ سیاسی کارکنوں کو پکڑتے ہیں، لاہور سے پکڑتے ہیں اور اٹھا کر میانوالی پھینک دیتے ہیں۔ لاہور سے پکڑتے ہیں اٹھا کر اس کو بہاولپور پھینک دیتے ہیں ان کا کیا جرم ہے؟ یعنی ایک آدمی کے اوپر انھوں نے نظر بندی کا آرڈر جاری کیا۔ اس پر لکھا ہے کہ تم حکومت کے خلاف تقریریں کرتے ہو، اس نے ایک تقریر بھی نہیں کی، کسی جگہ پر کوئی تقریر نہیں کی۔ ایک نے جواب میں خود ہوم سیکرٹری کو لکھ کر دیا کہ جناب! مجھے تو تقریر کرنی آتی نہیں ہے، آپ نے مجھے پکڑ کر ایک ماہ کے لئے نظر بند کر دیا ہے۔ پھر نظر بند کرتے ہیں تو فوراً اٹھا کر اس سیاسی کارکن کو بہاولپور، رحیم یار خان، ساہیوال اور میانوالی کی دور دراز کی جیلوں میں لاہور کے لوگوں کو پھینک دیتے ہیں، قید تنہائی میں رکھتے ہیں، یہ بڑی زیادتی ہے۔ سیاست کے اندر آپ کچھ حدود کو

رکھیں، کچھ حدود رکھنی چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی اور لاء منسٹر صاحب کی وضاحت کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اور آپ نے جو کچھ کہا ہے، ان کی پیران سالی کو دیکھ کر یا آپ ان سے جو بھی ان کے چیمبر میں بات کریں گے تو انشاء اللہ کوئی بہتر حل نکل آئے گا اس لئے آپ اس کو stress نہ کریں۔ حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں صرف انہی کی بات نہیں کر رہا۔ میں معزز لاء منسٹر سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس صوبہ کے اندر سیاسی کلچر کو اس حد تک نہ لے جائیں کہ لوگوں کو یہاں سے گرفتار کریں اور رحیم یار خان جا کر پھینک دیں، بہاولپور جا کر پھینک دیں۔ ہم سیاسی کارکن ہیں، آپ نے گرفتار کرنا ہے، جیل میں ڈالنا ہے، حوالات میں ڈالنا ہے، آپ اپنا کام کریں، ہم نہ گرفتاریوں سے ڈرتے ہیں اور نہ جیلوں میں جانے سے ڈرتے ہیں لیکن کوئی پولیٹیکل برداشت کا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں اس کا بھی کوئی مظاہرہ کریں۔ آپ ایک سیاسی کارکن کو لاہور سے گرفتار کرتے ہیں، کسی بے چارے غریب دکاندار کو پکڑ لیتے ہیں۔ یہاں تک ٹھیک ہے کہ آپ نے گرفتار کر لیا لیکن آپ نے اٹھا کر اسے میانوالی پھینک دیا یہ کوئی انسانیت نہیں ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: فی الحال آپ اس کو stress نہ کریں۔ تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 11 ہے۔ یہ 28۔مارچ کو move ہوئی اور آج کے لئے pending کی گئی تھی۔

وکلاء کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے پر لاہور پولیس کا معزز اراکین اسمبلی سے ناروا سلوک

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کل اس تحریک کو میں نے pending کروایا۔ رات آٹھ بجے میں نے محکمہ کو convey کیا تھا لیکن ابھی تک محکمہ کی طرف سے مجھے کوئی تحریری جواب موصول نہیں ہوا لہذا آپ اسے اگلے اجلاس تک pending فرما لیں، انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کا

جواب دے دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ تحریک میں نے کل ایوان کے اندر پیش کی تھی۔ اس کے اندر کم و بیش تفصیل لکھی ہوئی ہے۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو غیر فعال کرنے کے حوالے سے احتجاج کا ایک سلسلہ چل رہا ہے۔ اسلام آباد کے اندر پولیس نے چیف جسٹس کے ساتھ جو سلوک کیا وہ سب اخبارات کی زینت بنا، لاہور ہائی کورٹ کے وکلاء پر مال روڈ کے اوپر جو تشدد ہوا، ان کے سر پھاڑے گئے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ پورے ملک سے بہت سارے سیاسی کارکنان کو گرفتار کر کے دوسرے شہروں میں پہنچا دیا گیا ہے۔ لاہور سے گرفتار کر کے بہاولپور اور بہاولپور سے گرفتار کر کے میانوالی لے جایا گیا یعنی یہ ایک پورا سلسلہ چل رہا ہے۔ پولیس اب اپنے آپ کو بالکل آزاد feel کرتی ہے اور وہ اپنی مرضی سے جس کے ساتھ جو بھی سلوک کرنا چاہتی ہے کر لیتی ہے۔ لودھراں میں ہمارے جماعت اسلامی کے جنرل سیکرٹری رمضان ندیم صاحب ہیں پولیس رات کے وقت ان کے گھر دندناتی ہوئی گھس گئی۔ ان کے خلاف کوئی کیس نہیں تھا بس ان کو پکڑنا تھا اور رات کے وقت پولیس والے ان کے گھر گھس گئے یعنی اب یہ پولیس بالکل مادر پدر آزاد ہو گئی ہے۔ میری التماس ہے کہ محکمہ نے تو اس حوالے سے لگا بندھا جواب دے دینا ہے۔ یہ اتنے سارے ممبران اسمبلی کی دھکم پیل ہوئی ہے، خاتون ممبر گرتے گرتے بچی ہے۔ میں نے حوالہ دیا ہے کہ ان کی جوتی اتر گئی۔ میں خود بھی اس گروپ کے ساتھ تھا۔ میری آپ سے التماس ہے کہ جواب تو لگا بندھا آ جانا ہے مہربانی کر کے اس کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں وہاں انشاء اللہ ساری بات ہو جائے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترمہ فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں بھی ایک اہم مسئلہ کی طرف راجہ بشارت صاحب کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہماری لاہور کی صدر، ساجدہ میر صاحبہ کو پچھلے آٹھ دنوں سے Detention Order کے تحت مختلف جیلوں میں پھرایا جا رہا ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ تین دن پہلے انھیں رات ساڑھے گیارہ بجے مردا ہلکار لاہور سے میانوالی جیل لے کر گئے۔ اب شاید انھیں دوبارہ لاہور میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے جتنے بھی احتجاج ہوئے ہیں وہ سب کے سب پرامن تھے۔ اب چونکہ احتجاج نہیں ہے اور پھر ان کے خلاف کوئی مقدمہ بھی نہیں ہے لہذا میری راجہ بشارت صاحب سے گزارش ہے کہ ان کے Detention Order واپس لے لئے جائیں اور انھیں فوری طور پر رہا کیا جائے۔ وہ ہماری پارٹی کی ایک dedicated worker ہیں ان کے ساتھ اس طرح سے زیادتی کرنا تمام سیاسی ورکروں کو discourage کرنے کی بات ہے۔

جناب والا! اس طرح تحریکیں رکا نہیں کرتیں۔ کسی کے گرفتار ہونے سے، کسی کو میانوالی یا بہاولپور جیل بھیج دینے سے، حکومت یہ سوچنا بالکل چھوڑ دے کہ یہ تحریک رک جائے گی۔ لہذا میری گزارش ہے کہ ان کے detention order واپس لئے جائیں اور فوراً رہا کیا جائے۔ مہربانی کر کے مجھے راجہ صاحب سے اس حوالے سے جواب دلوا دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب اس بارے میں وضاحت کریں گے لیکن جس طریقے سے اپیل کی جا رہی ہے وہ ضرور غور فرمائیں گے اور میں بھی اپیل کروں گا کہ کوئی نظر کرم فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی order withdraw کر لئے جائیں گے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. DEPUTY SPEAKER: One at a time. Let me first finish this.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ بار بار ہمارے ممبران مطالبہ کر رہے تھے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونی چاہئے۔ سپیکر صاحب نے categorically یہاں پر فرمایا کہ بحث ہو گی، آپ بھی فرما رہے ہیں کہ بحث ہو گی۔ تو یہ سارے issues بحث میں آ جائیں گے۔ اگر بحث نہیں کرنی تو ہمیں بتا دیں۔ اگر بحث کرنی ہے تو پھر اجلاس کی کارروائی آگے چلنے دیں تاکہ ہم ایجنڈا کی کارروائی مکمل کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:All these issues have to be discussed لاء اینڈ آرڈر پر بھی کافی وقت درکار ہوگا۔ پہلے مجھے دو تحاریک استحقاق take up کر لینے دیں اس کے بعد پھر ہم لاء اینڈ آرڈر پر بحث کریں گے۔اس وقت آپ جو بھی کہنا چاہتے ہیں کہہ لیجئے گا۔ House is there for you. اس وقت آپ وقت ضائع نہ کریں۔ڈاکٹر صاحب کی تحریک استحقاق کو پہلے نمٹا لینے دیں۔

ڈاکٹر صاحب!وزیر قانون صاحب آپ کی تحریک کی مخالفت نہیں کر رہے لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ کی طرف سے ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب کی تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا۔ باقی جو تحاریک ہیں آپ ان کو pending کر لیں اور قائد حزب اختلاف کو دعوت دیں کہ وہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا آغاز کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ڈاکٹر صاحب سے یہی کہہ رہا ہوں کہ جواب آنے تک آپ کی تحریک کو pending کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ ابھی تحاریک استحقاق take up ہو رہی ہیں۔اس کے بعد تحاریک التوائے کار ہیں۔ وہ تحاریک التوائے کار جو کہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ ہوں گی وہ ختم ہو جائیں گی باقی take up ہونی ہیں۔ اس کے بعد پھر گورنمنٹ بزنس ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کو قواعد وضوابط کے مطابق چلانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا مطلب یہ ہے کہ باقی بزنس ختم ہونے کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوگی۔ Not after this Motion.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔جناب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں نے اپنی یہ تحریک کل پیش کی تھی اور راجہ صاحب نے فرمایا تھا کہ اسے کل تک pending کر لیں، جواب آ جائے گا۔اب یہ اگلے اجلاس تک pending کریں گے تو معاملہ اس دوران کافی آگے چلا جائے گا۔ بہت سے نئے واقعات ہو جائیں گے۔ میں نے اپنی اس تحریک میں ایک particular event quote کیا ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہوگی کہ مہربانی کر کے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں، وہاں پر جواب بھی آ جائے گا۔اس وقت پولیس جو کچھ کر رہی ہے وہ سب آپ کے علم میں ہے۔ سپریم کورٹ نے اس کا نوٹس لیا ہوا ہے، ہائی

کورٹ کے جسٹس اس کی انکوائری کر رہے ہیں۔ لہذا میں التماس کروں گا کہ آپ میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں وہاں بیٹھ کر ساری بات ہو جائے گی۔ اگلے اجلاس تک تو دیر ہو جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر یہ ایک ممبر کے استحقاق کا معاملہ ہوتا تو میں کبھی بھی اس کو oppose نہ کرتا۔ انھوں نے ایک پورے event کی بات کی ہے اور یہ میری بات سے اتفاق کریں گے کہ اس دن اس معزز ایوان کا اجلاس چل رہا تھا۔ یہ یہاں سے واک آؤٹ کر کے باہر گئے اور باہر سے ایک procession کی صورت میں ہائی کورٹ تشریف لے گئے۔ میں صرف ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس دن صوبے میں، لاہور میں بالخصوص دفعہ 144 نافذ نہیں تھا اور کیا ایک پارلیمنٹیرین کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس طرح جائے؟ لہذا اس لئے تفصیل سے جواب آ جانے دیں۔ اگر آپ کا ذاتی طور پر استحقاق مجروح ہوا ہوتا تو میں کبھی بھی اعتراض نہ کرتا۔ آپ نے ایک event کی بات کی ہے، آپ نے قانون کو ہاتھ میں لیا ہے۔ اگر Law Enforcing Agencies آپ کو روکیں تو یہ ان کا حق بنتا ہے لیکن میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ کو کسی نے نہیں روکا کیونکہ اسمبلی سے میں نے خود ذاتی طور پر ایس ایس پی آپریشن کو کہا تھا کہ معزز ممبران کے ساتھ کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہئے کہ جس سے ان کی عزت میں فرق آئے۔ اس کے باجود آپ دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گئے۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ آپ نے مال روڈ پر دفعہ 144 کے باوجود جلوس نکالا اگر نکالا تو پھر خلاف ورزی آپ نے کی یا پولیس والوں نے کی ہے؟ آپ اس کا مجھے جواب دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ 13 تاریخ کو جب یہ اجلاس ختم ہو گیا تو ہم جلوس کی شکل میں مال روڈ سے ہوتے ہوئے ہائی کورٹ گئے اور ہم نے دفعہ 144 کی خلاف ورزی کی ہے۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہم نے 144 کی خلاف ورزی قطعاً نہیں کی، ہم دو دو کی ٹولیوں کی صورت میں فاصلے پر چلتے ہوئے ہائی کورٹ گئے۔ اس کے باوجود پولیس نے بعض جگہ ہمارے فاضل ممبران کے ساتھ بدتمیزی کی اور ان کو روکا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کو اخبارات دے دوں گا۔ آپ اخبارات دیکھ لیں اس سے پتا چل جائے گا کہ آپ دو دو کے گروپس میں گئے ہیں یا کہ جلوس کی شکل میں گئے ہیں۔ بگو صاحب! خدا کے لئے کچھ خیال کریں۔ آپ دوسروں کو غلط بیانی کا کہتے ہیں خود کیوں غلط

بیانی کرتے ہیں، کیاآپ حلفاً کہتے ہیں کہ آپ دودو کی ٹولیوں میں گئے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: ہاں، بالکل میں حلفاً کہتا ہوں کہ ہم دودو کی ٹولیوں میں گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ کا حلف بھی پھر ایسا ہی ہے۔ میں آپ سے بحث نہیں کرنا چاہتا چونکہ محکمہ کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوااس لئے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس تحریک کو pending فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کمیٹی کی بات نہیں ہے۔ Principally Law Minister is not opposing لیکن وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ let the report come ہم اسے till next session pending کر دیتے ہیں۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر!۔۔۔

اے عندلیب ناداں غوغم کن ایں جاں

نازک مزاج شاہاں تاب سخن ندارد

جناب سپیکر! میں اپنے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جب بھی ہماری اپوزیشن پارٹیاں حکومت کی ناانصافیوں اور زیادتیوں کے خلاف جلسہ جلوس کرنے کے لئے باہر نکلتی ہیں تو یہ دفعہ 144 لگادیتے ہیں۔ پھر آپ ہی بتائیے کہ ان کے غلط کاموں پر کس طرح قدغن لگائی جا سکتی ہے؟ پھر یہ کہتے ہیں کہ آپ نے خلاف ورزی کی ہے۔ ابھی آپ نے راولپنڈی میں جلسہ کیا جس میں تمام قوانین کی دھجیاں بکھیر دیں۔ وہاں آپ کے لئے دفعہ 144 نہیں تھا؟ سارے قوانین تو اپوزیشن کے لئے ہیں۔ اس دن وہاں تمام سکول بند کر دیئے گئے سرکاری چھٹیاں کر دی گئیں لیکن اگر ہم یہاں پر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پہلے تو محترمہ سے گزارش کروں گا کہ سپیکر صاحب جناب والی نہیں جناب والا ہیں۔ (قہقہے)

وہ تھوڑی سی تصحیح کر لیں۔ میں ابھی ہاؤس میں موجود ہوں آپ بھی اپنے سٹاف سے ڈسٹرکٹ

ایڈمنسٹریشن راولپنڈی کا ریکارڈ منگوالیں کہ کیا جلسہ کرنے کی اجازت کے لئے لوکل ایڈمنسٹریشن کو درخواست دی گئی تھی یا نہیں ؟ریکارڈ کی بات ہے کہ ان کے allow کرنے کے بعد ہم نے جلسہ کیا ہے۔ہم نے تو خود قانون کا احترام کیا ہے۔

راجہ ریاض احمد: آپ بی بی سی کی رپورٹ بھی لے لیں۔

جناب کامران مائیکل: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!ابھی لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ دفعہ 144 کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔یہ خلاف ورزی تو اپوزیشن کے اتحادیوں نے کی اس میں پولیس کا کیا قصور تھا۔میں یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر دفعہ 144 کی خلاف ورزی ہوئی تو پھر کارروائی بھی دفعہ 144 کے طور پر کی جانی چاہئے۔یہاں خلاف ورزی تو دفعہ 144 کی ہوتی ہے لیکن ہمارے کارکنوں پر، ہمارے ایم این اے خواجہ سعد رفیق اور دیگر دوستوں پر دہشت گردی ایکٹ کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔حکومت پنجاب کی طرف سے Detention Order جاری کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب بات تو دفعہ 144 کی کر رہے ہیں لیکن ان کے خلاف مقدمات دہشت گردی ایکٹ کے تحت درج کر رہے ہیں۔خواجہ سعد رفیق ایم این اے کے خلاف بھی دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا ان کی ضمانت ہو چکی ہے لیکن پھر حکومت پنجاب نے ان کے Detention Order جاری کئے اور آج وہ میانوالی جیل میں بند ہیں۔انھیں کس جرم کی سزا دی جارہی ہے ؟صرف اس لئے کہ وہ جمہوریت کی راہ پر گامزن ہیں، وہ آئین اور جمہوریت کی بالادستی کے لئے تگ ودو کر رہے ہیں۔میں حکومت پنجاب کے اس عمل کی انتہائی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: But this is not a point of order.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے قانون کے کس ضابطے کے تحت راولپنڈی میں تمام اساتذہ اور باقی حکومت پنجاب کے ملازمین کو کہا کہ آپ سارے وہاں آجائیں۔انھیں کس قانون اور ضابطے کے تحت یہ اختیار حاصل ہے کہ انھوں نے تمام اساتذہ، ضلعی حکومت اور ہائی وے کے تمام ملازمین سے کہا کہ آپ کی حاضری لیاقت باغ میں ہوگی۔لاء منسٹر صاحب پہلے میری اس بات کا جواب دیں پھر میں اگلی بات کروں گا۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Anyhow this is again not a point of order. Let’s take up another issue.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اب اس کا کیا ثبوت ہے کہ اس میں اساتذہ تھے یا نہیں؟ یہ تو آپ کہہ رہے ہیں۔ This is one's point of view

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کو ثبوت دوں گا کہ پنجاب ہائی وے کے سینئر افسران کو کہا گیا۔ اگر ثبوت نہ دے سکا تو جو مرضی مجھے سزا دینا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! جب اس پر بحث ہو گی تو اس وقت یہ بات کر لیجئے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اب ہم عبدالرشید بھٹی صاحب کی تحریک استحقاق take up کرتے ہیں یہ move ہو چکی ہے لیکن It was pending for today

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ چونکہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے pending فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ بھٹی صاحب بھی موجود نہیں ہیں لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب اشتیاق احمد مرزا کی ہے۔

تھانہ وارث خان (راولپنڈی) پولیس کا معزز رکن اسمبلی کے دفتر پر ناجائز چھاپہ

جناب اشتیاق احمد مرزا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 24-مارچ 2007 تقریباً رات ساڑھے گیارہ بجے تھانہ وارث خان کی بھاری نفری جس کی قیادت غالباً کوئی سینئر افسر کر رہا تھا میرے دفتر پیپلز ہال ظفر الحق روڈ پر چھاپہ مارا اور میرے دفتر میں گھس گئے۔ ملازمین سوئے ہوئے تھے خوف و ہراس پیدا کر کے میرے متعلق استفسار کیا اور اس کے بعد میرے ڈرائیور، خانساماں اور ایک مہمان کو زبردستی اٹھا کر لے گئے۔ مورخہ 26-مارچ 2007 کو تقریباً رات 9 بجے ان لوگوں کو آزاد

کیا۔ میرے دفتر پولیس نے ناحق چھاپہ مار کر، ملازمین اور مہمان کو زبردستی اغواء کر کے اور حبس بے جا میں رکھ کر نہ صرف قانون کی بے حرمتی اور خلاف ورزی کی ہے بلکہ ناحق بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ یہ تمام کارروائی کسی اعلیٰ آفیسر کے کہنے پر ہوئی ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس میں میری صرف یہ گزارش ہے کہ راولپنڈی شہر میں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن نے تحریک استحقاق پیش کر دی ہے۔ مجھے اس کی کاپی ابھی موصول ہوئی ہے۔ اس کا جواب آنا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ جب اس کا جواب آئے تو اس وقت مرزا صاحب شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آج جواب دے رہے ہیں یا اگلے اجلاس میں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ابھی تو مجھے اس کی کاپی موصول ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب محمد اشرف خان!

مجسٹریٹ (اوکاڑہ) کا بلا وارنٹ گرفتاری معزز رکن اسمبلی کو گرفتار کرنا

جناب محمد اشرف خان سوہنا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 13-فروری 2007 کو بوقت 2 بجے دوپہر مجھے اطلاع ملی کہ آصف روف مجسٹریٹ نے چوک جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں مشروبات کی دکان پر چھاپہ مارا اور کہہ رہے ہیں کہ دکاندار جعلی پیپسی کولا بیچ رہے ہیں۔ لوگوں کے بار بار فون آنے پر میں وہاں پہنچا اور مجسٹریٹ صاحب سے دریافت کیا قبل اس کے کہ وہ مجھے صحیح صورتحال سے آگاہ کرتے انہوں نے فوراً پولیس کو حکم دیا کہ محمد اشرف خان کو گرفتار کر لو جس پر وہاں موجود لوگ مشتعل ہو گئے اور ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ میرا مؤقف سنے بغیر پولیس کو مجسٹریٹ کا میری گرفتاری کا حکم جاری کر کے میرا

استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق بھی ابھی موصول ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ میں اسے oppose نہیں کروں گا تو پھر اسے کمیٹی کو سپرد کرنے میں کیا حرج ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک استحقاق کو oppose نہیں کیا گیا لیکن اس کا جواب تو آنے دیں۔

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب سپیکر! سارا ریکارڈ ان کے پاس موجود ہے لہذا اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ایک دفعہ محکمے کا in writing جواب آ لینے دیں۔ اس کے بعد آپ کو بتاؤں گا کہ میں اسے oppose کرتا ہوں یا نہیں۔ اس معزز ایوان کے تمام اراکین کے ساتھ میری جو commitment ہے میں آج بھی اس پر قائم ہوں اور آپ کو دوبارہ یقین دلاتا ہوں کہ کسی ممبر کا بھی استحقاق مجروح ہو تو میں اپنی اس سابق روایات کو برقرار رکھوں گا۔

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب سپیکر! اس کی رپورٹ سپیکر صاحب کے پاس آ چکی ہے لہذا اب مزید رپورٹ کی ضرورت نہیں ہے اور اشرف خان صاحب خود 20 دنوں کی داستان سنا چکے ہیں اس لئے اب اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ہم نے قواعد و ضوابط کے مطابق چلنا ہوتا ہے۔ اس تحریک استحقاق کی کاپی مجھے ابھی موصول ہوئی ہے اس لئے محکمے سے اس کا جواب آ لینے دیں۔ آپ اسے rule out تو نہیں فرما رہے بلکہ pending کر رہے ہیں۔ آپ اس کا جواب آ لینے دیں اس کے بعد پتا چل جائے گا کہ میں اسے oppose کرتا ہوں یا نہیں کرتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! بات تو ایک ہی ہے۔ یہ کوئی reject تو نہیں ہو رہی۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دستی صاحب! تشریف رکھیں میں آپ کو ابھی موقع دیتا ہوں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! دستی صاحب کو موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ان سے بات ہو چکی ہے میں ان کو موقع دوں گا۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! وہ ہمارے بزرگ ہیں ان کو پہلے موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ہمارے بھی بزرگ ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں نے ابھی ایک تحریک استحقاق جمع کروائی ہے اور اس کی کاپی آپ کو موصول ہوئی ہے تو یہ بھی میں پیش کر دیتا ہوں۔ ٹھیک ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس چیز کی؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب! یہ میری تحریک استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا لسٹ میں تو نام نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! تحریک استحقاق کی کاپی میں نے سیکرٹری صاحب اور وزیر قانون صاحب کو بھی receive کروا دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ابھی پیش کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، جناب! اس کو میں move کر دیتا ہوں اس کے بعد اس کو pending ہی ہونا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے آپ اسے پیش کر دیں۔

اجلاس بلانے کے لئے اپوزیشن کی ریکوزیشن پر رولنگ محفوظ ہونے کے باوجود وزیر قانون کا پریس کانفرنس منعقد کرنا

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا معاملہ یہ ہے کہ اجلاس مورخہ 07-03-28 میں محترم وزیر قانون راجہ بشارت صاحب نے اجلاس کو convene کرنے سے متعلق ریکوزیشن پر اپنا نکتہ اعتراض پیش کیا جس پر متعدد اراکین اسمبلی نے اپنا اپنا مؤقف پیش کیا۔ جس کے بعد آپ نے متنازعہ معاملہ سے متعلق ایک کمیٹی تشکیل دی جبکہ اپنی رولنگ reserve کر لی لیکن آج کے اخبارات میں محترم

وزیر قانون کی پریس کانفرنس جلی حروف میں شائع ہوئی ہے جس میں یہ بیان منسوب ہے کہ اپوزیشن کے خلاف ایف آئی آر درج کروادوں گا۔ایک معاملہ جواس معزز ایوان کے رُوبرُو زیر غور، زیر انکوائری ہو جس پر سپیکر کی رولنگ reserve ہو اس پر اس طرح پریس کانفرنس میں بیان کرنا، مقدمہ درج کروانے کی دھمکی دینا نہ صرف خلاف قانون و خلاف ضابطہ ہے بلکہ اس معزز ایوان کی توہین کے مترادف ہے۔اس سے نہ صرف ہمارا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس تحریک کو بالکل oppose نہیں کروں گا اور میں یہ چاہوں گا کہ یہ جو معاملہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ سامنے آئے اور میں صرف ایک request آپ سے کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے کل categorically پریس کانفرنس میں یہ کہا تھا کہ ہم اپنا right reserve رکھتے ہیں اور چونکہ اب کمیٹی بن چکی ہے اور کمیٹی کی finding کے بعد یہ کریں گے لیکن میں جناب سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ کل سپیکر صاحب نے اس کمیٹی کو time limit نہیں کیا تھا۔ہم یہ بالکل کرنا چاہتے ہیں۔ تحریک استحقاق کا میں علیحدہ جواب دوں گا جب اس کو آپ in order قرار دیں گے۔ابھی میں اس پر جواب نہیں دوں گا۔میں تو اب کمیٹی کی رپورٹ کے بعد ہی جواب دوں گا۔میں اس معزز ایوان میں اس بات کو پھر reiterate کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب یہ معاملہ اس طرح سے جائے گا نہیں۔ اس کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ logical conclusion تک پہنچا کر چھوڑیں گے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: Till the decision of the Committee اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میرے بڑے بھائی میرے لئے محترم ہیں لیکن اس ایوان میں، میں سمجھتا ہوں کہ جو ایک image رانا ثناء اللہ خان صاحب کا بنا ہے کہ وہ ایک بہت اچھے پارلیمنٹیرین ہیں تو میں نے ایک دفعہ پہلے بھی کہا تھا کہ Rana sahib is the only Parliamentarian کہ جو اس معزز ایوان کے decorum کے خلاف بات کرنے پر suspend بھی ہوئے اور He is the only Parliamentarian کہ جن کے conduct پر ایک انکوائری کمیٹی تشکیل ہوئی ہے کہ forged document کس نے تیار کئے ہیں۔ You are

the only Parliamentarianتو یہ اعزاز انشاء اللہ تعالیٰ ان کو جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ اعزاز جو ہے میرا خیال ہے کہ جب سے یہ بلڈنگ بنی ہے اور جب سے اسمبلی کے اجلاس ہو رہے ہیں میرے محترم بھائی راجہ بشارت صاحب پہلے وزیر قانون ہیں کہ جنہوں نے ہاؤس میں کھڑے ہو کر ایکResolutionپڑھا کہ جناب! ایک رکن کی رکنیت suspendکر دی جائے اور اسResolutionکے پیش کرنے میں یہ یعنی خودmover تھے۔ میرا خیال ہے کہ پچھلی کوئی ساٹھ ستر سالہ تاریخ بلکہ آنے والی ایک سو سالہ تاریخ میں کوئی ایسا وزیر قانون پہلے پیدا ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔ یہ ان کا اعزاز ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: صرف آپ کےconductکی وجہ سے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ پہلے پارلیمنٹیرین ہوں گے کہ جوforged documentکی بنیاد پر جن کے خلاف مقدمہ انشاء اللہ کمیٹی کیfindingکے بعد درج ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ یہ پہلے وزیر قانون ہوں گے کہ جو سپیکر کے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے، پہلی تو بات میں یہ کہتا ہوں کہ آپ وزیر قانون ہیں آپ نے قانون پڑھا ہوا ہے آپ کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ آپ اس مقدمے میں، اس معاملے میں، آپ کوئی حق ہی نہیں رکھتے۔ مقدمہ درج کروانے کا اور نہdictateکرنے کا، یہ اسمبلی سیکرٹریٹ اور یہ سپیکر کا مسئلہ ہے۔ میں اپنا یہ حقreserveرکھتا ہوں کہ جسmotionکو انہوں نےin orderقرار دیتے ہوئے،regulateکرتے ہوئے اس اجلاس کو بلوایا اسmotionپر وہ کس طرح سے otherwiseمؤقف اختیار کرتے ہیں لیکن یہ معاملہ سپیکر اور اسمبلی سیکرٹریٹ کا ہے۔ وزارت قانون کا یا وزیر قانون کا اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ وزیر قانون صاحب یہ کوئیResolution نہیں ہے جو آپ جیب سے نکالیں گے اور پڑھ دیں گے اور مقدمہ درج ہو جائے گا۔ اس سے پہلے بھی آپ کی گورنمنٹ نے میرے خلاف کوئی 17 کے قریب ایف آئی آر درج کروائی ہیں۔ انہوں نے میرا کچھ بگاڑا ہے اور نہ ہی یہ مقدمہ میرا کچھ بگاڑے گا۔ اگر آپ کو شوق ہے تو آپ یہ مقدمہ بھی درج کروالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں درج کرواؤں گا۔ یہ میں کرواؤں گا اور اس کا مدعی بھی انشاء اللہ میں خود ہوں گا۔ انشاء اللہ۔

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم، شیم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Any How بات یہ ہے کہ چونکہ سپیکر صاحب نے یہ مسئلہ ایک کمیٹی کے سپرد کیا ہے۔

I think let the report come then we will have a discussion on it not before that.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب کو میں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ آپ کو جب چاہیں پٹڑی سے اتار دیں۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ انہوں نے اب یہ جو بات فرمائی تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ مدعی میں بنوں گا۔ بھئی! آپ کیسے مدعی بن سکتے ہیں۔ یہ معاملہ تو آپ سے متعلقہ ہے ہی نہیں اگر میں نے کوئی document پیش کیا ہے اور اس document میں کوئی نقص ہے تو وہ Document میں نے وزارت قانون کو پیش کیا ہے نہ کہ وزیر قانون کو Document تو میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائے ہیں اور اس کے اوپر جو action لینا ہے وہ سپیکر کے آفس نے لینا ہے تو اب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مدعی میں بنوں گا۔ تو آپ راجہ صاحب یہ شوق جو ہے سپیکر آفس کے تقدس کو پامال کر کے پورا نہ کریں۔ آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کو استعمال نہ کریں۔ آپ ویسے میرے خلاف مدعی بن جائیں اور آپ جو مقدمہ درج کروانا چاہتے ہیں میں اسے قبول کرتا ہوں آپ لکھ کر دیں اور آپ جو جرم میرے ذمہ لگاتے ہیں اس کا مقدمہ آپ درج کروا دیں لیکن سپیکر کے تقدس کو، اس ایوان کے تقدس کو پامال نہ کریں۔ ابھی کمیٹی نے رپورٹ نہیں دی، ابھی سپیکر صاحب نے اپنی رولنگ نہیں دی اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں مدعی بن کر اس کا مقدمہ درج کرواؤں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون کا۔۔۔

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم، شیم۔

رانا ثناء اللہ خان: آج وزیر قانون کا جو conduct ہے یہ اس ایوان کی توہین ہے، اس سیکرٹریٹ کی اور اس معزز آفس کی توہین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کیونکہ کل اس پر بہت بات ہو چکی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ attitude کہ چوری بھی اور سینہ زوری بھی۔ آج تک کسی گروپ کے لیڈر نے کسی بھی ایک پارٹی کے سربراہ نے یہ

جعل سازی کی ہے لیکن اس کے باوجود اگر ہمیں شرم نہیں آتی تو ٹھیک ہے ڈٹے رہو۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! دیکھیں بات یہ ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ چوری بھی اور سینہ زوری بھی۔ راجہ صاحب! میں نے کوئی چوری نہیں کی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کل اس معزز ایوان کے اپوزیشن کے اراکین نے مجھے کہا ہے کہ رانا ثناء اللہ خان نے ہمیں ڈبو دیا ہے، رانا ثناء اللہ نے ہمیں ڈبو دیا ہے۔ مجھے ممبران نے کہا ہے اور کل شرم سے ان کا سر جھکا ہوا تھا اور بول نہیں رہے تھے۔ دبک کر بیٹھے ہوئے تھے آج پریس نے رپورٹ کی ہے اور آج پھر اسی معاملے کو اٹھا کر لے آئے ہیں۔ آپ قسم کھائیں کہ آپ نے وہ document دیا ہے کہ نہیں۔ رانا تجمل ممبر ہیں یا نہیں لیکن شرم نہیں آتی تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔۔

جناب محمد وارث کلو: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: You are Member of the Committee and you can not speak at the moment.

جناب محمد وارث کلو: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: You are member of the committee. You can not give your views. Those people who are the members of the committee, can not give views before the decision. Now I will not allow those who are members of the committee.

جی، آپ بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! ایک تو مجھے راجہ بشارت صاحب کی اس حالت پر رحم آ رہا ہے کہ وہ یعنی اس وقت اتنے زیادہ under pressure ہیں کہ ان کے الفاظ یعنی اس قسم کے الفاظ انہوں نے میرا خیال ہے کہ پچھلے چار، ساڑھے چار سال میں استعمال نہیں کئے کہ شرم نہیں آ رہی اور سر جھکا ہوا تھا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس سے پہلے اس قسم کی حرکت بھی نہیں کی۔

رانا ثناء اللہ خان: اب ان کی حالت آپ دیکھیں یعنی وزیر قانون۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! یہ بچوں کی طرح انہوں نے behave کرنا شروع کر دیا ہے۔ یعنی ہمارا جو سر اتنے وقار سے بلند ہے وہ ان کو جھکا ہوا نظر آتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ دیکھیں کہ اس معاملے کی نوعیت کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اب یہ بات کمیٹی کے سپرد ہے۔ آج اس پر بحث تو نہیں ہو رہی۔ آپ میری بات سنیں جس وقت یہ معاملہ کمیٹی سے واپس آئے گا۔ یہ ایک ایسا topic ہے اگر آپ بات کر رہے ہیں تو آپ بھی اس بات پر غلط بحث کر رہے ہیں۔ چونکہ جب تک ایک کمیٹی کی رپورٹ نہیں آئے گی Don't try to influence the findings of the committee. بس یہ میں کہوں گا۔ چونکہ سپیکر صاحب نے ایک کمیٹی بنا دی ہے Let the findings of the committee come, then I will allow the discussion on the floor and then you can discuss on that. پھر اس کے بعد جو بھی ایکشن ہو گا۔ Till such time I will make a request kindly آپ اس کو رہنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے اب یہ جو چند جملے فرمائے ہیں میں سو فیصد ان کی تائید کرتا ہوں۔ میں سو فیصد ان سے متفق ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کہ کمیٹی کی رپورٹ آنے سے پہلے وزیر قانون صاحب نے یہاں پر اٹھ کے کھڑے ہو کر جو دھمکی لگائی ہے کہ جی میں مدعی بنوں گا اور میں پرچہ کرواؤں گا تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ اس کے مدعی کیسے بن سکتے ہیں اور یہ پرچہ کیسے درج کرا سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب کا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپ کے خلاف پرچہ کرائیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ کمیٹی کے فیصلے کے بعد اگر کوئی خلاف ورزی سامنے آئے گی تو اس کے بعد ایکشن ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ ریکارڈنگ نکلوالیں۔ بات یہ ہے کہ ان حکمرانوں کا اب یہ حال ہو گیا ہے یعنی یہ اب اس حالت کو پہنچ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بات کی ہے میں نے اس کو سن لیا ہے۔ یہ ہم نے کمیٹی کے سپرد کی ہوئی ہے۔ Let the findings of the committee come and then discuss. اب آپ اس پر جتنی بھی بحث کریں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر قانون صاحب یہاں پر Leader of the House کو represent کرتے ہیں۔ وہ چیف منسٹر پنجاب

کو represent کرتے ہیں۔انہوں نے اس حیثیت میں یہ کہا ہے کہ جی میں پرچہ درج کراؤں گا، میں مدعی بنوں گا۔That is to say کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ چیف منسٹر پنجاب مقدمہ درج کرائے گا،وہ مدعی بنے گا۔آپ مجھے بتائیں کہ یہ کمیٹی کو influence کرنے والی بات نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کمیٹی میں تو آپ لوگ بھی موجود ہیں اور وہ بھی موجود ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تو اب کہہ رہے ہیں ناں۔اس سے پہلے تو انہوں نے یہ نہیں کہا۔ اس سے پہلے تو کہا ہے کہ میں مدعی بنوں گا۔میں سمجھتا ہوں کہ چیئر کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ بجا فرما رہے ہیں۔

Your are a Parliamentarian. Chair can not be a party to that. As a Chair, I am telling the House to let the findings of the committee come and then whatever decision to be taken or discussion to be taken later on. Till the decision of the Committee. Till that time please.

اس کو ہم نے pending کر دیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

MR. DEPUTY SPEAKER: This discussion is over. Now, we take up the Adjournment Motions. First is Sheikh Allaudin Sahib.

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بزرگو! میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں .I just give to you میں اس کے بعد ابھی آپ کو موقع دیتا ہوں۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

تھیٹر ڈراموں میں ذو معنی جملے اور فحاشی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا نمبر 07/123 ہے۔یہ پڑھی گئی تھی۔منسٹر صاحب موجود نہیں تھے۔آج منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے اور انتہائی تشویش کا باعث ہے کہ تھیٹر جو کبھی صاف ستھری تفریح کا ذریعہ تھا۔اب بے حیائی اور فحاشی کا گڑھ بن چکا ہے۔اچانک اداکارائیں سٹیج پر کپڑے تک

اتار دیتی ہیں اور فحش ذومعنی فلمی گانوں پر رقص تو عام بات ہے۔ مرد فنکار کھلے عام گالی گلوچ کرتے ہیں۔ یہ اور بھی غور طلب ہے کہ ان اداکاروں کی جائیدادیں انتہائی پوش علاقوں میں اچانک کیسے بن گئیں۔ یہ امر بھی سوچنے کا متقاضی ہے کہ اگر کبھی بھول چوک سے ان اداکاروں پر پابندی بھی لگی تو جناتی ہاتھوں نے ان کا ایک شو بھی ضائع نہ ہونے دیا اور دو گھنٹے کے اندر پابندی واپس لے کر انہیں شریف شہری قرار دیا گیا۔ ان اداکاروں کے ڈراموں کے ٹکٹ تین ہزار روپے فی کس تک بکتے ہیں۔ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کہاں ہے سب سے اگلی سیٹوں پر بیٹھنے کے باوجود انہیں کچھ سمجھ نہیں آتا کچھ اداکارائیں تیس لاکھ روپے ماہانہ تک کما رہی ہیں۔ میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر کلچر!

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! سٹیج ڈراموں کے سلسلے میں پنجاب آرٹ کونسل صرف scriptمنظور کرتی ہے۔ سٹیج پر ہونے والی اداکاری کی نگرانی ہوم ڈیپارٹمنٹ اور ڈی سی او آفس کرتا ہے اس کا محکمہ ثقافت سے کوئی تعلق نہ ہے۔ باقی شیخ صاحب نے ماشاء اللہ بڑی اچھی بات کی، روزی تو میرے مالک کے ہاتھ میں ہے، چاہے کوئی اداکار ہو، فنکار ہو، کوئی حاجی نمازی پرہیزگار ہو، روزی تو وہی ہوتی ہے۔ جس طرح شیخ صاحب نے ذکر کیا ہے کہ -/3000روپے کے ٹکٹ سیل ہوتے ہیں۔ اگر شیخ صاحب نے جانا ہو تو میں انہیں کہہ دیتا ہوں۔ ہم انہیں انشاء اللہ فری ڈرامہ دکھائیں گے۔ (قہقے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ایک بات تو طے ہو گئی کہ بھٹی صاحب ایسے ڈراموں کے passes issueکرتے ہیں۔ (قہقے)

میںon the floor of the Houseعرض کرتا ہوں کہ میرا ان سے ویسے ہی بڑا پیار اور تعلق ہے لیکن مجھے یہ بتا دیں، توبہ استغفار زندگی میں وہ وقت نہ آئے کہ ان سے میں کبھی یہ کہوں اور میں نے جو -/3000روپے والی بات کی ہے مجھے یہ کسیmale artistنے آ کر بتائی ہے اور میں اب اس بات کو تھوڑا سا بڑھانا بھی چاہتا ہوں۔ اس نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ شیخ صاحب! اب ہمیں کون دیکھنے آتا ہے اور جوmostlyتماش بین آتے ہیں ان کے کپڑے اتنے گندے ہوتے ہیں جو یقیناًcriminal groupسے تعلق رکھتے ہیں جو ان اداکاراؤں کو دیکھنے آتے ہیں۔ میں اس بات پر شرمندہ ہوں کہ آج ان اداکاراؤں کاinfluenceبہت زیادہ ہے اس لئے اس کا کسی کو برا ماننے

کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ایک قومی اور عوامی مسئلے کو یہاں لایا ہوں۔ نہ تو میں اللہ کے فضل سے انہیں دیکھنا چاہتا ہوں لیکن اس قسم کے Passes issue کرنے کا ان کے پاس اختیار ہے تو یقیناً یہ اپنا ووٹ بنک بڑھائیں اور ان کو کہیں پر دیں۔

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! میرا حلقہ تو حافظ آباد ہے۔ اگر کوئی ووٹ بنک بنے گا تو وہ شیخ صاحب کا بنے گا کیونکہ شیخ صاحب کا حلقہ بالکل نزدیک ہے۔ میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ اس میں ایک تو 1874 کا ایکٹ already چل رہا ہے۔ دوسرے نمبر پر جو passes وغیرہ کی بات ہے، وہ تو جو ڈرامے لگاتے ہیں وہی سیل کرتے ہیں کیونکہ وہ انہی کے ہوتے ہیں۔ مجھے ایک بات کی بہت خوشی ہوئی کہ شیخ صاحب کے پاس ماشاء اللہ بڑے exact figures تھے کہ جی تین ہزار روپے کی ٹکٹ ہے۔ چلو! اس بات کا شیخ صاحب کو بھی پتا ہے۔ میری کوشش ہوگی کہ شیخ صاحب کی شکایت کو انشاء اللہ دور کیا جائے جو میرے اختیار میں ہے۔ پنجاب آرٹ کونسل صرف script کی حد تک بااختیار ہے۔ اگر شیخ صاحب کو ایسی کوئی شکایت ہے تو مجھے ضرور کہیں۔ جو میرے اختیار میں ہے وہ میں استعمال کر کے جہاں ایسا ہو رہا ہو گا وہ ہم نہیں ہونے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل بات تین ہزار کی نہیں ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ وہاں اتنا عریاں لباس ہوتا ہے کہ وہ اس عریاں لباس کو دیکھنے کے لئے تین ہزار روپے دیتے ہیں۔ ان کا اصل point of view یہ ہے آپ اس چیز کو نوٹ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! عریاں لباس کی بات نہیں۔ آپ جو بات بتانا چاہتے ہیں وہ سبھی سمجھ گئے ہیں۔ عریاں لباس تو کسی بھی شو کیس میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ عریاں لباس کے پیچھے جو کچھ ہوتا ہے اس کے لئے جاتے ہیں تو ان سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ یہ اس کے اوپر کوئی پابندی کریں اور ان کا کوئی پکا محاسبہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، انہوں نے کہا ہے کہ:

Insha Allah he will take up the issue. Please don't press it, disposed of. Next is again Sheikh Allaudin Sahib.

محترمہ گلشن ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ گلشن ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں کہتی ہوں کہ سب سے پہلے تو یہ اتنے گھٹیا گانے لکھنے والوں پر پابندی لگائی جائے۔ انہیں ban کیا جائے کہ وہ اتنے گندے اور فحش گانے کیوں لکھتے ہیں جن کے اوپر یہ اداکارائیں ڈانس کرتی ہیں۔ گندے گانے لکھے جائیں اور نہ ہی یہ گندہ ڈانس ہو تو پھر یہ ماحول بھی صاف ہو جائے۔ شکریہ

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! آپ کی صدارت کے وقت ایک item pass ہوا تھا لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ وہ item یہ تھا کہ ظل ہما bright day light میں قتل ہو گئی۔ یہ ایک ایسا ہیبت ناک، ہولناک واقعہ ہے کہ آئندہ نسلیں اس کو یاد رکھیں کہ اس اسمبلی میں لوگ حق کی بات کرنے والے تھے۔ جنھوں نے اس کی مذمت کی، میں نے مذمت کی تو اسمبلی نے متفقہ طور پر کہا کہ اس کی تصویر لگے۔ اگر یہاں نہیں لگانا چاہتے تو حسن محمود کے اوپر لگا دیں۔ اس نے کیا کیا تھا، کیا وہ قتل ہوا تھا۔ He died just a natural death تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کی صدارت میں یہ Resolution ہوا ہے، نہ Resolution کا کچھ پتا ہے اور ہونا یہ چاہئے کہ اگر کمیٹی بنائی ہے تو I will be the sponsor. I should have been one of the member, Resolution کا پتا ہے اور نہ کمیٹی کا پتا ہے where has it gone

جناب ڈپٹی سپیکر: دستی صاحب! کس چیز کی کمیٹی بنائیں؟

SARDAR AMJAD HAMEED KHAN DASTI: This is the last day. This is the day of resurrection and we will not meet again during this month, during the next month and may be if living we will meet in May. So let me say a few words about it.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): یہ کہہ رہے ہیں کہ شاید یہ آخری اجلاس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں۔ انشاء اللہ ملیں گے۔ آپ بجٹ بھی پاس کریں گے اور اس سے آگے چلیں گے۔ آپ گھبرائیں مت۔

شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 124 پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری لیبر!

چائلڈلیبر کے خلاف قانون سازی اور انہیں ماہانہ مالی امداد دینے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لیبر: جناب سپیکر! بچوں کی مشقت کا مسئلہ ایک اہم انسانی مسئلہ ہے جس کی جڑیں بڑھتی ہوئی آبادی، غربت بے روزگاری اور فرسودہ رسوم ورواج سے جڑی ہوئی ہیں۔ ادارہ شماریات حکومت پاکستان کے سروے1996 کے مطابق پاکستان میں33 لاکھ بچے مشقت کا شکار تھے۔ جن میں سے19 لاکھ40 ہزار پنجاب میں تھے۔ یہ واحد مصدقہ اعداد وشمار ہیں جن کو تمام عالمی اداروں بشمول ILO نے اپنی رپورٹوں میں بنیاد بنایا ہے۔ موجودہ حکومت نے اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پر ایک قومی پالیسی کا اعلان کیا جس کے مطابق stakeholders کو ذمہ داری تفویض کی گئی ہیں جس پر عمل کرکے اس مسئلے پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ صوبہ پنجاب چائلڈ لیبر کے خاتمے کی کوششوں میں سب سے آگے ہے۔ حکومتی کوششوں، آجروں کی شرکت اور عالمی اداروں خصوصاً ILO کی مدد سے سیالکوٹ میں فٹبال سازی کی صنعت میں سے چائلڈ لیبر کا خاتمہ کیا جاچکا ہے اور قالین بافی کی صنعت سے چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے سب سے بڑا پروگرام پنجاب میں کامیابی سے launch کیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب نے بھیک مانگنے والے، اونٹوں کی ریس میں حصہ لینے والے اور دیگر استحصال کا شکار بچوں کے تحفظ کے لئے چائلڈ پروٹیکشن بیورو قائم کیا ہے جس کی شاخیں متعدد اضلاع میں قائم کی جارہی ہیں۔ دبئی سے اونٹوں کی ریس میں حصہ لینے والے سینکڑوں بچوں کو واپس لاکر بحالی کے مراکز یا ان کے والدین کے سپرد کیا جاچکا ہے۔ محکمہ محنت نے چائلڈ لیبر کے متعدد سروے کئے جن کے نتیجے میں چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے کئی پراجیکٹ شروع کئے گئے۔ ان میں اہم ترین فٹبال سازی کی صنعت میں سے چائلڈ لیبر کے خاتمے کا پراجیکٹ تھا جس نے دنیا بھر میں قابل تقلید مثال قائم کی۔ یہاں پر ILO کے کارپٹ پراجیکٹ کا ذکر مناسب ہوگا۔ یہ پراجیکٹ اس شعبے کے مالکان کی نیک نیتی، ILO اور حکومت پاکستان کے بھرپور تعاون سے چل رہا ہے اس کے نتیجے میں پنجاب کے چھ اضلاع میں27 ہزار سے زائد بچوں جن میں زیادہ تر بچیاں ہیں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ محکمہ محنت حکومت پنجاب اس پراجیکٹ کی کامیابی میں بھرپور تعاون کررہا ہے۔

مزید برآں محکمہ محنت نے محنت کشوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے جدید ترین سہولیات سے آراستہ سکول کھولے ہیں جن میں20 ہزار سے زائد بچے بچیاں زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے

ہیں۔ یہ سکول تعلیمی معیار میں کسی بھی پرائیویٹ سکول سے کم نہیں۔ ہم جلد ہی ایسے سکولوں کا جال صوبہ بھر کے دیگر شہروں میں بھی بچھا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم نے پاکستان بھر میں مشاورت کے ذریعے ان خطرناک شعبوں اور پیشوں کی نشاندہی کی ہے۔ جن میں سے چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے حکومت پاکستان ILO کے کنونشن 182 کے تحت اقدامات کرے گی۔ اس سلسلے میں حکومت نے ILO کے ساتھ مل کر پہلے ہی ایک Time-bomb پروگرام کا آغاز کیا ہے جس پر عملدرآمد کے ذریعے چھ خطرناک ترین شعبوں میں چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے فوری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں حکومت پاکستان نے حال ہی میں خطرناک شعبوں کو Employees of Children Act 1941 کے شیڈول میں شامل کر کے ان میں 14 سال سے کم عمر بچوں کے کام کی ممانعت کر دی ہے۔ محکمہ محنت پنجاب نے حال ہی میں بچوں کی مشقت کے موضوع پر ایک ٹریننگ کٹ بھی تیار کی ہے۔ جس کو تمام متعلقہ اداروں، غیر سرکاری تنظیموں، ٹریڈ یونینز اور مالکان کے نمائندوں کی تربیت کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں ایک Crush Training Programme کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ چائلڈ لیبر پر معلومات، تربیت اور آگاہی اور اس مسئلے کے متعلق معلومات کے حصول کو محدود بنانے کے لئے چائلڈ لیبر ریسورس سنٹر اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس کی اپنی ویب سائٹ بھی موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بڑی محنت کی ہے اور لمبا جواب دے دیا ہے۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کہانی ابھی محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بیان کی ہے۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں انھوں نے ایک بات تسلیم کر لی ہے کہ 1996 میں مشقت کرنے والے بچوں کی تعداد 33 لاکھ تھی۔ انھوں نے خود کہا ہے کہ 1996 میں 33 لاکھ تھی۔ میں نے جو figures دیئے ہیں وہ UNESCO کے figures ہیں۔ اس کو یا تو یہ رد کریں یا تسلیم کریں کیونکہ وہ 67 لاکھ ہیں۔ میرے پاس کتاب ہے اور figures میرے پاس ہیں۔ اس وقت اس مصیبت میں 67 لاکھ بچے مبتلا ہیں۔ اس میں جو سب سے بڑی بات ہے جو محترم سیکرٹری صاحب نے ابھی ignore کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بھٹہ مزدور جتنے ہیں، ان کی تمام اولاد، ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہم سب گزرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ وہ اینٹیں بنا رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت قالین کی جتنی انڈسٹری ہے وہ بچوں پر base کر رہی ہے۔ محکمہ محنت کی یہ بات کر

رہے ہیں تو محکمہ محنت کو سوائے اپنے پیسے رشوت لینے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے۔ وہ بڑی انڈسٹری کے ایڈمن آفس میں پہنچتے ہیں۔ مجھے خود اس کا پتا ہے، وہاں جا کر ایڈمن آفیسر سے کہتے ہیں کہ ہاں بھئی۔ آ بھئی، کیک کھا بھئی اور جا بھئی اور ختم بھئی تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس سب محنت کے باوجود جو انھوں نے ابھی بتائی ہے تو on ground reality یہ ہے کہ بچے اسی طرح سڑکوں کے کنارے ورکشاپوں میں بھی دھکے کھا رہے ہیں۔ قالینوں کی فیکٹریوں میں بھی دھکے کھا رہے ہیں اور سب سے زیادہ ظلم بھٹوں پر ہو رہا ہے اور بھٹہ مزدوروں کی اولاد پر ہو رہا ہے اسی لئے میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ایسے تمام بچوں کو پکڑ کر سکول میں لایا جائے۔ ان کے والدین کو ایک مناسب stipend against their education دے دیا جائے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو۔ جہاں تک انھوں نے سیالکوٹ کی بات کی ہے تو سیالکوٹ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے صنعتکار نے خود یہ فیصلہ کیا کیونکہ ماشاء اللہ ان کی export earning بہت ہے اس لئے انھوں نے خود فیصلہ کیا، اس میں حکومت کا ہاتھ ضرور ہے لیکن ان کا خود یہ فیصلہ تھا۔ جب تک لوگوں کو، انویسٹرز کو یہ promote نہیں کریں گے کہ ان بچوں سے کام نہ کروائیں۔ یہ خود اس کو آہنی ہاتھوں سے نہیں پکڑیں گے تو یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لیبر: جناب سپیکر! میں نے تو یہ پہلے ہی کہا ہے کہ ہم ان کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ یہ ایک سماجی مسئلہ ہے۔ ہم تو اس پر ترغیب ہی دے سکتے ہیں اور وہ ہم دے رہے ہیں۔ اگلے مالی سال میں ہم اس کے لئے پروگرام launch کر رہے ہیں جس میں بچوں کے والدین کو مناسب معاوضہ دیا جائے گا اور بچوں کو تعلیم کے لئے وظائف بھی دیئے جائیں گے۔ میرے بھائی اگر کوئی تجویز دینا چاہتے ہیں تو ہم جو پروگرام launch کر رہے ہیں۔ ہم اس میں ان کی تجویز کو ضرور شامل کریں گے۔ یہ آئیں اور ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہمیں تجاویز دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے ان کو یقین دلوا دیا ہے کہ اس پر عمل ہو رہا ہے اور جتنا بھی ہو سکے گا چائلڈ لیبر کا نہ صرف خاتمہ کیا جائے گا بلکہ اس پر عمل کیا جائے گا۔ اگر کوئی اس چیز کی خلاف ورزی کر رہا ہے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: آپ کا بہت شکریہ لیکن محترم نے ایک لفظ بولا ہے وہ میں سمجھ نہیں پایا باقی تو جو آپ کا حکم ہے وہ ٹھیک ہے۔ لفظ وہ launch کہہ رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ launch کہہ رہے تھے۔ان کے accent میں فرق تھا۔ وہ لاؤنچ نہیں کہہ رہے تھے launch کہہ رہے تھے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2007. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) فروخت اراضی بذریعہ ترقیاتی ادارہ جات مصدرہ 2007

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move to introduce the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2007.

MR DEPUTY SPEAKER: The Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2007 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of the Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 and referred to the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering for report up to 30th April 2007.

اب بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اجلاس اپوزیشن کی ریکوزیشن پر بلایا گیا تھا اور ظاہری بات ہے کہ اپوزیشن کا بہت زیادہ concern تھا کہ لاء اینڈ آرڈر پر وہ بات کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی میں سمجھتا ہوں کہ میرے کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ

قواعد وضوابط کی بات ہے کہ قواعد وضوابط کے مطابق کورم پورا کرنا اپوزیشن کی ذمہ داری تھی لیکن میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ We have decided it کہ ہم اپوزیشن کو کورم پورا کرنے میں facilitate کرنا چاہتے ہیں اور ہم باقاعدہ یہاں بیٹھ کر انشاء اللہ تعالیٰ لیڈر آف دی اپوزیشن کی پوری بات سنیں گے اور جتنا ٹائم وہ بات کریں گے بے شک وہ شام تک بات کریں، ہم بیٹھ کر کورم بھی پورا کریں گے اور ان کی بات کو بھی سنیں گے اور پورے صوبے میں اس وقت جو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے اس پر جتنا چاہیں بات کریں ہم ان کی بات سننے کے لئے تیار ہیں۔ میری request ہے کہ میرا ٹائم بھی آپ بے شک لیڈر آف دی اپوزیشن کو دیں، اگر میں نے بعد میں مناسب سمجھا تو میں اس کو rebut کر دوں گا اور جواب دے لوں گا لیکن میں اپنی طرف سے ان سے request کرتا ہوں کہ ہم کورم قطعی طور پر پوائنٹ آؤٹ نہیں کریں گے اور ان کی بات ہم پورے انہماک سے سنیں گے اور اپوزیشن کا concern یہ ہے کہ گورنمنٹ لاء اینڈ آرڈر پر جنرل ڈسکشن سے بھاگنا چاہتی ہے تو ہم ان کے قائد کی بات سننا چاہتے ہیں اور ان کو بھی اپنے قائد کے احترام میں ٹائم دینا چاہئے۔ گورنمنٹ قطعی طور پر بھاگنا نہیں چاہتی بلکہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو مکمل طور پر سننا چاہتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس بات کا فیصلہ راجہ صاحب نے نہیں کرنا اس بات کا فیصلہ ہم نے اپنی اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں کرنا ہے اور ہم نے یہ decide کیا ہوا ہے کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا آغاز میں کروں گا۔ راجہ صاحب میری بات کو سنیں اور جس طرح سے انہوں نے وعدہ کیا ہے اس کے مطابق بیٹھ کر سنیں اس کے بعد پھر باقی دوست بات کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے۔ قواعد وضوابط کے مطابق requirement کورم کی ہے اور کورم پورا کرنا ان کا کام تھا لیکن وہ نہیں کرنا چاہتے۔

رانا ثناء اللہ خان: بحث کا آغاز میں کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آج ابھی اپوزیشن لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر یہ issue

بنائیں گے تو نقصان ان کا ہے میرا نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: کوئی نقصان نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اگر کوئی نقصان نہیں ہے تو پھر آپ ایسا کریں کہ میرے لئے قاسم ضیاء صاحب قابل احترام ہیں۔ آپ ان کو مہلت دیں اگر نہیں دینا چاہتے تو آپ کی اکثریت جو یہاں پر بیٹھی ہوئی ہے تو آپ لیڈر آف دی اپوزیشن تبدیل کر لیں، جس کو بنانا چاہتے ہیں وہ بات کرلے اور ان کو فارغ کر دیں۔ ہمارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے یہ آپ قصور کا ہے۔ آپ کی نظر میں احترام کس کا ہونا چاہئے اور لیڈر آف دی اپوزیشن کو ہم سننا چاہتے ہیں وہ جتنی دیر بات کریں گے ہم بالکل سنیں گے۔

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: I give the floor to Leader of the Opposition.

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ راجہ صاحب کا بہت شکریہ کہ انہوں نے کہا کہ میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں اور ہم ان کی بات سننا چاہتے ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ سپیکر کے اختیارات استعمال کر رہے تھے اور اب اپوزیشن کے اختیارات استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ فیصلہ ہماری پارلیمانی پارٹی میں ہوا تھا اور یہ ہمارا تینوں پولیٹیکل پارٹیوں کا فیصلہ ہے اور بحث open کرنے کا یا close کرنے کا تو ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔ میں نے اور سب پارٹیوں نے فیصلہ کیا تھا کہ آج بحث کا آغاز رانا صاحب کریں گے پھر تمام ممبران اپنی بات کریں گے اور پھر انشاء اللہ میں بھی ضرور بولوں گا۔ ہمارا فیصلہ یہ تھا کہ بحث کو open رانا ثناء اللہ صاحب کریں گے اور close میں کروں گا۔ راجہ صاحب اگر سمجھتے ہیں کہ وہ اتنا بڑا دل کر رہے ہیں اور آج چاہتے ہیں کہ حکومت کے بارے میں ہم کوئی تجاویز دیں کہ جس سے لاء اینڈ آرڈر بہتر ہو سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں ہماری تجاویز سننی چاہئیں۔ میں چاہوں گا کہ رانا ثناء اللہ صاحب اپنی بات شروع کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمارا جو بھی ممبر بولے گا حکومت اس کی بات سنے گی تاکہ ان کی بھی بہتری ہو سکے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ۔ میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہاؤس میں موجود ہیں اور اپوزیشن کے وہ لیڈر ہیں اور میں ان کے احترام میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ بات شروع کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں open کروں گا اور قاسم ضیاء صاحب close کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پھر یہ اپنے بندے پورے کریں۔ رانا صاحب open کریں اور closing میں ہم آ جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں وہی کہہ رہا ہوں کہ میں open کرتا ہوں اور یہ close کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم ان کی closing میں آ کر بات سن لیں گے لیکن آپ اپنی بات کرنے کے لئے requisite number of the members پورے کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب جو فرما رہے ہیں۔ یہ بیٹھیں اور بحث انشاء اللہ تعالیٰ قاسم ضیاء صاحب کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! امن و امان کے اوپر جو بحث ہے یعنی امن و امان وہ issue ہے۔

کورم کی نشاندہی

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک لاء کے پارلیمانی سیکرٹری کورم پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں یعنی اس کا مطلب ہے کہ امن و امان سے گورنمنٹ کی یہ دلچسپی ہے۔ یعنی اس ایوان میں یہ امن و امان پر بحث نہیں کرنا چاہتے یہ اس گورنمنٹ کا رویہ ہے۔ یہاں پر ہم کوئی دھماکا کر رہے ہیں۔

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم، شیم۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ریکوزیشن آپ نے دی

ہے، کورم پورا کریں اگر آپ سے نہیں ہو گا تو ہم کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: بات یہ ہے کہ جس وقت آپ کہتے ہیں کہ مفاد عامہ کا معاملہ ہے تو اس میں آپ کورم پوائنٹ آؤٹ نہ کریں۔ راجہ صاحب یہ کہیں کہ یہ معاملہ ایک سو سے زیادہ مرتبہ نہیں ہوا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پنجاب میں مفاد عامہ کے حق میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے بہتر بات کون کر سکتا ہے۔ یہ ان کو کرنے دیں، یہ کیوں نہیں کرنے دیتے۔ یہ آج اپوزیشن کے رویے سے لیڈر آف دی اپوزیشن پر عدم اعتماد کا اظہار ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم نے کبھی اعتراض کیا ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس یہاں پر نہیں ہیں اور وہ اس کو windup نہیں کر رہے ہیں ہم نے تو کبھی اعتراض نہیں کیا۔ یہ تو ہمارا internal معاملہ ہے کہ کس نے بحث کا آغاز کرنا ہے اور کس نے اس کو close کرنا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب لیڈر آف دی ہاؤس نے دینا ہوتا ہے۔ اب پچھلے ساڑھے چار سال سے ایک دفعہ بھی لیڈر آف دی ہاؤس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دینے کے لئے نہیں آئے۔ اس کا جواب ہمیشہ لاء منسٹر صاحب دیتے ہیں تو اس بات پر ان کو کیا اعتراض ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے گنتی کی جائے۔ اس کے بعد پھر بات ہو گی۔ ابھی گنتی کی جائے۔۔۔ (گنتی کی گئی)

معزز اراکین حزب اختلاف: گو مشرف گو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

چونکہ کورم پورا نہیں ہے۔ 93 کی بجائے 53 ممبران ہیں اس لئے آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہوتی ہے۔ اب اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(112)/2007/909. Dated 29th March, 2007. The following Order, made by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Ch Muhammad Afzal Sahi,** Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with immediate effect.

Lahore, the
29th March, 2007

CH MUHAMMAD AFZAL SAHI
SPEAKER